UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222623

UNIVERSAL
LIBRARY

222623

* فہرست قصہ جات بہار و آتش ہندی *

۲ حمد جناب باری *

۳ در نعت رسول خدا خیر الوریٰ *

۴ منقبت حضرت علی *

ایضا مناجات *

۵ در سبب تالیف کتاب *

۶ در تعریف عہد صاحبان عالیشان *

۷ در تعریف گورنر بہادر *

ایضا در تعریف صاحبان کونسل صدر *

۸ در تعریف ہارنگٹن صاحب *

ایضا در تعریف افادات کاہر *

۹ آغاز داستان *

۱۶ شنیدن جہاندار شاہ نام بہرہ ور بانو از زبان طوطی
غائبانہ عاشق شدن *

۱۹ رفتن بے نظیر نام وزیرے بہ تجسس بہرہ ور بانو *

۲۵ مراجعت بے نظیر از مینو سواد *

۳۶ حکایت وزیر اول *

۳۶ حکایت وزیر دوم *

۴۱ حکایت وزیر سیوم *

۵۵ حکایت وزیر چهارم *

۶۳ حکایت وزیر پنجم *

۷۵ حکایت وزیر ششم *

۸۳ حکایت وزیر هفتم *

۸۹ خلوت اول *

۹۱ خلوت دوم *

۹۳ خلوت سیوم *

۹۵ خلوت چهارم *

۹۸ خلوت پنجم *

۱۱۰ سواد نامه پدر جهاندار شاه بجانب پدر بهره ور بانو *

۱۱۲ جواب نامه *

۱۱۳ برآمدن جهاندار شاه بتلاش بهره ور بانو *

۱۲۱ بیان غمگسار میناء قهر بر حال جهاندار شاه و گلگیر *

۱۲۴ داستان شاه گیلان *
۱۲۹ داستان بهر چهار پری *
۱۳۴ داستان یافتن چهار چیز *
۱۳۸ وارد شدن جهاندار شاه در باغ مهر و ر بانو *
۱۴۰ شگفته خاطر شدن جهاندار شاه بتاثیر هوای باغ معشوق *
ایضا غزل *
۱۴۲ داستان ملک زاده شهر فتن *
۱۴۶ رسیدن ملک زاده در صحرای دیو ماهیل نام و
کشتن اورا *
۱۵۵ کوچ کردن ملک زاده از شهر بودباش و رسیدن
بدیار مهر بانو همراه مرزبان *
۱۶۱ مجلس عروسی و دامادی ملک زاده و مهر بانو *
۱۶۳ بر جستن هوشنگ از کمین گاه تدبیر و بدست
اوردن مهر بانو *
۱۶۷ آگاه شدن ملکزاده از بن بالای ناگهانی و رسانیدن خود را
بعبادتگاه مهر بانو *

۱۷۰ داستان شاهزاده بهرام و زهره دختر وزیر *
۱۸۵ وفات یافتن بادشاه شهر و نشستن زهره بر تخت و
وارد شدن بهرام در انجا *
۱۹۰ داستان حسن سوداگر و گوهر نام دختر پارسا *
۱۹۷ در قید افتادن حسن به تهمت دزدی *
۲۰۴ داستان سه جوان غریب *
ایضا داستان جوان اول *
۲۱۳ داستان جوان دوم *
۲۱۸ نقل جوان سیوم *
۲۱۹ حکایت دختر بادشاه *
۲۲۶ داستان کامگار شاهزاده *
۲۳۱ حکایت زن عاقله و بر آمدن هر چهار لعل *
۲۴۶ اعاده داستان جهاندار شاه *
۲۵۳ منعقد شدن مجلس عروسی و دامادی جهاندار شاه و بهره ور بانو
۲۶۱ مراجعت کردن جهاندار شاه بدیار خود *
۲۶۴ رفتن جهاندار شاه بتقالب آهو و ختم کتاب *

بسم الله الرحمن الرحيم

بیان کیا کروں حمد پروردگار — کہ عجز بیان سے ہوں بس شرمسار
طاقت کہاں اسقدر نطق کو — جو تحمید اُسکی سرانجام ہو
زبان کو کلام کا یارا نہین — تعقل کو یہان کچھ گذارا نہین
خرد کنہہ مین اُسکے معذور ہی — کہ اِس درک قاصر سے وہ دور ہی
زہے جلوۂ قدرت کردگار — کہ ہر ایک پنہان مین ہی آشکار
ہر اک آشکارا مین پھر ہی نہان — زہے وہ نہان و زہے وہ عیان
بیان کس سے ہووے ثنائین تمام — رکھے ہی کہان اِتنی وسعت کلام
ملک اُسکی طاعت مین تسبیح خوان — اُسیکے ہین سجدونمین سبقت کنان
سراپا دمین اُسکی مرغ سحر — موظف ہی ہر نخل و ہر شاخ پر
نسیم و صبا کو وہی جستجو — ہر اک غنچہ و گل مین ہی اُسکی
فلک بے رضا اُسکی کب پھر سکے — اجازت اُسیکی ہو تب پھر سکے

اُسیکا یہہ سب فیض ہی عام کو نباتات کو اوز اجرام کو
اُسی نے کیا حسن و عشق آشکار ہوا کوئی دلدار کوئی دل فگار
رخ مہر و مہ اُسنے تابان کیا کتان اور ذرّے کو نگران کیا
شرر کو چھپایا ہر اک سنگ مین نہان ہوے گل کی ہر یکرنگ مین
گل و شمع کو اُسنے بخشی نمود دیا مرغ و پروانے کو بھی وجود
جہان دیکھئے وہان وہ موجود ہی وہی شاہد اور وہی مشہود ہی
ادا احمد اُسکی کہان کرسکون کب اِس مُنہہ سے اُسکا بیان کرسکون
قدم بڑھ سکے آگے حد سے کہان نہین میری اتنی زبان و بیان
عنان ادب کا ہی بہتر لحاظ مادب کو لازم ہی یکسر لحاظ
شفیع امم کا لون دامان اب کہ بخشو معاصی مرا ہووے سب

* در نعت رسول خدا خیر الورا *

محمد وہ سرور فخر انبیا کہ قرآن ہی جسکو نازل ہوا
سر سرمائین سرور جز و کل شفیع اُمم سرو باغ سبل
رسول معظم حبیب اله گنہگاروں کا حشر مین دادخواہ
رسالت کی اُسکو کتابت ملی شرافت کی مہر نبوت ملی
خدا کا وہ مقبول و محبوب ہی خدا طالب اُسکا وہ مطلوب ہی

کیا ماہ انگشت سے جسنے شق — ہوا ما یقین پر یہہ اُسکو سبق
شریعت کی دکھائی سیدھی وہ راہ — کہ بھٹکے نہ ہرگز کسیکی نگاہ
اگرچہ ہوا آخر اُسکا ظہور — ولیکن مقدم ہی سب پر وہ نور
کہان شان اُسکی ہو مجھسے بیان — کہ لولاک جس شان مین ہی عیان

* منقبت *

وصی ہی پھر اُسکا علی ولی — زہے وہ نبی اور زہے وہ وصی
مناقب کی اُسکے کہان مجکو حد — کہ ہی ذات پاک اُسکی شیر صمد
امامت کرامت اُسی سے ہوئی — ولایت اُسی پر ہوئی منتہی
کہون آل پر اُسکی ہر صبح و شام — ہزارون درود اور ہزارون سلام
دعا مغفرت مین کرون اپنی جب — پڑھو بیت یہہ شیخ سعدی کی تب
الہی بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

* منقبت *

الہی طپش کی مناجات سن — سن اس ملتجی عبد کی بات سن
مین الکن ہون اور سخت عاجز بیان — تکلم مین الجھے ہی میری زبان
روانی مرے نطق کو کر عطا — مناسب طلاقت سے کر آشنا
سخن کو مرے بخش حسن قبول — قبول طبایع ہو مجھکو حصول

رکھے آلودہ وِرد میرا نفس   بسانِ فغانِ اسیرِ قفس
عطا کر مرے قول کو وہ اثر   کہ ہر مستمع جس سے ہو چشم تر
بندھے مجھسے وہ معنیِ دردمند   کہ ارباب معنی کے ہووین پسند
تلفظ مین جو لائے میرا کلام   وہ یکبارگی ہووے دل خون تمام
ہم آغوش تاثیر ہو میری نظم   فصاحت کی تصویر ہو میری نظم
قلم جب مرا کچھ نگارش کرے   تو خونِ دل اُس سے تراوش کرے
کرون جب تخیل مین اندیشہ صرف   تو ہوون سب تک سود منظوم حرف
جو کچھ تجھسے کوئی مانگے دیتا ہی تو   بھلا کیون نہ ہیں تجھسے ہون چارہ جو
نہ رکھ مجھکو حرمانسے اندوہ گین   ترا نام ہی معطی السائلین

* در سبب تالیف کتاب *

طبیعت کو تھا ایکشب اضطراب   جگر تفتہ تھا اور آنکھین پر آب
دل و سینہ بھی متصل تھے تپان   الم سے تھی ہر اک مژہ خون چکان
تھا ہر ایک نالے مین شور نشور   کہ جان حزین سخت تھی ناصبور
اسی بیکلی میں یہہ گذرا خیال   کہ کب تک رہے یونہین آشفتہ حال
مناسب ہی بہلاؤن جیکے تئین   بہلاؤن اس آشفتگی کے تئین
کرون طبع مصروف شعر و سخن   کہ ہی نالہ ہی شغل مرغ چمن

مگر ہو سخن قسم افسانہ سے　　کہ جسمین دل مضطر سب کچھ لگے

کرون عشق موزون جہاندار کا　　جو طوطی کی ترغیب سے ہو گیا

کہ ہی قصہ یہ فارسی مین بیان　　بھلا ہی اگر ہو یہ ہندی زبان

سخن وہ کہ ہووے مفید انام　　کرین جسکو ادراک سب خاص و عام

فواید کے اسمین ہین کتنے نکات　　ہر اک بات مین اک نکلتی ہی بات

بس اُسکی ہی تنظیم کچھ خوب ہی　　کہ ارباب دانش کا مرغوب ہی

افادات کے رسم و آئین تمام　　مروج ہین اِس دور مین صبح و شام

* در تعریف عہد صاحبان عالیشان *

زہے عہد حکام گوہر شناس　　تصانیف جسمین ہوئین بیقیاس

حکایات و افسانہ ہاے کہن　　مقالات و تبیان ہر علم و فن

فصول و تواریخ دیرین زمان　　قصص اور اقوال اور داستان

نکات لطیف و کلام ظریف　　کرین فہم جسکو وضیع و شریف

بخوبی ہوئے ترجمے سر بسر　　میسر ہوئے سبکو ایدھر اُدھر

عجب عصر ہی اور عجب دور ہی　　بعینہ سلف کا سا بس طور ہی

ہر اک سمت ہی گرم بازار علم　　ہر طرف ہی قدر و مقدار علم

ہی ہر فرد کو کسب فضل و ہنر　　عیان درس و تدریس ہی گھر بگھر

رہے یارب اس دور کو بھی دوام   فلک یونہین پھرتا رہے صبح و شام
یونہین کمپنی کی حکومت رہے   یونہین اسکا عہد ریاست رہے

* تعریف گورنر بہادر *

گورنر بہادر معلی جناب   کہ جسکا ہوا لارڈ منٹو خطاب
افادات جسکے ہین شام و سحر   ہر اہل معنی ادھر اور اُدھر
اس اقلیم کا نسق ہو فرمان روا   تسلط رہے اسکا یونہین سدا
زمین بوس ہون اُسکے گردن کشان   ہون مغلوب نت اُسکے روئین تنان
چمکتا رہے اسکا نت پیش طاق   ہو رفعت مین محسود نیلی رواق
رہے اُسکے طالع سے خورشید داغ   منور ہو دولت کا اسکے چراغ
ہر اہل ہنر کا ہی وہ قدردان   مناقب ہون کب اسکے مجھسے بیان
رہے اُسسے سیراب ہر تشنہ لب   پناہ ضعیفان ہی وہ روز و شب

* در تعریف صاحبان کونسل صدر *

زہے اہل کونسل حقیقت پژوہ   ارسطو منش اور فلاطون شکوہ
تعقل تفرس ترحم کی شان   عیان اُنکی سیما پہ ہی ہر زمان
بآسایش بندگان خدا   ہین سرگرم رہتے صباح و مسا
جز اُسکے نہین فکر کچھ صبح و شام   اسی مین ہی صرف اُنکی ہمت تمام

اسی شغل بیت مین ہین متصل | کہ پژمردہ ہووے کسیکا نہ دل
الٰہی یہہ مجمع رہے برقرار | رہے حشر تک یونہین لیل و نہار

* تعریف ہارنگتن صاحب *

خصوصا فلک قدر ہارنگتن | کہون جسکو نقاد ہر علم و فن
عیان جسمین کی حق نے کبریکی شان | جسے ورد مظلوم ہی ہر زمان
ہنر کا ہی معیار اور صیرفی | سدا اُسکے گھر کا ہی وہ مشتری
بتائید روح القدس سر بسر | غموض سخن اُسپہ ہین جلوہ گر
گران قدر ہی اور عالی جناب | فلک رتبہ ہی اور گردون قباب
محامد کہان اُسکی سب کہہ سکون | بس اب عجز سے آگے خامش رہون

* در تعریف افادات کالج *

چل ای خامہ کالج کی توصیف کر | ہوئے مجتمع جسمین اہل ہنر
فصاحت بلاغت کا ہی جو مقام | جو ہی تربیت گاہ خاص و عوام
رہے دا اکثر ہنر اسمین سدا | ہر اک اہل حاجت کا حاجت روا
علو و شرف اور مجد و وقار | ہین اطوار مین جسکے لیل و نہار
تعمق تمکن توہم کرم | عیان اُسکی سیما پہ ہین دمبدم
ہی وابستہ اُس سے ہر اہل سخن | کہان ایسے ہوتے ہین آگاہ فن

شرف اُسنے ہندی زبان کو دیا — دیا نظم اُردو کو یہہ مرتبا
ترقی سب اسکی اُسی سے ہوئی — ہوئی قدر اُس سے تصانیف کی

* در تعریف مدرس عالیشان کپتان ٹیلر صاحب *

پھر آگے کہان وہ زبان و بیان — ادا ہو جو کپتان ٹیلر کی شان
شریف النسب اور گرامی شکوہ — حکیم و خردمند و دانش پژوہ
امارت مین شوکت مین عالی طریق — بہ تسخیر دلہا شفیق و خلیق
ہنر سنج و دقائق معنی شناس — سخن کے سخندان کی ہی جسکو پاس
شرف جس سے تدریسکو ہی ملا — دیا جسنے تعلیم کو مرتبا
عیان اُسکی سیماپہ ہی شان درس — کھلا سب اُسی پر ہی پایان درس
زبس ہی سب آگاہ علم و کلام — دقائق مین ہی ریختے کے تمام
کہین کیون نہ ہم سب کو طوطی مقال — کہ ہندی زبان کا ہی صاحب کمال
حق اُسکے تئین نت سلامت رکھے — سلامت رکھے با کرامت رکھے
بنواب جہاندار کی داستان — ہوئی جسطرح فارسی مین بیان

* آغاز داستان *

سلطنت مین کہین کوئی تھا بادشاہ — جرابرندۂ تخت و تاج و کلاہ
شہ عادل و خسرو دادگر — معین ستم دیدگان ہر ستمہ

سدا قیصر روم و خاقان چین — رہا کرتے اُسکے اطاعت گزین
لگا شرق سے غرب تک صبح و شام — سلاطین تھے فرمان بر اُسکے تمام
حریف و عدو کا نتھا اُسکو فکر — نہ تشویش کا پاس تھا اُسکو ذکر
میسر تھا عالم کا عیش و نشاط — سدا تھی خوشی خورج انبساط
مگر تھا اُسی غم سے غمگین سدا — کہ فرزند دلبند رکھتا نہ تھا
بلاکر وزیرونکو وہ ایک روز — لگا کہنے با حسرت و درد و سوز
کہ پوچھو تو آج اہل تنجیم سے — زرا غور سے دیکھیں طالع مرے
کہیں بھی نصیبونمین میرے ولد — دیا ہی عبث یونہیں یہہ جد و کد
اگر ہوے مقسوم یہہ آرزو — تو زیبا ہی دولت کی سب ہاو ہو
نہیں تو یہہ ہی سلطنت کیا ضرور — فقیری ہی ناچار لونگا ضرور
نکل جاؤنگا دیس پردیس مین — اتیت اور جوگی کے ہو بھیس مین
لٹاؤنگا جو کچھ ہی اموال و زر — پھرونگا جہان مین نگر در نگر
وزیرون نے سنکر دیا یہہ جواب — کہ ای شاہ شاہان مالک رقاب
نہ مایوس ہون آپ فرزند سے — ہی اُمید فضل خداوند سے
نہیں لطف کی اُسکے ہرگز کمی — نہ مایوس اُس سے رہے آدمی
علاج اب یہہ ہی در قدم پر — معین ہو خیرات کا ایک گھر

ہوں سیاح عالم فرو کش جہان　　مسافر غریب الوطن اترین وہان
کہ اس مین کوئی مرد صاحب اثر　　کرے شاید آنا کہانی گذر
دعا سے ہو اسکی تمہاری کشود　　جو مقصود ہی سو وہ پاوے نمود
کہا شہ نے پھر اس سے بہتر ہی کیا　　کرو اسکا سامان جو کچھ کہا
وزیرون نے فی الفور تدبیر کی　　دربار گہہ پر وہ تعمیر کی
لگا آنے عالم جہاندیدہ وہان　　لگا رہنے مجمع سر آستان
سر شام سے صبح تک بادشاہ　　بصد انکسار و بصد عجز و آہ
بیان سب سے کرتا تھا حاجت کتین　　سناتا تھا اپنی سماجت کتین
گیا اس مین یونہین گذر ایکسال　　کہ پیہم رہا یہہ ہی قال و مقال
ہوا بعد ازین آن کر ناگہان　　گذر ایک درویش کامل کا وہان
نظر کرکے افتادگی شاہ کی　　وہ حالات اس نالہ و آہ کی
دیا اپنی کچکول سے ایک پھل　　کہا ای شہ کامران بے بدل
یہہ پھل ہی تیری نخل امید کا　　کھلا شاہزادی کو اور آپ کھا
لیا شاہ نے پھل کو کر کر سلام　　محل مین گیا لیکے خوش ہو تمام
زن و شو نے کھایا بہم ایک بار　　ہوئی تب سے شہزادی امیدوار
گئے نو مہینے گذر جس گھڑی　　نمایان ہوا آکے وقت خوشی

تولد ہوا ایک صاحب جمال | قوی بخت و فیروز و فرخندہ فال
جبین پر عیان جلوۂ مشتری | درخشندہ سیما پہ طالع وری
علامات اقبال مُنہہ پر عیان | سعادت کی دولت کے یکسر نشان
یہہ سنکر خبر شاہ نے ایکبار | کیا سجدۂ شکر پروردگار
رہا دیر تک خاک پر جبہہ سا | پھر اُس عجز سے جب کہ فارغ ہوا
دیا حکم ارکان دولت کتین | کہ بجوادین شادی کی نوبت کتین
کہین شہر مین عیش و عشرت تمام | کسی گھر مین غم کا نہ ہرگز ہو نام
غنی اور نوکر کا دل شاد ہو | ہر اک نوع سے اُنکی امداد ہو
خزینون کے یکبارگی مُنہہ کھلے | زر و اشرفی ہر کسیکو ملے
ہوا ہر طرف شہر آئینہ بند | خوشی نے کیا جلوہ ہر سو دوچند
ہوئے شہر کے سارے صایل غنی | جہان تک تھے محتاج سبکی بنی
ہوا طی یہہ ہنگامۂ جشن جب | کیا حکم پھر شہ نے یکبار تب
کہ جتنے منجم ہین آوین حضور | بعیش و خوشی اور نشاط و سرور
ولی عہد کے زایچے کو لکھین | خبر سعد اور نحس کی اُسکے دین
نجومی و رمّال تھے جس قدر | ہوئے آکے حاضر وہان سربسر
لگے کھینچنے زایچے کے تئین | کواکب پہ نگران ہوئے ہر کہین

جو دریافت کرنا تھا جب کر چکے — تو پھر شاہ سے ملکے کہنے لگے

کہ اے خسرو نامدار کہن — سنو گوش دل سے ہمارا سخن

یہ شہزادہ رکھتا ہے بخت بلند — ہے خیلے قوی طالع و ارجمند

جہاں اسکے ہونا ہے زیر نگین — نہ روکش کوئی اسکا ہوگا کہین

سلاطین سب اسکو دینگے باج — خطا و ختن سے یہ لیگا خراج

پہ جب اسکا بارہ برس کا ہو سن — طلوع اسکے ہو وین جو اینکے دن

تو مغموم ہو کچھ غم عشق کا — یہی ہے خلل زائچے مین ذرا

اسیکی حفاظت سدا شرط ہے — اسیکی حفاظت ذرا شرط ہے

ہوا سنکے شاہ اس سخن کو غمین — رہا اک ذرہ دلمین اندوہ گین

کہا پھر جو ہو مرضئ کردگار — مرا اس مین چلتا ہے کیا اختیار

غرض کر توکل بفضل اله — رکھا نام اسکا جہاندار شاہ

لگا مہر دولت مین پلنے سدا — بصد ناز و نعمت صباح و مسا

ہر اک وقت معتاد و معمول پر — ہوئی رسم و مرسوم اوا سربسر

کہ پہلے چھٹا دودھ اور بعد ازین — ہوا خیر خوبی سے مکتب نشین

اتالیق و استاد کے فیض سے — علوم اور ادب اسپہ یکسر کھلے

ہوئے جبکہ بارہ برس منقضی — تو در پیش آکر ہوئی وہ گھڑی

گیا باغ مین ایک دن سیر کو بصد شادمانی و فرخندہ رو
لگا پھرنے ہر سو خیابان مین کہ دیکھے ہی کیا کیا گلستان مین
کدھر نہر ہی اور کدھر آبشار کدھر سبزہ ہی اور کدھر لالہ زار
کہان بلبلین ہین کہان قمریان کہان باغبان ہین کہان آشیان
کہ اتنے مین اک سو نظر جو گئی تو دکھلائی دی زور صحبت نئی
بجاتا ہی بیٹھا جوان اک ستار صدا جسکی کرتی ہی دلکو فگار
اور اک طوطیکا ہی قفس شاخ پر کہ چھلتا ہی جسکی نوا سے جگر
پر اُسکی صدا سے ملے ہی ستار قیامت ہی دونون کی باہم بہار
گیا شاہزادے کا اک بار دل لگا سننے ہو کر کھڑا متصل
کیا پھر سلام اُس جوانکے تئین کہ تا راغب اُسکا وہ ہووے کہین
ولیکن جوان تھا جو بیخود تمام دیا کچھ نہ اُسنے جواب سلام
ہوا شاہزادے کا جی بے مزا رہے راگ سنتا تھا چپکا کھڑا
نظر جو ہین طوطی کی اُسپر پڑی تو اُس نوجوان سے یہہ کہنے لگی
کہ افسوس کیتے ہو تم بیخبر نہین کچھ کسی پر تمہاری نظر
کھڑا ہی یہہ شہزادہ عالی مقام دیا کیون نہ اِسکا جواب سلام
نہین اِتنی بے اعتنائی ضرور نہایت ہی شرط مروت سے دور

سنی شاہزادے نے جون ناگہان   یہہ طوطی کی طرز بیان و زبان

وہ گانے بجانے کا جو لطف تھا   فراموش اک بارگی ہوگیا

دل و جان سے طوطی کا مایل ہوا   اُسیکا طلب گار کامل ہوا

بندھے تھے جو بازو پہ لعل و گہر   وہین جلد جلد اُس گرہ کھول کر

کف دست پر رکھہ بصد اضطراب   گیا اُس جوان پاس لیکر شتاب

لگا کہنے ہو کر اُسے ملتجی   کہ ای نوجوان دیکھون ہمت تری

طلب تجہسے کرتا ہون مین ایک چیز   نرکھہ اُسکو زنہار مجہسے عزیز

یہہ طوطی بالطف و کرم مجہکو دے   عوض مین یہہ لعل و گہر مجہسے لے

ہی ہر لعل کئی مملکت کا خراج   سلاطین کا ہی ہر اک زیب تاج

جوان نے دیا سنکے ناخوش جواب   کہ ای شاہ شاہان عالی جناب

یہہ طوطی ہی برسونکی ہمدم مری   جدا مین نہ اُسکو کیا ہی کبھی

دل آتش زدہ ہی جگر تفتہ ہی   طبیعت مری اُسپہ وارفتہ ہی

کرون اپنے مونس کو کیونکر جدا   نہین دور ہوگی یہہ مجہسے ذرا

ملک زادہ سنکر یہہ طرز جواب   ہوا خشمگین دلمین کھا پیچ و تاب

لگا کہنے سنتا ہی او بے خبر   گئی ہی تری عقل و دانش کدھر

نہین جانتا تو کہ مین کون ہون   ابھی چاہون جو کچھ سو تجہکو کرون

ثین والی ہون اِس کشور وملک کا　مالک بزادہ ہون اور فرمان روا
کہان طوطی لیجا ئیگا مجھسے تو　نہ ہرگز ہوا ہینہ نہ ہوگا کبھو
جو اُن سنکے تہدید کا یہہ کلام　ہوا تب تو لاچار دل مین تمام
لئے لعل دی طوطی مجبور ہو　چلا وہان سے شہزادہ مسرور ہو
محل مین خوشی سے شتاب آنکے　رکھا اک جڑاؤ قفس مین اُسے
مرصع کے موزون کئی پیالیان　رکھین آب ودانہ سے بھرکر وہان
اُڑھایا قفس پر غلاف زری　معین کیا اُسکی پاس اپنے کی
شب و روز رہتا قفس روبرو　نہ آنکھون سے اوجھل وہ ہوتا کبھو

* شنیدن جہاندار شاہ نام مہرو ربانو *

* از زبان طوطی وغائبانہ عاشق شدن *

پلا ساقیا وہ مئے لعل فام　کرون جس سے طوطی نمط ثین کلام
پر اُدھا نے اِس مرغ دل کے لکھون　بقدر کے اسباب موزون کرون
سنو اب یہان سے بیان عجیب　غریب و عجیب و عجیب و غریب
محل مین تھی اک مہربانو خواص　تعلق تھا شہزادہ کو اُسسے خاص
صباح و مسا اُسپہ میلان تھا　بہم ربط دلکو ہر اک آن تھا
وہ ہر اتھا جو آئینہ اک جا مجھے　لگی مہربانو اُسے دیکھنے

نشے مین وہ چمکا ہوا رنگ رو   خوش آیا جو اُسکے تئین مو بمو
لگی کہنے سنتو جہاندار شاہ   کر انصاف سے خوب مجہپر نگاہ
جہانمین ہزارون ہین گو نازنین   ولے کوئی مجہسی بہی ہوگی کہین
نہوگی نہوگی نہوگی کوئی   نہوگی یہہ ناز و ادا کی کوئی
قفس مین جو طوطی تہی پاتہی ہوئی   وہ سنتے ہی یکبارگی ہنس پڑی
منغص ہوئی مہربانو وہین   کہدر ہوئی اور ہوئی خشمگین
لگی کہنے ہین ہین ہنسا تو نے کیون   سبب تیرے ہنسنے کا مین بہی سنون
بتا کونسی بات پر تو ہنسی   کہ تیری ہنسی زہر مجہکو لگی
کیا پہر جہاندار شہ کو خطاب   بصد خشم و قہر و بصد پیچ و تاب
کہ گر زندگی ہو مری چاہتے   تو اتنا اسیوقت پوچہو اسے
کہ سچ کہہ تو کسواسطے ہنس پڑی   وہ کیا تہا تجہے جسپر آئی ہنسی
نہین آپ کو مین کرونگی تمام   اور اسکا بہی آخر کرونگی مین کام
کہا شہ نے سن ای بدیع الجمال   گیا ہی تیرا کسطرف کو خیال
یہہ حیوان ہی بلکہ یکمشت پر   ہنسی پر ہی کیا اسکی رکہنا نظر
خدا جانے اسکے تہا دل مین کیا   پی اب جام می اور مجہے بہی پلا
کہا مہربانو نے بس پی چکی   جہان تک کہ جینا تہا سو جی چکی

سنون تا نہ پھنسنے کے باعث کہین　　تعلق مجھے جام و می سے نہین
یہہ کرتی ہی تھی مہر بانو کلام　　کلام اُسکا تھا ہی ابھی ناتمام
کہ طوطی لگی کہنے چپکی رہو　　زیادہ نہ بس مجھکو گویا کرو
ابھی چونچ کھولون تو آفت اُٹھے　　خرابی اُٹھے اور قیامت اُٹھے
یہہ صورت پہ اپنی جو نازان ہو　　نہ دیکھا ہو کچھ جسنے اُسکو کہو
خدا کی خدائی مین اک ایک سے　　وجاہت مین افضل ہین لاکھون پرے
ہر اک گل کی ہیگی جدا رنگ و بو　　نظارہ اگر کیجئے ہو بہو
ہی اکطرف کو شہر مینو سواد　　ہی فرمان روا جسکا باعدل و داد
نظر آئی اکدختر اُسکی مجھے　　نہین شکل ابتک وہ بھولی مجھے
زبس حسن سے بہرہ ور ہی تمام　　پدر نے رکھا بہرہ ور بانو نام
بیان سے ہی برتر وہ حسن و جمال　　کہ ہی مظہر قدرت ذوالجلال
کھنچی دست ایزد کی تصویر ہی　　نگہہ کے لئے طرفہ تاثیر ہی
پری بھی جو دیکھے تو شرمندہ ہو　　فرشتہ بھی فوراً اثر افگندہ ہو
نہ اُس منہہ کا سا شمع ہی مین ہی نور　　نہ گل ہی مین اُس رنگ کا ہی ظہور
کہان ہووے شکل ایسی انسان کی　　نہ جب تک عنایت ہو یزدان کی
کیا جب یہہ طوطی نے قال و مقال　　تغیر ہوا شاہزادے کا حال

وہیں عاشق غایبانہ ہوا   طبیعت کو گویا بہانہ ہوا

پڑی وو وہیں مینا نے دل پر شکست   مثل ہی کہ دیوانہ را ہو بس است

زمین پر گرا کہا کے غش ایکبار   لگا رونے انکہونسے خون زار زار

* رفتن بے نظیر نام وزیرے بہ تجسس بہرور بانو *

پلا ساقیا وہ مے لعل گون   کہ ہو سینہ و دل مرا جیسے خون

تجسس کرون جاند مطلوب کا   تفحص کرون اپنے محبوب کا

جہاندار شہ کو لگا جب یہہ غم   دل و جان پہڑکنے لگے دمبدم

بلایا وزیرون کو اپنے حضور   کیا منتخب انسے اک ذی شعور

جسے فن تصویر مین دخل تہا   جو تہا رشک مانی و بہزاد کا

وزیرون مین نام اسکا تہا بے نظیر   نہایت ہی تہا عاقل و مرد پیر

کہا اس سے ای مونس و غمگسار   تجہی سے یہہ پاوینگا انجام کار

ہی اکطرف کو شہر مینو سواد   کہ فرمان وہ اسکا ہی عالی نژاد

ہی دخت اسکی اک بہرہ ور بانو نام   سپہر وجاہت کی ماہ تمام

بنا کر تو سوداگر اپنے تئین   دیار اسکے پہنچیو شتابی کہین

پہر اسنی بہر شکل تصویر لا   اور اس چشم جویا کو میری دکہا

تو شاید ہو یہان زندگانی مری   وگرنہ کہان زندگانی مری

کہا اُسنے جو حکم ہو شاہ کا — ہوا مین ابھی عازم اُس راہ کا
یہ کہہ اور تجارت کا اسباب لے — اور اک شہ کی تصویر بھی کھینچ کے
مرخص ہوا وہ وہین تسلیم کر — چلا ڈھونڈتا پوچھتا وہ نگر
اُٹھا کر سفر کی بہت زحمتین — منازل کی اور راہ کی محنتین
صعوبات طی کرکے حد سے زیاد — ہوا داخل شہر مینو سواد
رکھا جو قدم اُس مین اکبارگی — فرامش ہوا رنج آوارگی
عجب شہر و بازار آیا نظر — عجب کشور اک بار آیا نظر
کہ آب و ہوا جسکی صحت فزا — فضا و صبا ہر طرف دل کشا
در و بام اکسر جواہر نگار — مرصع دوکانون کی ہر سو قطار
عمارات رنگین ہر ایک سو — صفائی و پاکیزگی کو بکو
زمرد کے اور لعل کے سنگ و خشت — زمین کا ہر اک قطع رشک بہشت
خوشی ہر طرف راگ اور رنگ کی — مچی تھی صدا بربط و چنگ کی
ریاحین و گل کا ہر اک جا وفور — دماغون کو نکہت سے حاصل سرور
محبت سے خالی نہ کوئی آدمی — کسی مین نہ الفت کی ہرگز کمی
جسے دیکھو خوش وضع اور خوش لباس — خلیق اور رنگین و آدم شناس
مسافر نواز اور مہمان پرست — مروت کی صہبا مین ہر ایک مست

کئی دن تلک سیر کر کے تمام | کیا جا کے اک باغ مین پھر قیام
اُتارا تجارت کا اسباب وہان | تحایف کی یکبار کھولی دوکان
لگایا قرینے سے ہر ایک مال | جنس جنس تختون سے ہر اک نکال
ہوا بر برابر اِدھر اور اُدھر | نمایان کئی تحفے تھے جسقدر
قضا را یہہ جس باغ مین جا رہا | وہ تھا باغ اُسی بہرور بانو کا
ہوا بعد چند اُس مین اُسکا گزار | کہ تھا اُن دنون جوش فصل بہار
لگا ہونے ہر اک طرف اہتمام | خواصون کا ہر سو ہوا ازدحام
مقید ہوئے ہر طرف عہدہ دار | ہوا گرم ہنگامۂ گیر و دار
کہ اِتنے مین دیکھا کسینے اُسے | لگے پوچھنے دفعتاً آن کے
کہ بتلا تو ہی کون اے مرد پیر | کیون اِس باغ مین ہی سکونت پذیر
کہا اُسنے تاجر ہون مین دور کا | یہہ مال تجارت ہی دیکھو بھرا
خریدار کی انتظاری مین ہون | کہ بیچ اِسکو جلدی وطن کو پھرون
وسیلہ مگر کوئی رکھتا نہین | جو تقریب میری کرے جا کہین
غریبانہ اِس باغ مین ہون پڑا | کہ بے خانمانون کی ہی یہہ جگا
کنیزون نے سنکر یہہ اُسکا جواب | کہا بہرور بانو سے جا شتاب
کہ وارد ہی اک یہان عجب مرد پیر | مسافر ہی تاجر ہی اور گوشہ گیر

تحایف ہین ہر ملک کے اُسکے پاس ولیکن کسی سے نہین روشناس
ہی درماندہ سخت اپنے احوال کا کہ کیا ہوگا انجام اس مال کا
سنا شاہزادی نے جون یہہ کلام کہا جا لے آوہ تحایف تمام
اور اُنکو بھی اسباب کے ساتھ لا جو معلوم قیمت کی ہو انتہا
خواص آئی تب جانب بے نظیر کہا لے مبارک ہوا ای مرد پیر
کھلی یکبیک آج طالع ترے چل اجناس کو ساتھ لے کر مرے
کہ شہزادی اب ہوئی خریدار ہی ترے بخت کا آج بازار ہی
ہوا بے نظیر اُسکے فی الفور ساتھ اُٹھا مال و اسباب کو ہاتھون ہاتھ
پس پردہ پہنچا شتاب آنکر زبان کی دعاؤن ثناؤن سے تر
لگا کرنے ہر اک نمونے جدا دکھانے لگا جنس سرتا بپا
جہان تک کے تھے تحفے اقسام کے بتدریج ہر ایک حاضر کئے
کئے پھر دربا نونے سب پسند عنایت کیا مول سے بھی دوچند
تب اسباب و اجناس سب لے چکی خواصونسے پوچھا کہ ہی اور بھی
اُنھون نے کہا بس جو تھا ہو چکا مگر اک صندوقچہ ہی باقی رہا
ولیکن اُسے ساتھ لایا نہین دوکان ہی مین چھوڑ آہی اُسکے تئین
تمامی و زربفت سے ہی مڑھا اور اک قفل سیمین ہی اُسپر لگا

انھین جانئے اس مین کیا کچھ ہی چیز   کہ رکھتا ہی یون اسکو کر کر عزیز
ہوا شاہزادی کو بس اضطراب   کہا جا کے لاؤ اُسے بھی شتاب
خواصین یہہ سنتے ہی دوڑی گئین   اُٹھا لائین جلدی اُسے بھی وہین
کہا کھول ای مرد پیر اسکے تئین   کہ معلوم جنس اسکی بھی ہو کہین
لگا کہنے سنکر اُسے بے نظیر   کہ مین تو ہون ہر طرح فرمان پذیر
پر اس مین کسیکی امانت ہی چیز   ہی اسواسطے مجکو اتنی عزیز
جلا یہہ نہین کھول سکتا اسے   مگر روبرو ہون خریدار کے
سنا شاہزادی نے جب یہہ سخن   کہا ہی فروشندہ پیر و کہن
بزرگ اور مقدس ہی آتا نظر   دکھا دے کھول روبرو آن کر
اجازت ہوئی تب اُٹھا بے نظیر   زبس تھا ضعیف اور نہایت حقیر
خواصون نے تائید کر سو بسو   لے آئین اُسے تھامتی روبرو
کیا شاہزادی کو جھکر سلام   و لے دیکھتے ہی وہ ماہ تمام
زمین پر گرا کھا کے غش ایکبار   رہا دیر تک یون ہین بے اختیار
پس از چند ساعت جو آیا بہوش   تو پھر بھی تھا حیرت زدہ اور خموش
کہا شاہزادی نے کیون کس لئے   یہہ طاری ہوا دفعتاً غش تجھے
کہا یہہ کہ ہون ناتوان و ضعیف   اور اس کبر سن نے کیا ہی نحیف

یہہ احوال ہوتا ہی اکثر مرا کہ گرتا ہون رفتار مین پھر پھرا
یہہ سب کہہ بیان اپنی لاچار گی صندوقچے کو پھر کھولا یکبار گی
نکالا ورق بشرہ کی تصویر کا بھرا جسمین تھا رنگ تاثیر کا
دیا پھر وہ دربانون کے جلد ہاتھ ہوئی بیخودی اُسکو لینے کے ساتھ
لگی دیکھکر کہنے فوراً اُسے یہہ تصویر کیسی دکھائی مجھے
کہ آگئی محبت کی اسمین سے بو کیا اُس نے درہم مرے حال کو
دل و جان کو میرے مفتون کیا اگرچہ مین لیلی تھی مجنون کیا
تعلق ہوا اُس سے پیدا مجھے نہ دونگی یہہ تصویر مین اب تجھے
جو کچھ اُسکی قیمت مین چاہے تو لے و لیکن اُسے ہر طرح مجھکو دے
لگا کہنے یہہ بات سن بےنظیر کہ ای برج خوبی کی بدر منیر
امانت کو بیچون مین کیونکر بھلا امانت مین کب ہی خیانت روا
کہا شاہزادی نے ای پیرمرد زیادہ نہ دے بس مرے دلکو درد
بس آگے مجھے اب دوانا نکر امانت کا مجھسے بہانہ نکر
غرض ہوکے لاچار تب بےنظیر لگا کہنے اچھا ہون فرمان پذیر
جو ارشاد فرمائے ہی قبول کہان کرسکون حکم عالی عدول
یہہ سنتے ہی شہزادی پر آئی جان دئے مول مین کتنے لعل گران

مرخص ہوا بعد ازین بے نظیر دو گانہ بیچ پھر اپنی ہو گوشہ گیر
تصور مین لا بدرہ ور بانو کو شبیہ اُسکی تیار کی مو بہ مو
ہوا فارغ اُس کام سے جس گھڑی وطن کی شتابی سے پھر راہ لی۔

مراجعت بے نظیر از سیر سواد

پلا ساقیا اک شتابی سے جام کہ جسمین سفر کی ہو رجعت تمام
جاؤن اپنے جا سے نظر سے شتاب کرون آپ سا اُسکو بھی کامیاب
پھرا کام کر اپنا جب بے نظیر ہو فضل الٰہی سے مقصد پذیر
اُٹھا کر سفر کے بہت رنج و تاب وطن مین ہوا داخل آ کر شتاب
جہاندار شہ کے گیا پھر حضور کھڑا ہو کے آداب کہہ بیچ و دور
کیا قاعدے سے بہتر کر سلام بجا لا کے آداب شاہی تمام
نکالی وہ تصویر زرین نگار جو تھی بدرہ ور بانو کی یادگار
شتابی سے دی ہاتھ مین شاہ کے زبانی بھی حالات سارے کہے
وہیں دیکھتے ہی جہاندار شاہ لگا کھینچنے متصل سرد آہ
سرشک گلابی بہانے لگا تڑپنے لگا تلملانے لگا
کبھی اپنی آنکھون مین رکھتا اُسے کبھی سینہ و دل پہ ملتا اُسے
کبھی نقش و پرداز کو دیکھتا کبھی ناز و انداز کو دیکھتا

کبھی سر کے بالونکی لیتا بلائین　مخاطب کبھی ہوکے دیتا دعائین
وہی ہمنشین اور وہی تھی انیس　وہی اسکی ہردم انیس و جلیس
اسی سے تکلم اسی سے خطاب　سوا اسکے مطلق نہ آرام و خواب
ہوئی جب کہ ماباپ کو یہہ خبر　نہایت مشوش ہوئے سربسر
پدر نے بلائے تمامی وزیر　جو ہوتے تھے دشواریون مین مشیر
سنایا غم ان کو جہاندار کا　قلق اسکی جان و دل زار کا
وزیر اسکو سنکر رہے سب خموش　پھر آخر کو از روی تدبیر و ہوش
یہی سب نے باہم مقرر کیا　کہ ہر شب وزیر ایک پاس اسکے جا
کہانی کہے کوئی اسطرح کی　مذمت زنون کی ہو جسمین بھری
یقین ہی کہ سنکر ہو نفرت تمام　نہ پھر بہرہ ور بانو کا لیوے نام
ہوئی اسطرح جب مقرر یہہ بات　تو آکر وزیرونسے اک پہلی رات
کہانی لگا کہنے یہہ باتفقہ کر　کہ ہی جسمین مکر زنان سربسر

* حکایت وزیر اول *

سنو قبلہ عالم کہین اک جوان　حسین و طرحدار و سرو روان
محبت مین جورو کی اپنے سدا　دل آشفتہ رہتا تھا صبح و مسا
نہ بن دیکھے اک لحظہ آرام تھا　ہر اک آن ہردم یہی کام تھا

یونہین وہ بھی عاشق تھی اُسکی ہمیش　　مگر نغمہ رہتی تھی اوُر صبح نہ رنش
موافق تھے آپس مین دونون تمام　　گرفتار الفت بہم صبح و شام
وفا مین تھے طرفین ضرب المثل　　مجالس مین ذکر اُنکا تھا ہر محل
قضارا جوان کا تھا اک آشنا　　انیس و جلیس و یگانہ نما
نہ تھا اُسپہ زنہار وہم دوئی　　نہ ہوتی تھی معلوم بیگانگی
نہ لغزش کا تھا اُسپہ مطلق گمان　　نہ ہرگز خطا کے تھے اُسمین نشان
شب و روز تھے ہمدگر یار غار　　رفیقونکے ہوتے ہین جیسے شعار
سلوک عزیزانہ آپس مین تھا　　محبت سے بھی تھا پرے مرتبا
ولے آگے سنئے تعجب کی بات　　کہ اکدن کہین وہ نزریاں الصفات
سحرگاہ آیا بہ نزد جوان　　اور اک رخنۂ در مین سے ناگہان
نظر اُسکی زن پر پڑی ایکبار　　وہین دفعتاً ہو گیا بیقرار
بھلا یا حق ربط و اُلفت کتین　　کیا دل مین جایز خیانت کتین
جتانے لگا دن بدن اپنی چاہ　　کبھی اشک گرم و کبھی سرد آہ
لگا بھیجنے تحفے ہر صبح و شام　　تکلف سے تیار کر کر تمام
کبھی لوز بادام کے خوانچے　　کبھی پستے نمکین بھونے ہوئے
کبھی چوگھرے اوُر کبھی ڈلیان　　کبھی عطردان اوُر کبھی پاندان

کبھی مہکے مہکائے پھولوں کے ہار کبھی قولنے کے پچھلے مینا لگا ر

کبھی سرخ تنبول کی شمسیاں گوندھی ہوئی کبھی عطر مین مہندیاں

کبھی پنکھے گوتونکے جھکے ہوئے بانت ہا ولے بیچ جھکے ہوئے

غرض یونہین اک تحفہ ہر دن نیا لگا بھیجنے جانب دلربا

نگرنی تھی زن گرچہ پہلے قبول پر آخر گئی ایسی باتون پہ بھول

ہوئی آپ بھی رفتہ رفتہ یونہین تعشق مین اسکے محبت گزین

لگی دیکھنے بام و در سے اسے لگی بیٹھنے پردے پاس آن کے

کبھی جھانکتی تورتا من کے تئین دکھاتی کبھی کفش و دامن کتین

کبھی فندقین انگلیون کی نکال دکھاتی شگافون سے تھی لال لال

سناتی کبھی اپنی آواز کو جتاتی خفی ناز و انداز کو

کبھی پیک دھلیز پر پھینکتی کہ پڑ جائے نظر وہ کہین اسکی کبھی

غرض آخر اک پیرزن کو بلا یہہ پیغام اپنی طرف سے دیا

کہ جتنی ہو تم مجھہ لئے بیقرار مرا بھی دل اتنا ہی تم پر نثار

ولیکن ہون شوہر سے معذور مین اسی سے ہون ناچار و مجبور مین

یہین سخت ہی آسمان دور ہی وگرنہ مجھے بھی یہہ منظور ہی

قضا را کہین ایک دن وہ جوان گیا صید آہو کتین ناگہان

ملا شام کے ہونے اُسکو شکار   ہوا خستگی سے نہایت فگار
بیابان سے بیوقت از بس پھرا   کسی طرح شب کو نہ گھر آسکا
مگر وہان سے نزدیک تھا اک مقام   کہ زن کے پدر کا تھا اُسجا قیام
رہا رات کو وہان ہی سُسرال مین   اُسی ماندگی مین اُسی حال مین
لگی ہونے ضیافت کی وہان دھوم دھام   جو معمول دنیا ہی اور رسم عام
پر اُسکو ضیافت سے کیا کام تھا   کہ آپ اپنی حالت مین ناکام تھا
جدائی تھی گھر کی بہت اُسپہ شاق   قیامت تھا اُس روز شب کا فراق
کہا اس مین سسرے نے ہر چند اُسے   کہ تیار ہی ما حضر کھائے
کیا اُسنے ہرگز نہ آلودہ ہاتھ   گذاری اُسی رونے دھونے مین رات
اب آگے سنو تم یہان کا بیان   کہ جب شام ہوئی اور نہ آیا جوان
سنی یار زن نے یہہ جو ہین خبر   چلا گھر سے گھوڑے کو تیار کر
اور آتے ہی زن سے یہہ کہنے لگا   کہ یہ وقت فرصت ہی یا تھی ہی کیا
بس اب گھر کتین چھوڑ چل میرے ساتھ   کہ تا زندگانی ہون مین تیرے ساتھ
سنا جبکہ عورت نے یہہ ناگہان   کیا وہین اُسدم یہہ مکر زنان
لگا آگ دی گھر کے چارون طرف   کیا مال و زر اپنا سارا تلف
اُسی شور و ہنگامہ مین ایکبار   ہوئی گھوڑے پر ساتھ اُسکے سوار

نکل وہان سے کئی روز کی راہ پر — مقرر کیا جا کے رہنے کا گھر
ہوئے دونون مشغول فسق و فجور — کیا اپنی مینائی عصمت کو چور
جوان صبح آیا جو سسرال سے — تو دیکھا عجب گھر کو احوال سے
چھپرکھٹ ہی اکطرف کو جل رہا — اور قیچہ ہی یکسو بھڑکتا ہوا
حویلی کی ہی شکل بازار سی — کہین خوانچہ ہی کہین آرسی
مقابہ کہین ہی صندقچہ کہین — ہی جوڑا کہین اور بقچہ کہین
پھرا تنیے مین اکطرف سے آکے ماس — لگی کہنے وحشت مین ہو بے حواس
کہ واری تیرے شمع روجل گئی — مری کوکھ بھی کر کے بیکل گئی
دیا مجکو اس آگ نے سخت داغ — کہ فورا جلا یا مرا خانہ باغ
بڑھاپے مین اب مین کدھر جاؤنگی — وہ اندھے کی لاٹھی کہان پاؤنگی
نہوگی کوئی مجھسی قسمت جلی — کہ اک عمر کی میری محنت جلی
جوان نے یہہ سنتے ہی اُسکا کلام — لیا پیٹ یکبار منہہ کو تمام
تڑپنے لگا خاک پر متصل — لگا کہنے ہی ہی مرے جان و دل
جلی اور رہی جیکی جی ہی مین بات — چھٹا ہمدگر کا یہہ کیسا سنگات
ہوا گھر کا گھر آہ بے انتظام — بس اب سے ہوئی خانہ داری تمام
غرض دیر تک تھا یونہین کہہ رہا — پھر آیا جو کچھ آپ مین اک ذرا

تو پہنا غریبی فقیری لباس تجا گھر کو یکبارگی ہو نراس

لگا پھرنے بے خانمانون کی طرح بنایا سراپا دیوانون کی طرح

کبھی جا خرابون مین کرتا مقام کبھی رات جنگل مین کرتا تمام

درختون مین کرتا بسیرا کبھی کبھی شہر مین کرتا پھیرا کبھی

کبھی یونہین گزر ہوتا میدان مین کبھی کاٹتا دن بیابان مین

ہر اک صبح منزل نئی تھی اُسے ہر اک شام محفل نئی تھی اُسے

یونہین پھرتے پھرتے نت اندوہگین اک آئی نظر اُسکو بستی کہین

حویلی بھی اُس شہر پڑی اک نظر گیا وان فقیرانہ دروازے پر

یونہین بسکہ جیمین جو کچھ آگیا صدا کرنے لاگا بشکل گدا

پھر اتنے مین اُسکی پڑی جو نگاہ تو دیکھا وہی ہی زن روسیاہ

نظر اُسکی بھی تو وہین اُسپر پڑی اچنبے مین رہ گئی کھڑی کی کھڑی

حویلی مین پھر جا کے پنہان ہوئی ہراسان ہوئی اور لرزان ہوئی

شتابی سے کہنے لگی یار کو کہ یا تجھے ہو گیا چیت تو ہوشیار رہو

وہ دروازے پر آن پہنچا حریف بحال نحیف و بشکل ضعیف

وہ مردود گھوڑے پہ ہو کر سوار لگا بھاگنے لیکے بے اختیار

صدا اُسکے گھوڑے کی اُسکے تئین پڑی کان مین جو یکایک وہین

تیقن ہوا اُسکے دلمین تمام کہ ہے وہ وہی تھا آشنا جسکا نام
حویلی مین پھر یا تھہ کر بے دریغ شتابی کیا آسپہ اک وار تیغ
وہ نامرد بھاگا بچا وار کو نہ پہچانا اُسکا ماتھہ دلدار کو
جوان نے پکڑ کر وہین زن کا ہاتھہ لیا ہر طرح سے شتاب اپنے ساتھہ
چلا شہر کو اپنے گھر کی طرف وطن کی طرف اور نگر کی طرف
ولے آگے سنیئے قضا کا بیان مزے کی جگہہ ہے نہایت یہان
کہ آیا نظر راہ مین ایک باغ جوان دیکھہ کر اُسکو جانے فراغ
دگا کو نے فکر استراحت کئین کہ تشویش آخر تو اب کچھہ نہین
شب اس باغ مین کاٹئیے اور سحر نکل جائیے زن کہتی ہین با دگر
یہہ ٹھہرا کے تدبیر دلمین تمام کیا باغ مین اک طرف کو مقام
زبس تھی نہایت اسے خستگی کئی دن کی تھی متصل ماندگی
لگی ٹھنڈی ٹھنڈی جو چلنے ہوا موندی آنکھہ اک بارگی سوگیا
اور اسمین وہ ہی بیوفا و لعین تجسس کنان آن پہنچا کہین
نظر کر کے غافل اُسے ایکبار نکالا کر سے تلوار کا اسپہ وار
لیا زن نے اک بارگی ہاتھہ تھام لگی کہنے کیا مارنے سے ہے کام
ہوا اس طرف سے ہے کب اُسکی مرا نہ جیتک جاہ لیجیئے خوب سا

یہی ہی صلاح اِسکو بے بس کرو　　پھر اسکو دکھا کر کے رنگر بس کرو
وہ سب کچھ جب آنکھوں سے یہ دیکھلے　　تو بعد اُسکے بھیجو جہنم اسے
سن اُس بے حیا نے یہہ زن کا کلام　　وہیں بند مین اُسکو جکڑا تمام
جوان کی کھلی آنکھ اک بارگی　　نظر آئی یون اپنی لاچارگی
پھر اُسکے تئین باندھ اک شاخ سے　　بہم جام مے دونون پینے لگے
ہوا جبکہ مستی کا ہراک کو جوش　　تو موقوف کر صحبت نائو نوش
لگے کرنے دونو بہم روسیاہ　　چمٹنے لگے پھر کر آہ و آہ
بدن کا وہ دلنا مسلنا بہم　　وہ گالوں سے گالوں کا ملنا بہم
وہ کولے کی اور رانونکی کشمکش　　وہ آنکھوں کا مندنا وہ لذت کا غش
وہ ہلنے مین ہردم کمر ران کے　　جو ان کے ہوئے مدعی جان کے
لیے شکر ہی یون تھے میرے نصیب　　کہ دکھلاوے یون مجھکو ظالم رقیب
دلے مونگ چھاتی پر اسطرح سے　　اور اسطرح کچھ بس نہ میرا چلے
پھر اسمین ہوے جبکہ دونون جدا　　تو ہر ایک کو غش تھا اور ضعف تھا
نقاہت جو یکبار طاری ہوئی　　وہین آنکھ ہر ایک کی لگ گئی
قضا و قدر کا سنو آگے کام　　کہ ہوتا ہے کیا غیب سے انتقام
پھر اُسپچارہ جس شاخ سے تھا بندھا　　خموش اور غریبانہ تکتا ہوا

اُسی میں سے اک افعئی زہردار | اُتر کر زمین پر گیا ایک بار

تو بھری تھی گلابی جو مے کی وہان | پڑے سوتے تھے بیخبر وہ جہان

شراب اُسکی پی اور کیا پھر یہہ کام | کہ زہر اپنا بھی اُسمین اُگلا تمام

یہہ دونون عمل کر کے جاتا رہا | کسی گھاس مین لہر کھاتا ہوا

پھر آنکھہ اُس شقیکی جو کھلگئی زرا | اُٹھا کر گلابی کو وہ پی گیا

کیا زہر نے طرفۃ العین اثر | نکل گئی وہین روح پرواز کر

اُٹھی وہ جو مردار پھر نیند سے | تو سوتا ہوا اُسکو تئین دیکھہ کے

اُٹھانے لگی اور ہلانے لگی | بلانے لگی اور جگانے لگی

ولیکن وہ اسطرح سویا نہ تھا | کہ اسکے جگانے سے جاگے زرا

ہوا پھر تو اُسکو تئین بھی یقین | کہ جاگیگا اب حشر کو یہہ لعین

پس اُسکو سمجھہ تیش مین آن کے | اُٹھی لیکے تلوار کو میان سے

کہ شوہر کو جاکر دو ٹکڑے کرے | موا جسطرح یار یہہ بھی مرے

وگرنہ یہہ چھوڑیگا جیتا کہان | علاج اُسکا کر لیجئے اب یہان

جو ٹھانی سمجھہ کر یہہ سب اُسکی بات | کہا پہلے سن لے تو اک میری بات

نہ مرتا جو یہہ شخص تقدیر سے | تو تھا میرے مرنے سے حاصل تجھے

ہوا اب وہ بھی جب اسطرح مرگیا | تو مرنے سے میرے تجھے نفع کیا

تو آخر وہی ہیگی بی بی مری　　وہی گھر کی مالک ہی اک عمر کی
اور آگے سے بھی ہوگی مجھکو عزیز　　دیوانہ نہین ہون مین ہون باتمیز
قضا و قدر سے ہوا سو ہوا　　خیال اسکا ہی اب مرے دلمین کیا
نہ مار اب مجھے بلکہ وے مجھکو کھول　　وہی گفتگو پیار کی مجھسے بول
نہین کچھ مرے دلمین تجھسے غبار　　یہی قول ہی اور میرا اقرار
جب اُس ناقصہ نے یہہ باتین سنین　　ہوئی بارے تسکین اُسکے تئین
لگی کہنے یون ہی تو درگذری مین　　اور اب جان ہون بخشتی تیری مین
ولے دیکھون کرتا ہی تو کیا سلوک　　مرا تو ہر طرح دیکھا سلوک
یہہ کہکر رسی کھول دی ہاتھ سے　　بچا وہ جوان اپنی اس گھات سے
کئے سجدۂ شکر چندین ہزار　　کہ دیکھی یہہ تائید پروردگار
غرض لا کے پچھوڑا اُسے شہر مین　　دیا سونپ قہار کے قہر مین
اُتارا نہ ہرگز فقیری لباس　　رہا جیسے کا تیسا وہی اُداس
لیا زن کا پھر عمر بھر بھی نہ نام　　یونہین زندگی کاٹی اپنی تمام
پس اسکو ہی سن لو ای عالم پناہ　　کہ فرقہ کا فرقہ یہہ ہی روسیاہ
نہین کچھ مروت انھون کے لئے　　نہین کچھ محبت انھون کے لئے
تعلق بزن دست و پابستن است　　تجرد ازان بند وارستن است

یہہ سب کہہ چکا جب کہانی وزیر　تو بولا جہاندار شہ ای امیر

نہین تیری باتون سے کچھ مجھکو کام　کسی اور کو جا سنا یہہ کلام

مجھے چھوڑ دے بس اُسی یاد مین　کہان صبر ہی جان ناشاد مین

ہوا گھر کو رخصت بچارہ وزیر　جراحت ہوئے کچھ نہ مرہم پذیر

* حکایت وزیر دوم *

سنو دوسری رات کا تم بیان　کہ آیا وزیر دوم خوش زبان

بجا لا کے چندین دعا و ثنا　یہہ افسانہ خدمت مین کہنے لگا

کہ تھے اک باغ مین کئی رفیق　بہم یکدل و یکسخن یک طریق

ہم اطوار و ہم درد اور ہم زبان　محبت کی باتون مین ہم داستان

بقالب جدا اور بجان ایک تھے　عیان مختلف اور نہان ایک تھے

مہیا کئے ناز و سامان عیش　تھے کرتے تماشائے بستان عیش

وہ گلشن وہ دہکا ہوا لالہ زار　وہ چھٹتی ہوئی چادرِ آبشار

وہ بلبل کا ہر شاخ پر بولنا　وہ غنچون کا رہ رہ کے منہہ کھولنا

وہ نکہت گلون کی وہ موج صبا　وہ خوشبو کی وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا

فزایندہ کیفیت تھی تمام　کہ پیتے تھے باہم وہ بھر بھر کے جام

نشے مین عجب گفتگو تھی بہم　کہ تھا ایک سے ایک ہرگز نہ کم

کوئی شعر پڑھتا معما کوئی ظرافت کوئی اور لطیفہ کوئی
رباعی کوئی اور کوئی غزل پہیلی ہی کہتا کوئی بر محل
کہ اتنے مین بیگانہ اور اک جوان ہوا آن کر وارد اُن مین وہان
یہ چاہا کہ مین بہی اُنہون مین ملون کسیطرح دل اپنا خالی کرون
طبیعت کا ہو زنگ دور ایکبار نکل جاے فی الجملہ جیکا غبار
ولیکن کسی نے نکی اعتنا نہ اُسکی طرف کوئی مایل ہوا
ہوئے دفعتا بلکہ یکسر خموش ہر ایکدل کا جاتا رہا وہہین جوش
ہوا اور ہی دم مین مجلس کا رنگ اُتر گئی یکا یک نشونکی ترنگ
تفرس کر اسکا تئین وہ جوان لگا کرنے خدمت مین اُنکی بیان
کہ اے صاحبان محبت شعار ظرافت شعار و لطافت شعار
مخل اپنا مت سمجہو میرے تئین مرا بہی ہی اوضاع و مشرب یونہین
بہرا مجہمین بہی ہی یہی سب مواد مرے دلکی بہی ہی یہی کچہ مراد
انہین اختلاطونکا جویا ہون مین اسی واسطے تم مین آیا ہون مین
کہ یکچند صحبت مین مشغول ہون تمہارا کسیطرح مقبول ہون
نہ بیگانہ اتنا مجہے سمجہئے نہ نا محرم اپنا مجہے سمجہئے
یہ کہکر ہوا پہر وہ رنگین بیان ادا کے بیان مین وہ رنگینیان

کہ سب کا ہوا دور شرم و حجاب　　لگے ہونے پھر وہی حرف و خطاب
وہی اختلاط اور وہی ارتباط　　ہوئے پھر وہی گرم عیش و نشاط
پھر اسمین جوان کے جو رخسار پر　　نشان خط کا سا ایک آیا نظر
لگے پوچھنے ہی یہہ کیسا نشان　　سبب اسکا بھی کہئے کچھ بیان
کہا اُسنے مت پوچھو اس خط کی بات　　یہہ کہنے کے قابل نہین واردات
پھر اسمین جو اصرار حد سے بڑھا　　تو ناچار حال اُسکا کہنے لگا
کہ یکشب مین اہلیہ کے اپنی ساتھہ　　پڑا سوتا تھا رکھہ کے گردن پہ ہاتھہ
کھلی جو کہین آنکھہ پچھلے پہر　　تو خالی بغل مجھکو آئی نظر
مین سمجھا یونہین شاید اُٹھکر گئی　　ویا ہوگی اپنے پلنگ پہ گئی
یہی سوچ کر جیمین پھر سو گیا　　وہی نیند مین جیسا تھا ہو گیا
مگر دوسری تیسری رات بھی　　کھلی آنکھہ اسطرح سے جب مری
تو ہرشب نپایا پلنگ پر اُسے　　ہوا فکر تب تو نہایت مجھے
پس اسطرح سے آئی جب چوتھی رات　　تو ناچار ٹھہرائی مینے یہہ گھات
کہ لی موند آنکھہ اور پڑا رہا　　جو معلوم کرنا تھا کرتا رہا
بجی دو پہر رات جب آن کر　　تو اُتری پلنگ پر سے وہ بد گہر
گئی در تلک تو بآہستگی　　نکل در سے پھر جلد چلنے لگی

چھپا مین بھی لے نیمچہ وہین ہاتھ　　ولے دوڑ ہو جیسی چوری کی گھات
جو دیکھون تو اُس سمت کی راہ لی　　کہ دیکھی نہ تھی رہ وہ مینے کبھی
اور اسمین نظر آیا وہان ایک گھر　　اُسی گھر کے پہنچی یہہ دروازے پر
قلندر اک اُس گھر سے نکلا وہین　　خفا ہوے مرزا اور بہت خشمگین
پکڑ سر کے بال اُسکے اور ایکبار　　لگا دست و پا کرنے اُسکے فگار
کہ ہین ایسی تیسی بھی اب تک کہان　　ہون کب سے ترا منتظر مین یہان
لگی کہنے تقصیر مجھسے ہوئی　　مین حاضر تو ہوتی کبھی وقت کی
ولے جاگتا تھا مرا شوہر آج　　نہایت تھی آنے مین مین لاعلاج
کسی طرح آنکھ اب جو اُسکی لگی　　تو فرصت کو پاکر مین حاضر ہوئی
قلندر سن اِس معذرت کو تمام　　لگا کرنے فی الفور بس اپنا کام
ہوا جبکہ مفرور وہ نابکار　　اُٹھا بول کے واسطے ایکبار
اُسی وقت مین نیمچہ کھینچکر　　کیا وار پیچھے سے اک کارگر
وہین تن سے ایکبار سر کٹ گیا　　نہ تسمہ بھی باقی رہا کوئی لگا
چھپا مین درختون مین جاکر وہین　　نہ دیکھے کوئی تاکہ میرے تئین
گھڑی دو کے پیچھے وہ عورت بھری　　ہوئی گھر سے باہر اُسے ڈھونڈھتی
یہان دیکھے تو یہہ ہوا ماجرا　　لگی کہنے ہے ہے ہی قلندر موا!

خدا جانے کسنے کیا اُسکا کام | کیا کسنے دلبر کو میرے تمام
اگر اُسکے قاتل کو گر پاؤن مین | تو کچا ہی اُسکے تئین کھاؤن مین
یہہ کہتی تھی اؤر روتی تھی زار زار | پھر اُسکے کئی ٹکڑے دو تین چار
پھر ے لیکے تھیلے مین یک بارگی | اُٹھا سر پہ دریا کی جانب گئی
کہ پانی مین تا پھینکدے ڈبوے اُسے | یہہ واقعہ نہ معلوم کوئی کرے
یہہ سب دیکھکر مین تماشا وہان | چلا آیا آگے ہی گھر مین یہان
اؤر آتے ہی سر رکھکے بس سو گیا | میحل کر وہین بیخبر ہو گیا
پھر اِس مین جو آئی وہ خانہ خراب | گئی ساتھ سو مرے ہو مست خواب
غرض صبح کو مین وضو کے سبب | کیا آفتابے کو اُس سے طلب
لگی کہنے اک بار ہو کر خفا | کہ بھاری ہی مجھسے اُٹھیگا وہ کیا
ہوا تب تو دلکو مرے پیچ تاب | یہہ نکلا مرے منہہ سے اُسدم جواب
کہ کیون چوچلے کرتی ہی اِسقدر | قلندر سے بھی ہی یہہ بھاری مگر
قلندر کا سنتے ہی نام ایکبار | وہین تیش سا کھاکے بے اختیار
لے آئی مرا کھینچ کر نیمچا | اؤر آتے ہی اک وار مجھپر کیا
لپٹ کر وہین مینے پکڑا اُسے | چھڑا نیمچا لیکے جکڑا اُسے
ہا نے پھر اُسکے تمام ماجرا | حقیقت کو جب اُسنے واضح کیا

انھون نے بھی ملکر بہم ایکبار   کیا ٹکڑے ٹکڑے اُسے جون غبار
غرض ہی یہہ خطکا جو منہہ پر نشان   اُسی وار کا نقش ہی یہہ عیان
ذرا سے دن ہی سے گھر ہی مَین نے تجا   تبھی سے ہون پھرتا مَین وحشت زدا
ہی بالمرّہ تب سے مَین کھائی قسم   کہ جبتک ہی باقی مرا دم مین دم
نہ زنہار عورت کا پھر نام لون   اُنھونکی نہ اُلفت کا پھر نام لون
اگر نیک بودے سرانجام زن   زنان را مزن نام بودے نہ زن
وزیر دوم جب یہہ سب کہہ چکا   جہاندار شہ سنکے کہنے لگا
کہ مَین ایسی باتون کو سنتا نہین   کہان دل ہی چھٹتا مرا اب کہین
نصیحت ہی کرنا عبث تو مجھے   جواب اس نصیحت کا دونگا تجھے

* حکایت وزیر سیوم *

وزیر سوم تیسری رات کو   ہوا آنکے اسطرح قصہ گو
کہ تھا اک جوان کوئی میرا رفیق   رفیق و مطیع و ارادت طریق
رہ فہم و نیت مین ثابت قدم   وفاداریون مین نہ زنہار کم
ہمرا بادۂ جانفشانی مین مست   ہر اک آن و ہر لحظہ آقا پرست
شب و روز اُسیکی مراعات حال   تھی منظور مجھکو علے الاتصال
عزیزالوجود اُسکو تھا جانتا   عزیزون مین اُسکو سمجھا تھا

یہی مجھکو منظور تھا دم بدم   کہ لاحق نہ کچھ اُسکو ہو فکر و غم
و لیکن رہا کرتا غمگین سدا   نہ مشغوف دیکھا کبھی اک ذرا
نظر جب نہ تب آیا حسرت زدہ   ملول و المناک و وحشت زدہ
یہہ حالات دیکھہ اُسکے مین ایکروز   ہوا سایل اُس سے بصد درد و سوز
کہ آخر سبب کیا ہی ای نوجوان   جو رہتا ہی تو منقبض ہر زمان
بتا کچھہ وجہ اُسکی میرے تئین   کرون تا کہ فارغ مین تیرے تئین
لگا کہنے بعد از دعا و ثنا   کہ ای خواجۂ اہل جود و عطا
نہ فکر معیشت سے ہون مین ملول   کہ دولت سے تیری ہی سب کچھہ حصول
نہین ہی کسی چیز کی احتیاج   مگر اور ہی درد ہی لا علاج
کہ حاصل نہین اُسکے اظہار سے   نہ تم سے نہ در سے نہ دیوار سے
کیا مین نے اصرار جب بیشتر   تو کہنے لگا رو کے اک آہ بھر
کہ لاچار کرتا ہون مین اب بیان   جو کچھہ میرے دلمین ہی درد نہان
سنو اب فسانے کو میرے ذرا   کہ تھا سمت صحرا مین ایکدن گیا
تماشی تھا ہر طرف بہر شکار   ہرن اسمین آیا نظر ایک بار
تو تھا قصد ہوا کرنا اُسکا مجھے   کہ جسطرح ہو اسطرح لون اُسے
تو وہ مڑ کے چلا مین بھی اُدھر چلا   پہنچا اسمین وہ نظرون سے غایب ہوا

اور اک باغ ناگاہ آیا نظر نہایت ہی خندان و پر سبز و تر
میں اُس باغ مین سیر کرنے لگا ادھر اور اُدھر سو بسو جابجا
نظر آئی اتنے مین اک پیر زن ضعیف و نحیف اور پر مرزہ تن
رگین صورت خط مسطر عیان فقط پوست ہی باقی اور استخوان
سر و دست و پا مرتعش سب ہر آن خمیدہ کمر جیسے ہووے کمان
سفید اُسکے ہر موئے سر جا بجا عیان جسطرح ہووے صبح فنا
عصا ہاتھ میں ایکطرف کنٔین پڑی پھرتی ہی زار و اندوہگین
کہا مین نے ای مادر مہربان مین ہون رہ غلط کرکے آیا یہان
نہایت ہون لب تشنہ پانی پلا کسطرح مجھ نیم جان کو جلا
یہ سنتے ہی اُس پیر زن نے شتاب دیا پانی اور مجھ پہ چھڑکا گلاب
مری جان مین جان آئی وہین دعائین لگا دینے اُسکے تئین
پھر اتنے مین دیکھون تو ایکبارہ رو ہوئی آن کر ناگہان روبرو
ستم کیش و طناز و جادو نہین ادا سے تمامی بھرا تن بدن
کرشمے سے لیجائے یکبارہ دل پری کو کرے ایک دم مین خجل
وہین جاکے صحرا سے اک لائی گاے جسے دیکھ آہو بھی خجلت مین آے
پھر یکطرف مین وہ دھر آسکا بھرا اور آداب سے پیر زن کو دیا

بہت تعجب کیا پیرزن نے اُسے   ہم آپ بیٹھین تین آدمی کے لئے
دیا ایک اُس مین سے میرے تئین   اور اک اپنی اُس ماہرو کے تئین
گئی تیسرا حصہ پھر آپ پی   محامد لگی کرنے رزاق کی
پھر اتنے مین آیا جو وقت نماز   مصلے پہ بیٹھی بحال گداز
ادا کی نماز اور وظایف تمام   رہی دیر تک لیتی خالق کا نام
ہوئی اِس عبادت سے مفروغ جب   پھر اُس ماہرو کو لگی کہنے تب
کہ بیٹھی ہو کیا شب کو آرام کر   ولیکن بدستور وقت سحر
چرانے کو لیجائیو گاے کو   جو قوت اِسے دودھ دینے کی ہو
یہہ کہکر لگی کہنے میرے تئین   کہ بابا تا کر آرام تو بھی کہین
دم صبح تجھکو بتادونگی راہ   تو جا پہنچے گا گھر بفضل اله
کہا مین نے ای مادر نیک راے   یہہ گھر وہی کون اور یہہ کیسی ہی گاے
پھر اِس گاہ تانمین سکونت ہی کیون   بیابان اِتنی اقامت ہی کیون
لگی کہنے ہنستا نہ پوچھ اب اِسے   کہون سرگذشت اپنی مین کیا تجھے
نظر کر زمانے کے تئین بیوفا   کہ ہی بے حقیقت یہہ سرتا بپا
علایق کئے ترک سب ایک بار   تجے منزل و جاہ و شہر و دیار
اِسی باغ مین آ کیا ہی مقام   کہ کٹ جائے باقی جو ہی صبح و شام

یہ لڑکی نواسی ہی میرا عزیز — دیا ہی اُسے حق نے شرم و تمیز
مجھے اور اسے پالتی ہی یہ گانے — ولیکن خدا مجھکو وہ دن دکھائے
کہ سہرا بندھے اُسکے سر پر شتاب — میں اُس دن کی بھی دیکھلوں آب و تاب
ہوں آخر کنارے لگی گور کے — بھلا یہ بھی حسرت نہ جی میں رہے
کیا تب تو میں نے یہ اُس سے بیان — کہ ای مادر مشفق و مہربان
مجھی کو دے فرزندی کا امتیاز — مجھی کو غلامی میں کر سرفراز
رہونگا ترا بندہ تا زندگی — کرونگا تری خدمت و بندگی
نسب سے ہیں آگاہ میرے تمام — حسب میں بھی فی الجملہ رکھتا ہوں نام
نہ فاسق ہوں اور کچھ نہ بدکار ہوں — معایب سے دنیا کے بیزار ہوں
کیا پیرزن نے یہ سن کر قبول — ہوئی آرزو میری یکسر حصول
بندھایا مرا عقد اُس ماہ سے — لگا رہنے خوش یار دلخواہ سے
وہ بھی مجھ پر مایل میں اُس پہ فدا — گذرتی تھی عیش و طرب میں سدا
ہوئی مدت یونہیں منقضی — مصیبت پھر آکر یہ ناگہہ پڑی
کہ اُس پیرزن نے کیا انتقال — رہے دونوں ہم پیچھے آشفتہ حال
سکونت سے ویرانے کے ہو خفا — اُسے لیکے میں شہر میں آرہا
شب و روز خوشنود تھے ہم مگر — تعیش میں کٹتی تھی شام و سحر

محبت سے باہم یہی تھا گمان　　کہ قالب ہین دو اور ہی ایکجان

تلاش معیشت کئین بار ہا　　نکل گھر سے جانا تھا مین جا بجا

ولیکن جب آ دیکھتا اُسکا تئین　　تو محزون ہی آتی نظر اور غمین

بیان کرتی سو سو جفائی فراق　　جفائے فراق و بلائے فراق

رولاتی مجھے کر کر اظہار درد　　بصد اشک گرم و بصد آہ سرد

یقین تھا یہہ میرے دل کے تئین　　کہ عصمت مین کوئی ایسی ہوگی نہین

پر آگے قضا کا یہہ سنئے بیان　　سفر مجھکو داعی ہوا ناگہان

تھی ماما جو اک گھر مین خدمت گذار　　کہن سال و فرتوت و آگاہ کار

لگی کہنے دامن پکڑ میرے تئین　　کہ تم تو چلے ہو سفر کے تئین

ولیکن ہمین بی بی کے اطوار بد　　نظر آتے ہین اُسکے رفتار بد

مجھے کر کے رخصت کرو تم سفر　　پھر آگو کو تم جانو اور اپنا گھر

یہہ سنتے ہی میرے گئے عقل و ہوش　　نہایت کیا دل مین غیرت نے جوش

ولیکن بظاہر نہ مین کچھ کہا　　یہی کہکے ماما کو رخصت کیا

کہ ہر طرح گھر مین تم اب تو رہو　　نہ لاؤ زبان پر یہہ مذکور کو

سفر کرکے مین بھی شتابی سے آ　　کرونگا یہہ تحقیق سب ماجرا

کیا سنکے ماما نے بارے قبول　　ولیکن مکدر رہی اور ملول

پھر کہہ سنکے گھر مین سے باہر ہوا — کہ گویا بظاہر سفر کو چلا
کہا بیٹھ کر پھر کہین دن تمام — ہوئی رات جسوقت اور گذری شام
تو کر کر تغیر بدن کا لباس — ہوا آ کھڑا گھر کے دیوار پاس
عمل نصف شب کا ہوا جسگھڑی — تو حکمت یہ پیش نے وہان خرچ کی
کہ دیوار پر چڑھکے اکطرف کو — رہا دم بخود یونہین خاموش ہو
نگاہ دیکھنے گھر کے ایدھر اودھر — کہ اتنے مین آیا تماشا نظر
معطر ہر اک طرف دالان ہی — سراپا نفاست کا سامان ہی
مہیا ہی اسباب عشرت تمام — دھرا اکطرف کو ہی مینا و جام
بچھی ایک مسند چھپر کھٹ کے پاس — جوان اُسپہ بیٹھا ہی اک بے ہراس
وہی بی بی اُسکی ہم آغوش ہی — محبت کا باہم عجب جوش ہی
زبانسے زبان تر رہی ہی بہم — ملے جاتے ہین منہہ سے منہہ دمبدم
مچا لی ہی مے کی بہم ڈھل رہی — عروسانہ ہر لات ہی چل رہی
کرون اور بھی کیا مفصل بیان — کہ کہتے ہوئے شرمگین ہی زبان
جو کچھ ایسی باتون کا ہی منتہا — بتدریج محسوس وہ بھی ہوا
جب اس سب سے مفروغ ہو وہ جوان — گیا پھر بول ایک گوشے مین وہان
کہ تھی صحن کی طرفسے اُسکی راہ — وہین مین غلط کر کے اُسکی نگاہ

اُتر بام پر سے ہوا اُسکے قصد / کیا وار تلوار کا بے خدا
زمین پر گرا اک تڑپ کے یکبار / ہوا صحن مین خون کا نقش و نگار
شتابی سے مین گھر کے باہر ہوا / پھر اک تھا درخت اسپہ جا کر چڑھا
لگا دیکھنے باقی انجام کار / کہ اتنے مین آیا نظر ایک بار
کہ ڈائن وہ گھر مین سے بدکار زن / نظر کرتے ہی اُسکا وہ کشتہ تن
تڑپنے لگی مثل مچھلی کے تب / لگی کہنے ہی ہی ہوا کیا غضب
یہ دلدار جانی ہوا کسطرح / یہ ناگاہ واقعہ ہوا کسطرح
ابھی بیٹھا پیتا تھا جام شراب / ابھی چشم مست اُسکی تھی نیم خواب
ابھی تھا یہ مصروف بوس و کنار / ابھی پہنے بیٹھا تھا پھولون کے ہار
یہ کیا دفعتاً کیا مصیبت ابھی / کہ یکدم مین شکل اسکی یون بن گئی
یہ کہکر کے بین اور رو زار زار / بلایا کنیزک کو پھر ایک بار
کہا ہان شتابی سے لے آ ایک خم / کرون نعش تا اسکی اک طرف گم
کنیزک وہین خم لے آئی شتاب / لگی بھرنے اُس مین وہ خانہ خراب
پھر اک جا زمین کتئین کھود کر / کیا دفن خم کے تئین سر بسر
یہ سب دیکھ مین واقعہ ماجرا / اُتر شاخ پر سے زمین پر ہوا
چدھر سے تھا آیا گیا پھر اُدھر / کہ اک ہفتہ دو ہفتہ یونہین بسر

پھر آ کر گھر مین داخل ہوا ۔ جو دیکھون تو بیٹھی ہی وہ بیحیا

ولیکن نہایت ہی بیٹھی ملول ۔ مرو سینہ پر ہی لئے خاک دھول

کہا مین نے کیون کھائے ہی یہ خیال ۔ لگی کہنے اسکا نہ کیجئے سوال

کہون خاک مین اپنے غم کا سبب ۔ چلے جاتے ہو گھر سے تم جب نہ تب

مین ڈر ڈر کے ہر رات دیتی ہون جان ۔ کہ لگتا ہی کھانے یہ ہوکا مکان

نظر آتے ہین خواب موحش سدا ۔ نت اُٹھتی ہون یکبارگی ہول کھا

کہون تم سے کیا آج کے خواب کی ۔ کہ دیکھی عجب شکل وحشت زدی

کنارے پہ دریا کے ہو تم کہین ۔ اور اک دیو ہی وہان بہت خشمگین

تم اُس دیو سے بھاگ کر کر شتاب ۔ گرے ہو گے پانی مین کھا پیچ و تاب

پھر اُس دیو نے وہان کیا تمکو زیر ۔ بہم کشمکش مین ہوئی سخت دیر

اسی مین کھلی میری آنکھ ایکبار ۔ تبھی سے ہون روتی پڑی زار زار

بتا دُ مجھے اسکی تعبیر کو ۔ ذرا جس مین تسکین مرے دلکو ہو

کہا مین نے تب یون کہ ای دلربا ۔ کسیطرح کا غم نہ کچھ دل مین لا

کہ یہ تو بہت ہی مبارک ہی خواب ۔ نہین ہی ضرور اسمین کچھ پیچ تاب

وہ دریا ہی ذات خدائے کریم ۔ عدو ہی مرا پھر وہ دیو لئیم

ہی گر پڑنے کی دریا مین میری یہ بات ۔ کہ چاہتا ہون اپنے خدا سے نجات

کیا دیو نے بھی جو پھر مجھکو زیر   ہوا اسکی ابھی تعبیر کا ہی یہہ پھیر
کہ فضل الٰہی سے مین گھر مین آ   کیا زیر اُسے اپنے قابو مین لا
کیا ٹکڑے ٹکڑے مین اُسکے تئین   کیا ختم مین پھر دفن زیر زمین
ہنس اُس خواب کی یہہ ہی تعبیر ہی   یہہ تعبیر ہی یہہ ہی تقریر ہی
سنا خصم سکے جون نام کو ایکبار   اُٹھی تپش مین ہوکے بے اختیار
سمجھ گئی حقیقت کو دلمین تمام   کہ شوہر پہ روشن ہوے سارے کام
لگا دی وہین گھر کو ایکبار و آگ   اسی غلغلے مین گئی گھر سے بھاگ
جلا مال و اسباب گھر کا تمام   رہا ایک شی کا بھی باقی نہ نام
تبھی سے مین پھرتا ہون بے خانمان   وہانسے یہان اور یہانسے وہان
خوش آتا نہین عیش اور زندگی   کہ اس زندگی سے ہی شرمندگی
شب و روز کاہش مرے دلکو ہی   فنا کی ہی خواہش مرے دلکو ہی
یہہ سب کہ چکا داستان جب وزیر   تو بولا وہ شہزادہ غم کا اسیر
کہ حاصل نہین اس حکایات سے   مگر مغز خالی ہوا بات سے
نچھوڑونگا دامن مین دلدار کا   ہون کب معتقد تیری گفتار کا

* حکایت وزیر چہارم *

وزیر چہارم نے آ چوتھی رات   جہاندار شہ پاس چھیڑی یہہ بات

رہا تھا اک سراندیپ مین پادشاہ　　شہ زینت افزاے تخت و کلاہ
چڑھا ایک سال اُسکے اوپر غنیم　　خلایق کو سنکر ہوا خوف و بیم
تخلل ہوا شہر مین ناگہان　　تزلزل مین آیا سب امن و امان
وزیرونکو اُسنے بلاکر تمام　　کیا مشورت مین یہہ کلمہ کلام
کہ آیا عدو فوج لے متصل　　کرے تا رعیت کو وہ مضمحل
ہوا کرنا دفعیہ اُسکا ضرور　　یہہ آفت کسیطرح ہو ہمسے دور
پھر اِسمین کیا منتخب ایک کو　　وزیرون مین تھا جو کہ سنجیدہ خو
پنہا خلعت اُسکو مرخص کیا　　جو اسباب پیکار تھا سب دیا
گیا فوج و لشکر کو لیکر وزیر　　کرے تا مخالف کو جاکر اسیر
زن اُسکی ہوئی غمسے زار و نزار　　جدائی نے اُسکو کیا بیقرار
نہ کھاتی نہ پیتی نہ سوتی تھی وہ　　پڑی اشک حسرت ہی روتی تھی وہ
کہا اُسکی دائی نے یہہ دیکھہ حال　　کہ مغموم کیون ہی اے صاحب جمال
ابھی درد غم کا ترے سِن نہین　　ابھی اسطرح کے ترے دن نہین
ابھی پھول سا ہی ترا رنگ و رو　　ابھی دل ہی تیرا پر از آرزو
عبث یونہی گھلتی ہی تو شمع سان　　عبث ہی یہہ ہر وقت گریہ کنان
ذرا دل کو بہلا اِدھر اور اُدھر　　نہ اتنی بھی آشفتہ رہ سر بسر

مدے ہاتھ سے بس سنبھال اپنے تئین — خبر کنگھی چوٹی کی لے اب کہین
خدا نے دیا ہی بہ حسن و جمال — ہو جس طرح سے چاند دلکی نکال
ہی زرگر پسر شہر مین اک جوان — نہایت طرحدار و سرو روان
جھلکتا ہی کندن نمط جسکا رنگ — ہر اک دیکھکر جسکو رہتا ہی دنگ
وہ جوش جوانی و عہد شباب — خجل جسکو ہی دیکھکر ماہتاب
سراپا ہی اُسکے یہی ہی عیان — کہ تیرے ہی لایق ہی وہ نوجوان
نہا دھو کے زینت دے اپنے تئین — کہ لیجاؤن شبکو پیش تیرے تئین
تو دیکھے اُسے اور وہ دیکھے تجھے — ذرا اور دو غم دلکا بھولے تجھے
زن ناقص العقل یکبارگی — یہ سنتے ہی دائی کی غمخوارگی
وہین دم مین نادیدہ عاشق ہوئی — نہایت ہی مشتاق و شایق ہوئی
لگا عشق کا دلمین یکبار تیر — ہوئی قید الفت مین اُسکی اسیر
بمشکل جون تون گنا دن تمام — پھر آخر ہو بیتاب نزدیک شام
کیا سب عروسانہ اپنا سنگار — خجل جسسے ہو شاخ گل کی بہار
پری دیکھکر جسکو بیہوش ہو — فرشتہ بھی یکبار مدہوش ہو
بہ ترتیب وہ زینت اپنی تمام — ہوئی دائی کے ساتھ مست خرام
گئی دائی لے آن کے آن مین — اُسی شوخ زرگر کی دوکان مین

جو دیکھے تو بیٹھا ہی وہ عشوہ ساز   کہ تنہائی مین کرتا ہی دلکو گداز
نظر کرتے ہی دفعتاً اُسکے تئین   گئی بیخودی سے کہین کی کہین
پھر آئی بخود تب ہوئی بے حجاب   اُٹھا منھہ سے یکبار اپنا نقاب
دکھایا اُسے اپنا حسن و جمال   کیا آپ سا اُسنے اُسکو نہال
عیان کرکے شکل اپنی گلزار سی   مرصع کی دی اک اُسے آرسی
کہ ایسی ہی اور اک بنا دے مجھے   ہنرمندی اپنی دکھا دے مجھے
کئی اشرفی اور جواہر نکال   اجورے مین اُسکے دئے حال حال
وہ زرگر پسر سنکے یہہ زرگری   ہوا دفعتاً کشتۂ بیخودی
بھٹک رہ گیا وہین تصویر سا   پھر آکر بخود ہنس کے کہنے لگا
کہ تم تو قیامت ہو اللہ جی   نہایت ہی چالاک ہو واہ جی
کہو نام کیا ہی کہان ہی مکان   کدھر سے ہو آئی اِسوقت یہان
مکان کا تو اپنے پتا دیجئے   نشانی تک اسکی بتا دیجئے
سنا اُسنے زرگر کا جب یہہ سوال   اُٹھا وہان سے آئینہ اک حال حال
سیاہی ملی اُسکے منھہ پر تمام   کیا اور بھی پھر چاتر کا کام
کہ منگوا کے دو چار برگ انار   دئیے پانی مین پھینک بے اختیار
یہہ عیارگی کرکے لی گھر کی راہ   ہوا چشم زرگر مین عالم سیاہ

گرا خاک پر بیخودانہ وہین ملول المناک و اندوہگین

ہوا بے خبر دل سے اور جان سے تعلق رہا کچھ نہ دوکان سے

پھر آ جا کے گھر باہج وحشت زدہ مصیبت زدہ اور قیامت زدہ

کیا خواب و خور ترک یکبارگی طبیعت پر آئی اک آوارگی

زن اُسکی فہیم اور ہشیار تھی نہایت چتر اور عیار تھی

نظر کر تمام اُسکے اطوار کو تکلم کو اور وضع گفتار کو

سمجھکر وہ سب باعث اضطراب لگی مسکرا کہنے ہو بے حجاب

کہو یارے کہو کسکے بسمل ہوئے وہ تھی کون ہی جسکے گھایل ہوئے

دوانہ کیا کس پری نے تمہین بتا دیجئے بھید سارا ہمین

کہو تو ہم تمارا کرین کچھ علاج بحال آئے جس سے تمارا مزاج

کروگے بھلا تم بھی کیا دل مین یاد کہ جسطرح جیوڑا تمہارا ہو شاد

چلو اب کہو کیا ہوئی بات چیت لگی کس ستمگر سے بارے یہہ پیت

ٹھکانا کہان اُسنے اپنا کہا دیا تمکو کیا اُسنے گھر کا پتا

سنی جو نہین زرگر نے اکبارگی یہہ زن کی تمام اپنی غمخوارگی

وہین ہوش مین آکے تک ہنس پڑا محبت سے الفت سے کہنے لگا

کہ جانی کدھر یہہ گیا میرا دل یہہ طنز و کنایے ہیکر مضمحل

وہ ہی چار دن کی تو ہمگی سدا | اُسے نیوتا دائی نے نسبت ہی کیا
ولے کیا کہوں ہو گیا کیا مجھے | کہ خوش کچھ نہیں آج لگتا مجھے
کچھ ایسا وہ آسیب کر کر گئی | کہ سب جان ہوش اپنے اُس پر گئے
کیا جب میں گھر کے پتے کا سوال | تو سنتے ہی اسنے وہیں خاک جاڑ
بتایا ہی اک آئینہ اُو پر ملی | پھر اسنے بھی اور آگے حکمت یہہ کی
کہ منگوا کے دو چار برگ انار | دیئے پانی مین پھینک بے اختیار
یہی کر کے بس گھر کو جاتی رہی | مری جان یہان تلملاتی رہی
نہین بھید پایا مَیں اسبات کا | کہ ان سب پتونکے معانی ہین کیا
سنا جو ہین زرگر کی زن نے تمام | ہنسی کھلکھلا پا کے رمز کلام
لگی کہنے واللہ تم کہنہ ہو تم | بس اتنے ہی مین ہو گئی عقل گم
ابھی منہہ سے کرتے ہو تم عاشقی | نہ اتنی کنہہ پا سکے بات کی
وہ جو آرسی پر بتا ہی ملی | سو اس پردے ہی مین وہ یہہ کہہ گئی
کہ دیکھ آئینہ مین بہاں گھر ڈھونڈھیو | سیاہی مین پھر شب کی وہان جائیو
اور آگے جو پانی مین برگ انار | دکھا کر وہ گئی پھینک بے اختیار
سو ہی اُس جگہہ اک درخت انار | تلے جسکے تالاب ہی جو غدار
کہ برگ اُسکے گرتے ہین اُس آب مین | نشانی یہہ ہی اُسکے تالاب مین

نہ سمجھے ہم یہ تمنے اشارے جو کئے تاین — محبت آپکو کر دیا ہی حزین
اٹھو ہاتھ منہہ دھو خبر جا کے لو — انہیں سب پتون سے تفحص کرو
یہہ سنتے ہی زرگر کے آئے حواس — خوشی اُسکو حاصل ہوئی بیقیاس
گیا صبح کے ہوتے گھر سے نکل — پھرا ڈھونڈھتا ہر مکان و محل
ملا بارے کھوج اُس مکانکا اُسے — مکان اور نام و نشان کا اُسے
کہ ہی وہ وزیر معظم کا گھر — ہی دشوار بیگانے کا وہان گذر
یہہ معلوم کرتے ہوا پھر اُداس — لگا آن کر کہنے پھر زن کے پاس
کہ پیدا تو بارے ہوا ہی مکان — ولیکن رسائی ہی مشکل وہان
وزیر معظم کا ہیگا وہ گھر — کہان ہو سکیگا مرا وہان گذر
کہا زن نے مت کر تو ایسا خیال — نہیں ہے یہہ کچھ بات اتنی محال
دوانا تو جیسا ہی اُس ماہ پر — دوانی وہ تجھپر بھی ہی سربسر
اگر تجھسے وہ دل لگاتی نہین — تو دو کار میں تیری آتی نہین
کشش عشق کی ہی قیامت بلا — ہر اک طرح تجھ پاس پہنچیگی آ
نہا دھو کے پوشاک اپنی بدل — سر شام پھر اپنے گھر سے نکل
پہنچیو وہان تلک نصف شب کے قریب — ہر طرح یاری کریگی نصیب
کشش سے محبت کی گھبرائیگی — مقرر وہ گھر سے نکل آئیگی

ہوا اسکے خاموش زرگر سے   بھروسا ہوا ارے دل پہ

گیا دن گذر اور ہوئی جبکہ شام   تو نکلا وہ بن ٹھن کے ماہ تمام

وہ آہستہ آہستہ تا نصف شب   گیا واں تماشے بام پر بہ طلب

رہا دیر تک گوشہ میں انتظار   چلی پھر جو ٹھنڈی ہوا ایکبار

تو بس سو گیا آن کی آن میں   رہا کچھ نہ مطلق اُسے دھیان میں

وہ گلرو اُدھر کر کے اپنا سنگار   کھڑی اسکے بالین پہ ہوا یکبار

جو دیکھے تو سوتا ہی یہہ بے شعور   چمکتا ہی اک سامنے منہہ پہ نور

لگی کہنے سچ سچ نہیں اور کہہ کوئی   محبت میری اسپر یہہ حالت ہوئی

ہلا کر پھرا ک اپنی جاندی خواص   جسے محرمیت میں تھا اختصاص

لیا جاکے دو تین اخروٹ   گئی اور وہیں مرلائی

بس اخروٹ لے آن کی آن میں   بھرے اُسنے اُسکے گریبان میں

نہ ٹھہرائی کرو وہیں جان رہی   پھر آنکھ اُسکی وقت سحر جو کھلی

آیا گر بہان میں یہہ کچھ نظر   رہا ہو کے اپنے بہت غور کر

سمجھا وہ لے رمز کچھ بات کی   کہ عیار نے مجھسے کیا گھات کی

را گھر کو محزون اور غمزدہ   مصیبت زدہ بلکہ ماتم زدہ

آتے میں بند قبا جو کھلے   وہ اخروٹ آستین سے گرنے لگے

رہ دیکھا ہی حیران ہو لگا پوچھنے زن سے اس وجہ کو
کہ آخر وقت تجھے یہہ گریبان مین کیون نہین کچھ سمجھتا اسے کیا کرون
لگی کہنے زن تو تو ہی سب شعور ہی تجھ جیسے کو عاشقی کیا ضرور
نہایت ہی مورکھ ہی اور بے خبر نہین تجھ سا بھی نا سمجھ کوئی بشر
تو شاید وہان سو گیا تھا کہین اور آئی تھی تجھ پاس وہ نازنین
سو پا گئی کہ تیرا یہہ عنوان ہی تو بے شبہ اک طفل نادان ہی
بس آخر وقت سے کھیلان باندھا مدام کہ ہی کھیلنا اسے تڑکو لگا کام
لگا کہنے زرگر کہ ہان سچ ہی بات مجھے واقعی یاد آئی تھی رات
خبر کچھ نہ آنے کی اسکے رہی کہ کب آئی مجھ پاس اور کب گئی
یہ حال پھر کہنے اب کیا کرون کہ [illegible] ہو تدبیر جس سے ملون
کہا زن نے پھر جاگیو آج رات وہ ہر طرح پھر آئیگی کرکے گھات
ولے صبح تک سویو ہرگز نہ آج دگر نہ پھر آگے نہین کچھ علاج
گیا سنکے یہہ بات پھر رات کو رہا منتظر اک طرف آنکا ہو
نہ جھپکائی ہرگز پلک سے پلک کہ اتنے مین دیکھے ہی کیا ایک بیک
دبے پاؤن ہیگی وہ آتی چلی مہک گئی وہ جیسی اندھیری گلی
وہین آگئی جان مین اسکے جان گلے لگ گیا دوڑتے ہی ندان

ہے بہتر اسی مین اپنا جو ر نہین چلتا ہے

مین زرگر ہون چوری ہی میرا ہی کام ۔ بولے تم تو کچھ مجھسے بکتی ہو تمام

یہہ کیسی دغا دے گیا کل مجھے ۔ کہ ابتک ہی آئی نہین کال مجھے

یہہ رمز و کنائے کہ باتین ہوئین ۔ محبت کی الفت کی گھاتین ہوئین

پھر آخر محل مین اُسے لے گئی ۔ معین جہان تھی جگہہ عیش کی

ولیکن خوشی مین تھی از بس وہ چند ۔ گئی بھول دروازیکو کرنا بند

لگے بیٹھے کھانے شراب و کباب ۔ وہین ہمدگر ہو گئیے بے حجاب

پلنگ پر گرے دونون بیہوش ہو ۔ لپٹ گئیے باہم وہین مدہوش ہو

قضا کا اب آگے ذرا سنئیے کام ۔ کہ سنتے ہی حیرت ہو دل کو تمام

کہین پھرتا تھا شہر کا کو ۔ کھلے در کو دیکھہ آگیا حال حال

چلا آیا اندر محل کے وہین ۔ نہایت غضبناک اور خشمگین

لگا کرنے ادہر اُدھر سب نظر ۔ پھر اُسنے مین دیکھا یہہ کچھ بے خطر

کہ دونو پلنگ پر ہین لپٹے باہم ۔ ملے ہین برے لب سے لب دمبدم

کہا سنتو ہی ای زوجہ وزیر ۔ کیسنگے یہہ کیا تجکو بر ملا و

تجا تو نے کیہا یہہ سب ننگ و نام ۔ کیا آپ کو سب مین رسوا تمام

یہہ کیا وضع ہی اور یہہ کیا حال ہی ۔ یہہ کیا شرم ہی اور یہہ کیا چال ہی

لے تب ایکبار کیسہ کا نہ باقی رہا

پھر اسنے بین زرگر کے تین کوتوال لگا باندھنے دست و

یہہ احوال کو دیکھ زوجہ زرگر نہایت ہی دلمین خجالت سے پھر

پھر اسنے مین لیکر ہزار اشرفی بصد عجز و منت یہہ کہنے لگی

کہ اے کوتوال اسکو اب کر دو ول پر اس بات کو دلسے جا چاہئے بھول

زیادہ بس اب مجکو رسوا نکر بس اظہار عالم مین اسکا نکر

یہ زرگر کو باندھ اور لے اپنے ساتھ ترے روبرو باندھی ہون مین ہاتھ

ولیکن نہ راضی ہوا کوتوال لیا باندھ دونونکو وہان حال حال

وہان سے نکل کر اُسی آن مین دیا بھیج دونون کو زندان مین

وہ اس جانتی تھی یہہ زوجہ زیر کہ ما زن بھی ہی چتر او شریر

وہ سارے رموز اور باتونکے تئین سمجھتی ہی اور کوئی ویسی نہین

اسیکے تئین دلمین کر کر خیال کنیزک سے یہہ کہہ گئی حال حال

کہ اک طشت گھر مین سے جلدی لیجا جہان ہی مرا خاوند ... رہا

کسی طرح سے جا کے اُس بام پر گرا یہہ زمین پر وہا طشت زر

زن اسکی نہایت ہی عیار ہی چتر ہی نہایت خبردار ہی

سمجھ جائیگی دلمین اس کام سے گرا طشت دونو ... ہی بام سے

کریگا یہ ... پھر کچھ آگے جتن کرے ہی ہا

کنیزک تھی یہہ حکم لائی بجا   اسی طرح سے جسطرح تھا کہا

زن زرگر اس طعمت کو دیکھے   لگی کہنے دل بابیچ افسوس

مردو نو پہ شاید یا حال   پھنسے ہیں کہاں سب طرح بے محال

تئی اور حلوا ہے تر کو پکا   ر طرف میں ہر طرف سے بنا

اور آنچل میں باندھا اشرفی بھر لئی   جدھر قید خانہ تھا اودھر گئی

لگی کہنے ہر اک نگہبان کو   نگہبان کو اور دربان کو

کہ سنیئے ہوا ای بندگان خدا   خدا نے ترحم ہی ہمکو دیا

جو مانی تھی نذر اسکو لائی ہوں میں   مراد اپنی از بسکہ پائی ہوں

یہہ حلوا ہے نازکا   کرو دن قیدیوں بیکسوں

و لیکن کھلانا نہی اسکا ثواب   کہ کھاجائیں سب پیسہ

کرو کام تو ہو یہہ مقصد حصول   کئی اشرفی یہ قبول

نگہبان گلے لینے ای نیک بخت   یہاں پر جو کی نہایت ہی سخت

و لے دیتے ہیں یکدم کے دم   زیادہ ... رکھوا ... ہم

کئی اشرفی دیکے اُنکے تئیں   ہوئی قید خانے کے اندر روانہ

نانی بزہ و جہ و زر ... کہ ... پھر ... پنہہ

ری نکلی چلی جا شتاب اپنے گھر سے نکل
و لیتے ہی طشت آئی باہر شتاب گئی اپنے گھر مین بصد اضطراب
ن باندھی یہہ اپنے زرگر کے پاس نہایت ... اور بے ہراس
جا صبح دم گھر سے نب کو ... ال ... زیر دو ... جا حال حال
دکھا گئی سب رات کا ما... کریون دونو کو قید ہی مین کیا
وزیر اسکا سنکر یہہ طرز کلام مشوش ہوا اپنے دل مین تمام
کہا مین نہ باور کرون زینہار وہ ایسی نہین بد روش بد شعار
اباد شوہر مین روتی ہی وہ نکھاتی نہ پیتی نہ سوتی ہی وہ
جانے تجسے ہوا کیا غلط تو نون ترے کہنے ہی پر فقط
... انسے چل اور دکھا جو تھا ... ماجرا
زر زرگر ان مین آنے چلے قدم جو نہین ... دکھنے لگے
یکبارگی دیکھانے لگی اپنی بیمارگی
لگی کہنے سن میرے عادل وزیر ترے شہر مین ہر صغیر و کبیر
گذارے ہی آرام سے زندگی مزاجم نہین ہی کسی کو کوئی
مین شوہر کے ساتھ اپنے سوتی تھی رات خدا جانئے کتنی باقی تھی رات
یہہ کو توال اگر مین مرے پیٹھ کر مچانے لگا ہک ہک

پھر آگے زلیخا کے احوال پر تک انصاف سے خوب کر تو نظر
کہ یوسف سے کس طرح تا زندگی نبھی اسکی شیدائی و عاشقی
کہ تو اس اندیشہ کو اب دور کر کہا بس تو تجھے ہم وہ منظور کر
جوان نے سنی جب یہ کتنی دلیل پسند آئی اسکو یہ سب قال و قیل
لگا کہنے اچھا کیا اب قبول زیادہ نہ تکرار کو دیجے طول
شتابی بلائی پھر اک پیرزن جسے یاد مشاطگی کا تھا فن
کئے جسنے لاکھونکے وصل و وصال ہر اک گھر میں تھا دخل اسکو کمال
کہا اس سے میرے لئے کوئی دولہن نہایت طرحدار و سیمین بدن
کسی گھر مین جلد ایسے تشخیص کر و لے رکھیو اسکو بھی مد نظر
کہ ہووے حسب اور نسب مین تمام شرافت نجابت نہو اسکی خام
ہو اسکے حسن مین بھی ہو خوب سا اور اسپر طرحدار بھی ہو کمال
کہا پیرزن نے بہت خوب ہے وہی دیکھ لینا جو مطلوب ہے
گئی اور کر کر بہت جستجو کئی دن مین پیدا کی اک ماہ رو
کہ تھی جسمین ہر اک وہ ہی صفات وہی خوبیان وہ ہی ہر ایک بات
جوان بصد زینت و عز و جاہ کیا ساعت سعد مین اسسے بیاہ
ہوئی ایسی دونو مین الفت بہم کہ ایسی بھی الفت جہان مین ہو کم

بجز شکل شوہر وہ رشک قمر نگرتی تھی تصویر پر بھی نظر
شب و روز میں بھی تھی نہ پھرتی وہ ماہ کہ پرچھائیں بھی لے نہ ساتھ اسکے راہ
اگئے جب کئی سال یونہین گزر گیا گھر سے اپنے جوان نے سفر
یہ در پر ہوئی جا کھڑی ایک روز تمہارے شوہر مین با درد و سوز
کہ اک نوجوان کا ہوا وہان گزر پڑی اُسکی اُس مہ پر یکایک نظر
وہ میں دیکھتے مبتلا ہو گیا نجانوں کہ یکدم میں کیا ہو گیا
تعشق میں اُسکے ہوا بیقرار لگا مارنے آہ بے اختیار
نہ سدھ بدھ رہی دل کی اور جان کی لگی تلخ کہنے اُسے زندگی
بلا ایک اکنی کے تئین حال حال کیا اُس سے اپنا یہ سب عرض حال
پتا بھی مکان کا بتایا اُسے جتانا تھا جو کچھ جتایا اُسے
کہا اُسنے دارنی نوست فکر کر نہ ہے تئین غم لگا سر بسر
میں وہ ہون کہ چرخ برین پر بھی جا دون مجھے آئے اُن کو بھی تھکائی دکھادون
اسیمین ہوا ہی مرا سر سفید کہ لاکھون کی بر آئی ہون گی امید
ہزارون کی عصمت مین کی ہون خراب فقط دین اسی کام کی ہو نگی تب
تمنا ان رہ سکیگی وہ مجھسے چھپی نہ ایسا ہوا ہی نہ ہوگا کبھی
یہ کہکر وہ رخصت ہوئی بے حیا گئی یاد کر بی مکان کا پتا

ہٹا بیس نا ان کا پھر ایک بار لئے گجرے اور کتنے پھولونکے ہار
ہوئی داخل اُس گھر مین اسطرح سے بغیر اُسکے جا سکتی کسطرح سے
کئی دن مین آجا یو نہین متصل لیا ہاتھ مین گھر کی بی بی کا دل
پھر یکروز خوش پاکے اُسکا مزاج لگی کہنے کچھ عرض رکھتی ہون آج
بتاؤ مجھے واری اِسکا سبب کہ رہتی ہو مغموم کیون جب نہ تب
خوشی ایکدن بھی نہ دیکھا تمہین یہ غم کسطرح کا ہی رہتا تمہین
یہ حسن و جوانی یہ کچھ سال و سن یہ چرچونکی راتین یہ لذت کے دن
نہین ایک پر بھی تمہین کچھ نظر فسردہ ہی رہتی ہو شام و سحر
رہا مجکو ارمان یہ ہی سدا کہ خوش ایکدن بھی تمہین دیکھون آ
نہ دیکھا کبھی کرتے تمکو سنگار نہ پوشاک کی مینے دیکھی بہار
سبب کیا جو رہتی ہو تم اسطرح رہو اسطرح رہتے ہین جسطرح
کہا اُسنے ماما پوچھو اُسکی بات کہون دلکی مین تجسے کیا اپنی بات
گئے ہین وہ جسدن سے گھر سے نکل خوش آتا نہین مجکو ہرگز محل
ہمیشہ وہی شکل ہے دھیان مین رمق سی ہی اک وہ گئی جان مین
وہی صورت آتی ہی ہر وقت یاد جدائی مین کہہ کسطرح ہون مین شاد
ہین سب زینتین اُنکے ہی واسطے نہون پھر وہ تو کسکے جی واسطے

دیا پیرزن نے یہ سنکر جواب ‏ کرو آپ کو اتنا بھی مت کباب
وہ ہیں مرد کی ذات اور نوجوان ‏ فقط تم ہی پر بیٹھے ہونگے کہاں
نیا عیش ہر رات ہوگا انہیں ‏ سدا انہو گا اک تازہ چرچا انہیں
عبث تم یہاں رہتی ہو غمزدی ‏ مصیبت زدی اور ماتم زدی
دکھو تم بھی خوش اپنے دل کے تئیں ‏ ضرور اسقدر کیا ہی رہنا غمیں
غنیمت ہی دو روز کی زندگی ‏ جوانی نہیں رہتی ہی ایک سی
مزا زندگانی کا کچھ تو اٹھاؤ ‏ عبث آپ کو اسقدر مت گھلاؤ
یہاں اک جوان ہی نہایت حسین ‏ طرحدار و رنگیں اور مہ جبین
اگر دیکھو اسکو تو غش غش کرو ‏ وہیں آن کی آن میں غش کرو
جو فرماؤ تو اسکو لے آؤں یہیں ‏ وضع اور پھبن اسکی دکھلاؤں یہیں
یہ سنکر کہی اسنے لاؤ نعم ‏ رہی یو ہیں خاموش سی ایکدم
وہ مالن یہ سب کہکے رخصت ہوئی ‏ ادھر گھر کی بی بی کو وحشت ہوئی
لگی ہونے عصمت وہ سب چل بچل ‏ اور یکبار دیدے میں آیا خلل
ہوا دوسرا دن تو پھر وقت شام ‏ وہی آئی بد بخت مالن بنام
پھر اسنے فسانہ وہی سر کیا ‏ زیادہ کچھ اول سے بھی کر کہا
بہر حال راضی کیا اسکو تئیں ‏ لے آئی وہ کہتی تھی جسکے تئیں

ملے دونوں مطلوب و طالب بہم ... نئی چاہ بڑھنی چلی دم بدم
ہوا عیش و عشرت کا بازار گرم ... ہوئے بی صحابی کے اطوار گرم
مزہ سکنے تھے ایکدم بھی ذرا ... یہہ اُسکے سوا اور وہ اُسکے سوا
ہوئی چند مدت یونہین منقضی ... پھر آکر یہہ ناگاہ آفت پڑی
کہ شوہر سفر سے پھر اگھر کے تئین ... لئے جان بیتاب و مضطر کے تئین
کہا دلمین بی بی نے یہہ کیا ہوا ... سفر ہی مین یکدن نہ کیون مرگیا
کہان ہاتھ سے اُسکے اب جاؤنمین ... جو آرام ویسا ہی پھر پاؤنمین
غرض یونہین رہتی تھی ہردم ملول ... وہ سب چاہ اگلی گئی دل سے بھول
خفا دیکھ شوہر اگر پوچھتا ... کہ کیون جانی کسواسطے ہو خفا
تو کہتی کہ ہی کچھ طبیعت کسل ... ہی صحت مین نبی المحالہ واقع خلل
کیا کرتی حیلہ یہی جب نہ تب ... جدا رہتی کہہ کہہ یہی روز و شب
پھر اکروز دائی کو اپنی بلا ... اکیلے بصد عجز اُس سے کہا
کہ ای مادر مہربان و شفیق ... مرے وقت طفلی کی ہردم رفیق
بیان کرتی تجھسے ہون مین اپنا راز ... بشرطیکہ تو میری ہو کارساز
مرض اپنے تئین کل بناونگی مین ... پھر اتنے مین تجکو بلاؤنگی مین
وصیت کرونگی کہ ای میری مان ... نکل جاے جب میرے قالب سے جان

نہلا دھلا اور دیکر کفن　　مجھے مقبرے بیچ کیجو دفن
ہوا تیرے آوے نکوئی میرے پاس　　تو ہی رہیو اک میری حالت شناس
کرونگی پھر اتنے مین حبس نفس　　کہ ہوگا دقیقہ مین سبکو مرنیکا بس
پھر آکے تو ہی مجکو نہلا دھلا　　اُٹھا لیو شتابی جنازہ مرا
لیجاکر پھر اُس مقبرے مین مجھے　　لٹا دیجیو تک زمین کھود کے
پھر سب جاکے کہہ آ میرے یار سے　　مرے دلبر و میرے دلدار سے
کہ از بس جدائی ہوئی لاعلاج　　یہہ لاچار تدبیر کی مین نے آج
ترے واسطے گور کی اختیار　　کہ تو آکے ہو وان مرا یار غار
اُسی رات پھر مجکو وانسے نکال　　لیجا پھر کسی طرف کو حال حال
کہ پھر زندگی تک رہین ایکجا　　بچھڑنا نہ آپس مین ہووے ذرا
سنی جب یہہ دائی نے تدبیر عقل　　یہہ تدبیر عقل اور یہہ تقریر عقل
لگی کرنے بے اختیار آفرین　　کہ تجھ جیسی ہشیار کوئی نہین
عجب فکر ہی اور عجب ہی صلاح　　بھلا ہی ضرورت مین سب کچھ مباح
وگرنہ مرے تیرے دشمن ابھی　　ہزارون برس ہو تری زندگی
جو تیرا برا چاہے وہ ہی مرے　　خدا اُسکو جینا نہ روزی کرے
کہا تو نے جو کچھ کیا مین قبول　　بھلا تیرا مقصد کہین ہو حصول

پھر سمجھا کے دائی کو تدبیر سب   گئی اپنی جاگہہ بحال عجب
ہوا دوسرا دن تو یکبار گی   اسی طرح رونے بلکنے لگی
کیا دم مین پھر آپ کو وہ نڈھال   کہ مایوسی شوہر کو ہوئی بس کمال
حکیمون طبیبون کو لانے لگا   دکھانے لگا بابلانے لگا
نچھوڑا کوئی جاہل نہ عوتی   کرین فکر تا شاید آسیب کی
ولیکن نہ ظاہر ہوا فایدہ   دوا سے دعا سے جو سب کچھ کیا
پھر اتنے مین ہوئی دم بخود اسطرح   کہ مردے کا احوال ہو جسطرح
ہوا دل مین ہر ایک کے بھی یقین   کہ مالک عدم کو گئی نازنین
لگے فکر تجہیز کرنے تمام   ہوا اہل ماتم کا یک ازدحام
ولیکن وہی دائی تھی آس پاس   کیا تھا جسے اپنا حالت شناس
اُسی نے پھر سب کو نہلا دہلا   دیا خلعت آخری اک پنہا
جنازے کو لے نکلے باہر وہین   شتابی لیگئی مقبرے کے تئین
کیا دفن پھر اُسکو رو دھو وہان   گھر آئی بدستور گریہ کنان
ہوئی رات جسوقت تب وہ ہی یار   وہی جان و دل اور وہی یار غار
بموجب اشارے کے وہان آنکر   گیا لے نکال اُسکے تئین بے خبر
کسی شہر مین جا کے ساکن ہوا   خوشی سے بہم رہنے سہنے لگا

وہی عیش و عشرت وہی راگ و چاؤ　　وہی زیب و زینت وہی سب بناؤ
ہمیشہ سے جو تھی دونون کے تئین　　نہ ایک آن ہاتھ اپنے تھے ادھر گئین
بچارا یہان شوہر سادہ دل　　رہا جا کے اُس گور کی متصل
لگا رونے گور آنسو بہا　　نہ تھا اور کچھ کام اِسکے سوا
مجاور سا رہتا تھا بیٹھا ہمیش　　کئے چشم پر آب اور سینہ ریش
نہ کھاتا نہ پیتا نہ سوتا تھا وہ　　وہین گور کے پاس روتا تھا وہ
قضا کا اب آگے سنو ماجرا　　کہ ہوتی ہے یکبارگی بات کیا
تھی اُس شہر مین چوڑی والی کوئی　　کہ مرنے سے یہان کے وہ آگاہ تھی
جو نکلی وہ اُس شہر سے ناگہان　　کہ بیچے کہین دور جا چوڑیان
اُسی طرف کو اتفاقاً گئی　　ہوئی تھی جہان وہ سکونت بنی
لگی گھر بگھر بیچنے چوڑیان　　پھر اُس جا بھی وارد ہوئی ناگہان
جو دیکھے تو بی بی ہے بیٹھی ہوئی　　اچنبھے مین یکبارگی رہ گئی
لگی کہنے ہین تم کہان آئین یہان　　تمہارے تو دشمن موے تھے وہان
یہہ کسطرح کی تمکو آئی تھی موت　　کہ پھر جی اُٹھین اسطرح بعد فوت
مسیحا نے تمکو جلایا مگر　　کہ تم زندگی پا کے آئین ادھر
لگی کہنے کیا تو دیوانی ہوئی　　جو کرتی ہے باتین کچھ اسطرح کی

نہیں جانتی میں کہ ہی کون تو — زیادہ مگر مجھسے یہہ گفت گو
وگرنہ سزا دونگی تیرے تئین — ندے جھوٹی تہمت تو میرے تئین
چل اٹھہ جا مرے سامنے سے شتاب — نکالونگی ورنہ بحال خراب
یہہ باتونکو سنتے ہی چوڑی فروش — دل اپنے میں کھا یکبیک تیش و جوش
پھر آئی اُسی شہر میں اپنے وہان — وہ تھا غمزدہ شوہر اُسکا جہان
جو دیکھے تو وہ گور کے پاس ہی — پڑا نوچتا گور کی گھاس ہی
لگی کہنے تو بھی ہی کیا بے شعور — گیا کسطرف کو تیرا وہ شعور
میں سمجھا تھی مورکھہ تو دیکھا نہین — نہو ویگا تجھسا بھی احمق کہین
زنون کے چلتر سے غافل ہی تو — نہایت ہی بے ہوش و جاہل ہی تو
تیرے گھر کی بی بی تو ہی یار پاس — تو بیٹھا ہی اسطرح سے یہان اُداس
میں اُس شہر میں بیچتی چوڑیان — گئی تھی سو دونونکو دیکھا وہان
پڑے عیش و عشرت میں کرتے بہم — تو ماتم میں یہان اُسکے ہی چشم نم
وہ سنتے ہی یکبار حیران ہوا — لگا کہنے میں میں تو کہتی ہی کیا
کہین مرکے بھی ہونگے مردے جئے — ہین مردے بھی پھر پھرکے زندے ہوئے
بہت پیاری کبھی کی وہ جنت گئین — پڑی پھرتی ہوگی بخلد برین
کہا چوڑی والی نے چل اُٹھہ کہین — دکھاؤن میں تجھکو وہ خلد برین

کہ جس خانہ کی جا بسی ہی وہ حور   جہاں پی رہی ہی شراب طہور
چلا ساتھ اُسکے وہیں پھر شتاب   بحال خراب و بصد اضطراب
ہوا کتنے دن پیچھے داخل وہاں   گیا جسدم اُسی در پہ تھی وہ جہاں
جو دیکھے تو سچ مچ ہی بیٹھی ہوئی   وہیں دیکھکر اُسکو چھپنے لگی
کہا اُسنے تم مرکے کیونکر جئے   یہ کیا معجزے تم نے پیدا کئے
ہوا کیا تمہارا وہ شرم و حجاب   کیا تمنے کیسا مرا گھر خراب
وہ سنکر لگی کرنے شور ایکبار   بلانے لگی لوگ بے اختیار
کہ دوڑو شتابی ای ہمسایگان   گھسا ہی یہ نامحرم آکر یہاں
دوانوں کی مانند کرتا ہی بات   اُلجھتا ہی بیٹھا یہ میرے ساتھ
ہوا دم میں ہمسایوں کا پھر ہجوم   ہوئی اک عجب طرح کی گھر میں دھوم
ہر اک سنکے یہ بات حیران ہوا   خبر پہنچی اتنے میں حاکم کو جا
کیا اُسنے تحقیق جب ماجرا   یقین ہوا اُسکو سب ماجرا
سمجھکر پھر اُسکو زن نابکار   کیا آن کی آن میں سنگسار
ہوا شرم کے مارے شوہر فقیر   کہ واقف ہوا ہر صغیر و کبیر
کسیکے تئیں منہہ دکھاتا نہ تھا   کہ غیرت سے منہہ اپنا پاتا نہ تھا
بس ایسے ہیں مکر زنان تباہ   بچو اُسکو تم ای جہاندار شاہ

اگر نیک بودے سرانجام زن — زنان را نزن نام بودے نہ زن

مناسب ہی باز آؤ اس بات سے — کہ حاصل نہیں اس خیالات سے

کہا شاہزادے نے سن اے وزیر — نہیں تیری باتیں مرے دل پذیر

مرے دل میں جو آ بسا ہی خیال — سو اٹھنا ہی اسکا نہایت محال

* حکایت وزیر ششم *

چھٹی رات آئی تو چھٹوان وزیر — زبان آور و نکتہ جو تھا بے نظیر

حضور جہاندار شہ بیٹھ کر — حکایت یہ کہنے لگا سر بسر

کہ اک بادشاہ تھا کسی شہر میں — نہ تھا مثل جسکا کوئی دہر میں

اقالیم کے سب کہین و مہین — رہا کرتے اسکے سدا تابعین

نہ تھا حشمت و جاہ کا انتہا — کہ تھا ہفت کشور پہ فرمان روا

محل میں جو شہزادی زوج اسکی تھی — تھی گویا وہ روے زمین کی پری

وجاہت کے عالم میں تھی بے مثال — حیا میں بھی ضرب المثل تھی کمال

ہر اک اسکی عصمت کا مداح تھا — ہر اک اسکی عفت کا مداح تھا

زن و شوہم اسقدر دوست تھے — کہ مغز ایک ظاہر میں دو پوست تھے

محبت تھی آپس میں اس مرتبہ — کہ تھی قیس و لیلی میں جس مرتبہ

مرقع کی بھی وہ نکرتی تھی سیر — کہ آوے نظر تا نہ تصویر غیر

ہوا ناگہاں اتفاق ایک شب کہ سوتے تھے دونوں بہم لب بلب
گری ہلی اک بام سے ناگہاں لگی لوٹنے فرش پر یک زمان
پھر اک بار شکل پری بن گئی بعینہ اُسی شکل کی بن گئی
اُٹھی شاہزادی پلنگ پر سے تب گئی متصل کرنے معلوم سب
پھر اتنے مین ملی وہ گویا ہوئی کہا لیہ مری کورنش و بندگی
بہن نے تمہاری کہی ہی دعا اور اک ساتھ پیغام بھی ہی دیا
کہ بیاہ آپکی بھانجی کا ہی آج عروسانہ آج اُسکا ہی تخت وتاج
یہہ لو نیوتا اور جلدی چلو توقف نہ جانے مین ہرگز کرو
کہ مجلس ہی سب منتظر ہو رہی اُدھر کو ہی سبکی ہین آنکھین لگی
کہا شاہزادی نے لا نیوتا لگا اُون مین آنکھون سے اُسکو ذرا
خدا نے یہہ دن بھی دکھا مجھے کہ شادی کو اُسکی سنایا مجھے
مین البتہ جاؤنگی اس بیاہ مین کہ ہی آرزو میری جس بیاہ مین
تو جا آگے بہنا سے کہہ بندگی پہنچتی ہون مین آکے دم مین ابھی
کیا رخصت اُسکو یہہ دیکر پیام پھر اتنے مین کی زینت اپنی تمام
بلا اک شتابی سے محرم خواص جسے رازداری مین تھا اختصاص
کہا جلد جا پیش زوج وزیر اور اتنا کہہ اے میری ہمدم مشیر

شتابی بھیج میرے پاس آنکر تو قمت نہ زنہار ایک آن کر

گئی اور لے آئی اُسکو بلا پھر اُسنکا تینُن ہاتھ اپنے لیا

یہہ سب دیکھتا تھا پڑا پادشاہ بچائے ہوئے اُنسے اپنی نگاہ

بہم ہوکے جب دونو گھر سے چلین تعاقب کیا پادشاہ نے وہین

چلا پیچھے پیچھے اُٹھاتا قدم کہ احوال دریافت ہو بیش وکم

پھر آگے جو دیکھے لب آب پر درخت عظیم ایک آیا نظر

یہہ دونو لگین چڑھنے اُسپر شتاب وہین پادشاہ بھی بصد اضطراب

کسی شاخ پر دعتا جا چڑھا ہر یکطرح سے اپنی صورت چھپا

جب اُس نخل پر دونو وہ چڑھ چکین تو پڑھنے لگین اپنے منتر کے تئین

زمین سے اُٹھا نخل یکبارگی ہوا مین کسی طرف کی راہ لی

کنارے کسی شہر کے جا لگا پھر آگے زمین پر وہ قایم ہوا

شتابی سے اُترا وہین پادشا وہین اُترین وہ دونو بھی زودسیا

سو اک شادیخانے مین داخل ہوئین گیا ہر طرح بادشہ بھی وہین

اُٹھی وہ جو مجلس کی سردار تھی بہن جسکو کہتی یہہ بدکار تھی

ملین دونو باہم خوشی سے بہم محبت سے اور دوستی سے بہم

لگین بیٹھ کر پینے باہم شراب رہا کچھ نہ شرم و حجاب

ہر اک نے ہر اک یار اپنا بلا — لیا پاس مجلس میں اپنی بٹھا
لگے اٹھنے باہم مزے چاہ کے — کہیں آہ کے اور کہیں واہ کے
یہ بیٹھا ہی تھا دیکھتا پادشاہ — گئی یکطرف اپنی نیچی نگاہ
پہر ایک باقی رہی جب کہ رات — تو واقع ہوئی یہ اچنبے کی بات
کہ دولہہ تھا مجلس میں بیٹھا جہاں — تھا بیٹھا ہوا پادشاہ بھی وہاں
ہوا جبکہ مجلس میں وقت رسوم — کیا آکے سب گاینوں نے ہجوم
اٹھیں بیبیاں لیکے پھولوں کے ہار — اور اتنے میں نوشہ کو دیکھ ایکبار
لگیں رکھنے نام اسکی صورت کتیں — کہ افسوس اس زشت طلعت کتیں
دلہن ویسی مہ پارہ ہووے نصیب — ہی یہ بھی کوئی اتفاق عجیب
نظر پادشاہ پر جو پھر پڑ گئی — تو ہر ایک متعجب ہو کہنے لگی
کہ ہے نوشہ بننے کے لائق یہ شخص — جو ہے اس دلہن پر بھی فائق یہ شخص
یہ کہکر پنہائی دئے گل کے ہار — دیا باندھ کنگنا بھی بے اختیار
باندھا سر پہ سہرا مقیشی وہیں — دیا پان تو نے کا اس کے تئیں
مبارک سلامت کی ہو دھوم دھام — لگی دیکھنے اٹھ کے مجلس تمام
رہی باقی پھر رات جب دو گھڑی — تو ان دونوں نے فکر چلنے کی کی
یہ دریافت کرتے ہی دلہن پادشاہ — بہانے سے سبکی بچا کر نگاہ

شتابی درخت اوپر آکر چڑھا — وہین آئین وے دونو بھی بیچا

اسی طرح پڑھتے ہی منتر کئین — چلین آئین فی الفور دم مین وہین

اسی جاپہ قایم ہوا آ درخت — شتابی سے پھر یہ شہ نیک بخت

اُترنے سے اُن دونو کے پیشتر — اُتر کر چلا آیا فی الفور گھر

پھر کھٹ مین آتے ہی بس سو گیا — کہے تو کہ تھا دم بخود ہو گیا

وہ شہزادی بھی آن کر سو گئی — وہ زوج وزیر اپنے گھر کو گئی

پھر اس مین سحر کی جو نوبت بجی — کھلی آنکھ سب شاہ و شہزادی کی

لگے کرنے باہم ہر یک اختلاط — وہی دل کی عشرت وہی انبساط

نظر اسمین شہزادی کی ایکبار — گئی شہ کے کنگنے پہ بے اختیار

لگی کہنے فوراً تعجب مین آ — یہ کنگنا تمھارے کہان سے باندھا

مگر تم ہی دولہا بنے تھے وہان — گئی تھی مین شب سیر کرنے جہان

کھلا بس مرا بھید تم پر تمام — کیا خوب تم نے نہ ہرگز یہ کام

یہ کہتے ہی اک کہنکریکو اُٹھا — جو پڑھتا تھا منتر کچھ اُس پر پڑھا

اور ایکبارگی مارا شہ پر اُسے — کہ تاثیر اپنی وہ منتر کرے

وہین بادشاہ بن گیا دم مین مور — لگا ناچنے کودنے کر کے شور

گئے اس مین دو تین دن جب گذر — نہ بیٹھا کوئی بادشاہ تخت پر

محل مین وزیرون نے بھیجا پیام — کہ حضرت یہہ کرتے ہین کیا آپکا کام
رہیگا یونہین عیش و عشرت ہمیش — تو کیا جانیئے کل کو کیا آئے پیش
لگائے خبر مملکت کی لیجیئے — تسلی رعیت کو اب دیجیئے
یہہ پیغام لیکر جو پیغام بر — محل مین گیا ناگہے سر بسر
خواصین لگی کہنے بھر اشک و آہ — ہی قالب مین طاؤس کے بادشاہ
کئی دن ہوئے ہین کہ شام و سحر — ہین رہتے اُسی تخت طاؤس پر
محقق ہوا پھر وزیرونکے تئین — نہایت ہوئے دلمین اندوہ گین
کہ اب ایسی مشکل کا کیا ہی علاج — ہر اکطرح ہی یہہ مرض لاعلاج
وزیرون مین تھا وہ جو اعظم وزیر — زن اُسکی بھی تھی جادوگر او شریر
خفا دیکھ شوہر کو کہنے لگی — کہ ناخوش تمہارا ہی کیون آج جی
حقیقت کی شوہر نے یکسر بیان — کہ اِس فکر سے ہی کیا نیم جان
لگی کہنے مت دلمین تشویش کر — خدا پر بہر حال رکھ تو نظر
وہ طاؤس لے آتی ہون تیرے پاس — پوجاتی ہون دم مین تیرے دلکی آس
یہہ کہتے ہی جلدی سواری منگا — محل مین گئی شہ کے وہ بیحیا
لے آئی کسی طور سے آن مین — رکھا اپنے اک خاص دالان مین
وہین کہتے پہر جو نکے واسنے منگا — اُتارے کا منتر جو کچھ یاد تھا

لگی مارنے پتھر پتھر اُسکے تئین　　بنا مورت سے آدمی پھر وہین

وزیر اس اچنبھے کو بس دیکھ کر　　ہوا اسکی جانب سے بھی پرخطر

کیا مہر پر وار اُسکا تلوار سے　　کہا الحذر ایسی بدکار سے

شہنشہ جو پھر اس میں ہشیار ہو　　لگا پوچھنے اپنے احوال کو

کہ تھا مین کہان اور آیا کہان　　کہان ہے مرا وہ محل و مکان

وہ کہنے لگا سب حقیقت وزیر　　کہ یون امر پیش آیا تھا ناگزیر

ہوئی مشکل اسطرح سے پھر یہہ حل　　ہوا دفع اسطرح سے یہہ خلل

کہا بادشاہ نے کہ مین بھی ابھی　　محل مین ہون جا کام کرنا یہی

نہین چھوڑتا جیتا اُسکے تئین　　کرون ہون دو ٹکڑے بشمشیر کین

وزیر اسکو سنکر یہہ کہنے لگا　　کہ بس مت کرو فکر اسکام کا

اگر اب کے جاؤ محل مین کبھی　　تو دیکھو کبھی پھر نہ تا زندگی

خدا جانیے پھر وہ کیا کچھ بنائے　　کہ جسکا اُتارا کسیکو نہ آئے

صلاح اب یہی ہے کہ تجدو یہہ گھر　　پھرو آج سے بلکہ در در نگر

کہا بادشاہ نے یہہ سنکر پسند　　مسافر ہوا بادل دردمند

وزیر اور شہنشاہ دونون بہم　　پڑے دشت غربت مین با حزن و غم

پس از چند مدت بفضل اله　　ہوئے پھر کسی ملک کے بادشاہ

بہم پھر ہوئے وو نہین ثروت پذیر   وہی بادشہ اور وُوہی وزیر

قضارا وہان پھر پس از چند سال   ہوا خانہ داری کا شہ کو خیال

ہوئے سر سے پھر شادیکی اک وہان   لگے کرنے عیش و خوشی ہر زمان

زن و شو مین الفت ہوئی بیشتر   جدائی نرہتی تھی شام و سحر

تھا ہمبزم دونونکا ہردم وزیر   ہر اک آن محرم ہر یکدم مشیر

ہوا ایک دن اس طرح ماجرا   کہ تھے تینو بیٹھے بہم ایک جا

ہوا مین فلک پر کہین ناگہان   لگی چیل منڈلانے اک مرہ وہان

یہ شہزادی تھی جو نو بیاہتا   سو دیکھ اُسنے یہ بادشہ سے کہا

کہ پہنچانتے ہو تم اس چیل کو   یہ پھرتی ہے کیون ایسی حیران ہو

کہا شاہ نے مین نہین جانتا   سوا چیل کے اور کہون اسکو کیا

لگی کہنے ایکبارگی کھلکھلا   کہ ہے یہ قدیمی محل آپ کا

تمہین ڈھونڈھتی لگی ہی سو بسو   بنا اپنے تئین چیل کا رنگ رو

ولے تم نہ دلمین کرو کچھ ہراس   کہ جاتی ہو تئین بھی یونہین اُسکے پاس

گھڑون کیونکر اُسکا نہ کچھ فکر موت   کہ آخر یہہ لگتی ہے اب میری سوت

لپٹ کر جھپٹ کر پٹیں اسکے تئین   گرا دونگی فورا بروئے زمین

پہ ہم دونو مین ہوگا تا ہی بھید   کہ دونہی ستے چین ہونگی [illegible]

بچا کر مجھے مارنا تم اُسے　　کہ مت شبہ مین چوٹ مجھکو لگے
یہہ کہکر وہین چیل بنکر اُڑی　　اور یکبارگی اُس سے جا گھت گئی
ملا چونچ سے چونچ اور پر سے پر　　ہوئین اسطرح پنجہ زن ہمدگر
گرو راز مین پر بصد اضطراب　　گرین دونون آکر بحال خراب
کہا بادشہ نے بتا تو وزیر　　تو عاقل ہی اور ہی سدا کا مشیر
کسے مارون بتلا مجھے زود تر　　اِدھر کون اور کون ہیگی اُدھر
کہا اُسنے مت پوچھئے اُسکا بھید　　نہ کیجے لحاظ سیاہ و سفید
مناسب ہی دونو ہی کیجے تمام　　کسی سے ہی رکھے نہ پھر آگے کام
کیا بادشاہ نے اُسی پر عمل　　اُٹھا دل سے یکبار سب کا خلل
قسم کھائی پھر تب سے تا زندگی　　کہ ہرگز نہ لے نام عورت کبھی
سنو بس یہی ہی جہاندار شاہ　　کہ فرقہ کا فرقہ یہہ ہی زوسیاہ
محبت کو انکی کرو دل سے گم　　نہ زنہار اسطرف مایل ہو تم
کہا شہ نے بکتا ہی کیا ای وزیر　　جراحت نہین تیری مرہم پذیر
نصیحت تیری مین یہہ سنتا نہین　　زیادہ نکر بس مجھے خشمگین
نہ محتاج تیری نصیحت کا ہون　　محبت مری مین محبت کا ہون

* حکایت وزیر ہفتم *

شب ہفتم آئی تو ہانتم وزیر یہہ کہنے لگا قصۂ دل پذیر

کہ ای خسرو نامدار زمان سنو گوش دل سے مری داستان

ہین اسد استانمین بھرے تربابید کہ ہر بید مین جسکے سو سو ہین بھید

کسی شہر مین تھا کوئی برہمن طرحدار و رنگین و نازک بدن

تماشون مین اور سیرون مین مدام گذرتی تھی اوقات اُسکی تمام

نہ متھرا نہ کاشی مین رہتا تھا وہ سدا یار باشی مین رہتا تھا وہ

نہ تھی بید سے کچھ اُسے آگہی نہ کچھ شاستر کی خبر اُسکو تھی

نہ پوتھی سے اپنے خبردار تھا نہ تنجیم سے کچھ سروکار تھا

زن اُسکی چتر اور عیار تھی چاتر کے فن سے خبردار تھی

کبھی مرد کو دیکھہ عاشق ہوئی ہر یک گھات سے اُس سے ملنے لگی

گئی کتنی مدت اِسیطرح سے نبھی وضع صحبت اِسی طرح سے

کیا دلمین اپنے پھر اُسنے خیال کہ بہتر ہی شوہر کو دیجے نکال

فراغت سے پھر عیش کیجے مدام نہ مطلق رہے باقی کھٹکے کا نام

یہہ تدبیر کو دلمین دیکر قرار لگی کہنے شوہر سے شب وقت کار

کہ بس بس نہ مجھسے کرو اختلاط نہین مجھکو بہتا یہہ عیش و نشاط

گئی تھی مین ہمسایکے گھر مین آج خفا ہی مراتب سے ابتک مزاج

لگین کہنے سب غور ثین وہان مجھے | کہ کس بات مین ہی بزرگی تجھے

نہین تجھکو ہم سے ذرا ہمسری | نہین تجھکو ہم پر کوئی برتری

خصم تیرا احمق ہی اور وہ بے ہنر | نہین شاستر سے اُسے کچھ خبر

کوئی برہمن زادہ ویسا نہین | کوئی پنڈت اُون بابیچ ایسا نہین

ہمارے خصم ہونگے قابل تمام | ہریک کا ہی مشہور عالم مین نام

خصم کو تیرے کون ہی جانتا | ہنر بابیچ کون اُسکو ہی مانتا

پھر اُسپر تو کرتی ہی اتنا غرور | غرور اسقدر تجھکو کیا ہی ضرور

یہہ سنتے ہی مین تب سے ہون جلرہی | نہین بات آتی مجھے خوش کوئی

نہوتا مرا کاشکے تجسے بیاہ | کہان سے مین لائی تھی بخت سیاہ

سنا برہمن نے یہہ باتون کو جب | گیا بھول عیش و خوشی اپنی سب

کہا مت ہو غمگین اے دلربا | نکر فکر اِس کا تو دل مین ذرا

مجھے بھی ہوئی اب سے غیرت تمام | ہوا واجب اب سیکھنا اپنا کام

نکلتا ہون گھر سے مین کرنے سفر | کہ یکچند پھر کر نگر در نگر

کرون علم آئین اپنا حصول | ہون اقران کا اپنے جسسے قبول

یہہ کہہ صبح دم پھر مسافر ہوا | علوم اپنا تحصیل کرنے لگا

فراغت ہوئی اِس مین زن کو تمام | پڑی اپنے عیش و طرب مین مدام

لگی یار گھر مین بلانے ہمیش لگی رنگ رلیان منانے ہمیش
ہوئی چند مدت یونہین منقضی کہ دن عید اور رات شبرات تھی
پھر اس بیچ وہ شوہر سفر سے پھرا بدستور آ گھر مین داخل ہوا
بظاہر ہوئی شاد و خوشوقت زن لگے ہونے باہم خوشی کے سخن
محبت کی باتین پرتی درمیان جدائی کے دکھ ساتھ ہوئے سب بیان
کہ اتنے مین اُس یار نے وقت شام یہہ بھیجا تعشق کا زن کو پیام
کہ جسطرح ہو آج رات آئیے ترپتا ہون صورت کو دکھلائیے
وگر آج کی شب نہ آؤ گی تم تو مجکو نہ تا صبح پاؤ گی تم
یہہ پیغام سنتے ہی زن ایکبار نہایت ہوئی مضطر و بے قرار
وہان پھر یہہ پیغام بھیجی کو جواب کہ جانی ہے میرے کہو جا شتاب
کہ آیا ہی شوہر مرا آج رات نہین پاسکونگی مین آنیکی گھات
سنا یار نے جس گھری یہہ پیام ہوئی بے کلی اور اُسکو تمام
مکرر یہہ کہہ بھیجا زن سے وہین کہ گر آج کی رات اے نازنین
نہ آئی تو ہم پاس گر دم کے دم تو پھر عمر بھر تک نہ تو اور نہ ہم
یہہ سنتے ہی زن کو ہوئی بے کلی جو آیا تھا اُسکو یہہ کہنے لگی
کہ اچھا کہو جا کے سمتا ئے شتابی نہ کیجے نہ گھبرائیے

میں آئی ہوں ہر طرح تا نصف شب ذرا کر لوں آنیکا کچھ پہلے وہ ڈھب
یہہ دیکر جواب اُسکو رخصت کیا لگی کہنے شوہر کے پھر پاس آ
کہ بارے کرو حال اپنے بیاں کہاں تک ہو سیکھ آئے تم گیان کاں
کہا برہمن نے کہ اب طاق ہوں نہایت میں استاد آفاق ہوں
زبان پر ہیں ازبر مرے چار بید نہیں کوئی باقی رہا مجھسے بھید
میں سردار سب پنڈتوں کا ہوں اب کسی کے نہیں مجھسے نسبت ہی کب
کہا زن نے ای وای یہہ کیا کیا مگر پانچویں بید کو نہیں پڑھا
برہمن یہہ سنتے ہی حیران ہوا کہا پانچواں بید ہوتا ہی کیا
میں اُسکو تو ابتک سنا بھی نہیں یہی چار ہی بید ہیں ہر کہیں
لگی کہنے بس بس میں سمجھی تمام ابھی تم بدستور تو ہی ہو خام
پڑھا تم نے جب پانچواں ہی نہ بید تو کیا تمکو معلوم ہوونیگے بھید
خدا جانے کل بادشاہ کے حضور عیاں ہوگا کیا تمسے سہو و قصور
کئی روز سے ہی منادی یہی کہ حاضر ہوں آکر برہمن سبھی
حقیقت کہیں پانچویں بید کی کریں شرح اُس بید کے بھید کی
وگر نہ کسیکی بچے گی نہ جان رہیگا نہ جیتا کوئی پھر نادان
سو پھر برہمن کو بہی فکر ہی ہر اک کہیں اب یہی ذکر ہی

جو آگاہ ہیں وہ تو مسرور ہیں   جو جاہل ہیں وہ سمجھے مجبور ہیں
پس اسواسطے میں ہوں اب بدحواس   کہ کل تیرے جینے کی ہوگی نہ آس
برہمن یہہ سنتے ہی گھبرا گیا   وہیں وحشت و خوف میں آگیا
ہوا زن سے رخصت اُسی آن میں   کمر باندھ نکلا بیابان میں
مصیبت زدہ اور محنت زدہ   لگا پھرنے ہر طرف غربت زدہ
سفیدی ہوئی صبح کی جب عیان   تو آیا نظر ایک تالاب وہان
کنارے پہ اُسکے یہہ وہان دم کے دم   گیا بیٹھ باصورت فکر و غم
دھرے سر کو زانو پہ حیران تھا   تفکر کے عالم مین غلطان تھا
کہ جاوے کہان کسطرف راہ لے   جہان پانچوان بید حاصل کرے
کہ اتنے مین پانچ عورتین نازنین   سر آب آئین نہانیکے تئین
نظر کرتے ہی جانب برہمن   کہا ایک نے ایک سے دفعتن
کہ جوروکا ہی یہہ نکالا ہوا   مصیبت مین اُسکا ہی ڈالا ہوا
چلو اب ہمن اسکو لیجا کے آج   کرین درد و غم کا کچھ اسکے علاج
ہر یکبار اک اک لیجا کرا سے   سکھاوین چلتر ہر یک طور کے
کہ تا سیکھ کر ہم سے یہہ تریا بید   سمجھ جاوے جوروکے سب اپنے بھید
یہہ کر مشورت آکے پھر اُسکے پاس   لگاین کہنے بیٹھا ہی تو کیون اداس

حقیقت تری ہم پہ ظاہر ہوئی مصیبت بڑی ہم پہ سب کھل گئی
چلی اُٹھ یہاں سے اور ساتھ ہمسب کے چل کرا دور ہووے ترا سب خلل
یہ سنکر برہمن ہوا اُسکے ساتھ کہ شاید وہ مقصود وہان آئے ہاتھ

* خلوت اول *

پھر اک زنانے اُنمین سے ہوکر جدا کہا برہمن کو مرے ساتھ آ
گئی گھر مین لیکر بلطف و خوشی عزیزون سے اپنے یہ کہنے لگی
ہی آیا سفر سے مرا بھانجا خوشی آج ہی مجھکو ہے انتہا
ہر اک چیز پاس اُسکے لانے لگی کھلانے لگی اور پلانے لگی
جو تھے لازمی سب مدارات کے سو خرچ اُسنے ایک ایک اُسپے کیئے
جب اُن خدمتون سے فراغت ہوئی فراغت ہوئی اور فرصت ہوئی
ہوئے لوگ بھی گھر کے ایدھر اُدھر نہ آنے لگا کوئی کدھر و نظر
تو اکبار اُسکو اشارا کیا کہ لے برہمن اب تو تنہا ہی کیا
پس آسن پہ آ اپنی پوجا سنبھال مہادیو کا لنگ جلدی نکال
وہ بولا کہ لو نام بھگوان کا یہ کلجگ کی باتین سناتی ہو کیا
ابھی بھانجا مجھکو کہتی تھین آپ ابھی من مین تم اپنے لائین یہ پاپ
نہ ہوگا یہ زنہار مجھسے کبھی نہین بید مین ایسی باتین لکھی

پھر انکار سنتے ہی نون ایکبار　　وہین گھر کے لوگونکو اٹھی پکار

کہ لوگو شتابی مرے پاس آؤ　　مری جان جاتی ہی جلدی بچاؤ

یہہ نامحرم آیا ہی کس طرح کا　　کہ عصمت کا میری ہی خواہان ہوا

گیا گھر کے لوگون نے آکر ہجوم　　کہ دیکھین یہہ کسطرح کی ہی لگی دھوم

ہراسان ہوا ایک بیک بےحواس　　کہ جینے سے حاصل ہوئی اسکو یاس

منانے لگا دیوتون کے تئین　　لگا یاد کرنے بتون کے تئین

ہوئے جمع جب گھر کے لوگ آنکو　　لگی کہنے تب اُنسے وہ بدگہر

کہ مشکل پڑی ہی مجھے سخت آج　　کرو کچھ مرے بچانیکا علاج

اثر اُسکو سحر نبات کا ہی ہوا　　خدا جانئے دم مین ہوتا ہی کیا

بسر بکھ کی گولی کوئی دو کھلا　　گنی کو کوئی لاؤ جلدی بلا

کسیطرح سے جان اسکی بچے　　تو میرا بھی ہر طرح سے جی بچے

وگرنہ کرونگی مین اپنا بھی کام　　ہوا اگر کسیطرح سے یہہ تمام

ہوئی گھر کے لوگون کو یہہ بیکلی　　لگے ڈھونڈھنے شہر کی ہر گلی

ہوئے جب پھر اکیلے یہہ دونون وہان　　رہا آدمی کا نہ مطلق نشان

کہا زن نے پھر اُسکو بھی تند ہو　　کہ او تور کہہ اب بھی عن اسبابکو

نہین تو کرونگی پھر ایسا علاج　　کہ مردہ ترا جسسے نکلیگا آج

برہمن نے دیکھا جو یہ ماجرا نہایت ہی دل میں وہ اپنے ڈرا
بلا چار ناچار تا در کے گلے لگ گیا اُس طلب گار کے
بخوبی ہوئی صحبت ہمبر کہ مقسوم تھی لوٹ چھلانگ
لگی کہنے بعد از فراغت وہ زن کہ رکھیو اسے یاد ای برہمن
اسی کے تئیں کہتے ہیں تریا بید اسی میں ہزاروں نکلتے ہیں بھید
بہن دوسری پاس جا مری کل کہے جو تجھے وہ بھی کر بے خیال
چلتر کی تا تجکو ہووے خبر رہیگا کہاں تک سدا بے خبر
یہہ کہہ اسکو تئیں گھر سے رخصت کیا جدھر کو بتایا تھا اودھر گیا

* خلوت دوم *

بہن دوسری تھی جو عیار تر ملا اُسسے جاتے ہی وقت سحر
گئی اُسکو لیکر وہ شوہر کے پاس ہوا برہمن پھر وہاں بے حواس
لگی کہنے شوہر سے ای میری جان کروں نقل کیا آج کی میں بیان
کہ ہمسائی پاس آج تھی میں گئی تھیں ہمسائیاں اور بھی واں کئی
لگی کرنے اُنمیں سے اک خوش زبان ہنرمندی شوہر کی اپنے بیان
کہ ہرچند اُسمیں ہنر یاد ہی ولے اک ہنر میں تو بیداد ہی
کہ آنکھوں کو یوں موند دوہتا ہی گائے جو اک قطرہ بھی دودھ ضایع نجائے
..

کہا مین نے بہر کو تھا کچھ ہی کام　　تکلف ہے کہنی ہو جسکو تمام

مرا شوہر اُس سے بھی ہی ذی شعور　　یہہ ہی کون سا کام اُسکے حضور

ہوئی جھگڑے مین اور اُسمین تکرار یہہ　　مقرر ہوا آخر کار یہہ

کہ تو سامنے اِس برہمن کے اب　　دکھا دے ہنر اُسکو اپنا ہی سب

جو یہہ دیکھکر اپنی آنکھون سے جاسے　　اور اُسکو گواہی یہہ جا کر سنائے

تو شرط اپنی مین اُس سے جیتو ہون آج　　نہین تو ہی خفت مجھے لا علاج

یہہ سن شوہر اُسکا وہین ہنس پڑا　　لگا کہنے کیا کام ہی یہہ بڑا

غلامون کو میرے ہی یہہ کام یاد　　ہنر اُس سے بھی ہو رہینگے زیاد

لے آ گائے اور دودھ کی راس کو　　ہو جاؤن تیرے دلکی مین آس کو

وہ لے آئی جا گائے کو زود تر　　دھری راس شوہر کے زانو اوپر

دیا آنکھین شوہر کی پٹی سے باندھ　　دیا گائے کا پاؤن رسی سے باندھ

لگا دینے وہ کولہ دل دودھ جب　　بلایا برہمن کو چشمک سے تب

برہمن جو چاٹتا ہوا تھا مرا　　وہین آ ملا یکبار اُس نے لیا

فراغت سے کرنے لگا اپنا کام　　ہوا جبکہ فارغ بجو ہی تمام

جدا ہو گیا جبکہ اک بارگی　　ادھر اُسکا تین بھی فراغت ہوئی

کہا اب دیجے جال میری آنکھین دیکھول　　اور اُس دودھ کو آکیلے مجھسے مول

وہین زن نے جا کھولا آنکھون کو تئین   لگی کرنے تحسین اور آفرین
کہ سچ مچ ہنر مین تو استاد ہی   نہایت ہی اس فن مین پیدا وہی
کیا سرخ رو آج تو نے مجھے   بجا ہی کہون شوہر اپنا تجھے
لے آئی وہانسے برہمن کے تئین   جہان اور بہنین تھین بیٹھی ہوئین
کیا سب سے اپنا چلتر بیان   جتایا برہمن کو بھی پھر وہان
کہ لے سیکھنا جا چلتر تمام   کبھی آرہینگے تیرے سب یہہ کام
نہ اتنا بھی رہ مورکھہ اور بے خبر   یہہ چترائیان بھی سمجھہ سربسر

* خلوت سوم *

لیا تیسری نے برہمن کو ساتھ   سکھائی اسے اِسطرح اپنی گھات
کہ تو بیٹھہ جا کر فلانی جگہہ   بلا لونگی مین جا کے گھر مین تجھے
یہہ کہکر گئی گھر مین وہ بے حیا   کہا جا کے شوہر سے یون ماجرا
کہ پسلی مین میری نہایت ہی درد   سمجھتی ہون کچھ وقت وہا اپنے مرد
خدا جانے حال ہوتا ہی کیا   قیامت ہی جی آج ہی بے مزا
یہہ کہکر ہوئی ایکباری نڈھال   لگی دم مین پھر بلبلانے کمال
کبھو ہو نمط لگ گئی لوٹنے   لگی کہنے دو درد جیون کسے
کہین کچھ تو معلوم آکر مجھے   دکھائی دیا حال بدتر مجھے

جو ہم کو کہا کر دے پرلوہ یہان   اکیلا مجھے تو نے دے تہان

بلاتی ہوین ہمسایون مین کالی زن   جسے یاد کچھ ہووے نجابت کا فن

کیا اسکی شوہر نے پردہ وہین   گئی وہ وہین جا کر بحال حزین

بڑا سلے مین یک زن کتنین بھر بالا   لگی کہنے اسکو یہہ حالت دکھا

کہ ہی ایک فلانی جگہہ برہمن   پنہا کرکے تو اسکا چوڑی کنگن

اسے بجا کر تمامی زنانہ لباس   لے آ حال چال اسکے تئین میرے پاس

وہ ہمراز سنتے ہی وہ دوڑی گئی   برہمن سے جا سب یہہ حالت کہی

پنہایا اسے تھا جو وہ کچھ کہا   لے آئی وہین اسکو عورت بنا

وہ پردے مین جس دم گیا برہمن   لگی کہنے شوہر سے پھر یہہ سخن

کہ تم پاس پردے کے بیٹھو ذرا   کرتا کچھ مجھے تقویت ہو ذرا

کیا اسکے شوہر نے یہہ بھی قبول   کہ در سے لگا بیٹھا بحال ملول

برہمن جو تھا ہورہا چاشت خور   بدستور کرنے لگا وہ ہی زور

دوا جو کچھ اسے درد کی یاد تھی   گھڑی دو تلک خرچ سب اسنے کی

فراغت ہوئی جب بخوبی اسے   تو باہر ہوا بعد ازین پردے سے

لگا پوچھنے شوہر احوال درد   دیا تب جواب اسنے بھر آہ سرد

کہ حالت تو ہرچند بہتر نہین   ولے یاد کیجے خدا کے تئین

مرض اور شفا ہی سبب اُسکے ہی ہاتھ بظاہر وسیلہ دوا کے ہی ساتھ

سو تدبیر ایسی بھی ہون کر چلی کہ جسسے شفا پاوے بہنا مری

لگا کہنے شوہر سماجت سے تب کہ پھر آوگی دیکھنے انکو کب

کہا پھر اُٹھے درد جسدم ذرا تو جلدی مجھے لینا ووہین بلا

یہہ کہکر وہ رخصت ہوئی اُسگہڑی تھی جیدھر سے آئی اُدھر کو گئی

پھر اتنے مین پردے سے دکھائی یہہ زن لگی کرنے شوہر سے اپنے سخن

کہ عورت جو یہہ دے گئی ہی دوا کرون تم سے تعریف مین اسکی کیا

دوا اسکو ہر درد کی یاد ہی یہہ سارے حکیمونکی استاد ہی

دین اک کیئے ساتھہ ایسی دو گولیان کہ کہاتی ہی میری بحال آئی جان

عجب ہاتھہ مین اسکے ہی کچھہ شفا کہ مطلق نہ دکھہ میرا باقی رہا

کرونگی مین بہناپا اب اسکے ساتھہ کہ ایسی ملیگی کہان نیک ذات

یہہ باتون کو شوہر نے سنکر کہا کہ بارے ہوا تجپہ فضل خدا

دوبارہ تری زندگانی ہوئی نہایت مجھے شادمانی ہوئی

غنیمت ہی جو زندگی کا ہی دم رہین دونو ہم تم سلامت بہم

پھر اتنے مین صدقہ لگا ایکبار دیا اُسکی سر سے فقیرون کو وار

* خلوت چہارم *

گئی جو تھی زن لے برہمن اک تئین   بنا کر اُسے حق جتن کے تئین
کسی باغ خرما کا دے کر پتا   شتابی سے اُسکو روانہ کیا
پھر آ گھر مین شوہر سے کہنے لگی   کہ مشتاق ہی سیر کا آج جی
فلانی جگہہ اک سنا باغ ہی   ارم جسکے ہاتھون سے بھی داغ ہی
وہان نخل خرمے کے ہین نگے تمام   مزے چلکے لین جا کر اُنکے تمام
طبیعت کو مشغول چندے کرین   خفا کب تلک گھر مین بیٹھے رہین
یہہ کہکر لیا اپنے شوہر کو ساتھ   چلے ہمرہ ڈالے گردن مین ہاتھ
گئے باغ مین سیر کرنے لگے   اِدھر اور اُدھر ہر طرف سیر کے
پھر آتے ہین اک نخل کے پاس آ   لگی کہنے خرمے مجھے اب کھلا
چڑھا نخل پر شوہر اُسکا وہین   لگی یہہ بنانے برہمن کے تئین
برہمن کہین تھا جو بیٹھا چھپا   وہین آ نکر پاس حاضر ہوا
اشارے پہ کرنے لگا وہین کام   کہ مشتق اُسکو حاصل ہوئی تھی تمام
نظر اسمین شوہر کی جو ہین پڑی   اچنبا ہوا اور حیرت ہوئی
لگا کہنے ہین ہین یہہ کیا ہی غضب   یہہ کیا خاک سر پر تو کرتی ہی اب
دوانی ہوئی ہی مگر بے حیا   نہین جانو کیا آج تجھکو ہوا
وہ بکتا تھا اور تھا ادھر ہوتا کام   فراغت ہوئی جب بخوبی تمام

چھرا ہو گیا برہمن آن مین   چھپا یا طرف جا گلستان مین

پھر اُسنے جو اُترا خصم بر زمین   لگی کہنے جھنجھلا کے اُسکے تئین

کہ دیکھ اپنی آنکھون کتئین کھولکر   کوئی بھی ہی یہان مرد آتا نظر

مگر تجھکو آسیب ہی کچھ ہوا   جو دیوانو ھا ہی تو بکنے لگا

یہہ کہہ آپ پھر نخل پر چڑھ گئی   اور ایکبار شوہر کو کہنے لگی

کہ حیف اس ترے پردہوسنے کتئین   جو مفعول مردون کا ہو ہر کہین

ارے بے حیا جلد اُسکو اُتار   کیا ہی جسے اپنے اوپر سوار

ذرا شرم داڑھی سے تو اپنی کر   تجھ ایسے سے کیجیے حذر الحذر

روا ہی کہ دے تو مجھے اب طلاق   کہ تو آپ ہی کو نہو نہین ہی طاق

کہا ہنسکے شوہر نے یکبارگی   کہ سچ مچ ہی خاصیت اس نخل کی

زن و مرد سے جو کوئی اسپر چڑھے   نظر آئین ایسی ہی شکلین اُسے

یہہ جنّات کا ہر بسیر ہی اثر   کہ آتی ہی اشکال ایسی نظر

پس اب جلد اُتر آ زمین پر کہین   نکر مجھکو بدنام اب ہر کہین

زبان پر بھی ہرگز نلانا یہہ حرف   مین سمجھا کہ ہین سب ترے حق بطرف

اُتر آئی وہ نخل پر سے شتاب   ہوئے ہمدگر پھر وہی بے حجاب

وہی ربط و الفت محبت وہی   تعشق وہی عیش و عشرت وہی

گئی گھر مین شوہر کو وہ اسا تھ لے　　پہ ستور خوش دونون رہنے لگے

* خلوت پانچم *

سنو پانچوین کے چلتر کو اب　　کہ پہلے بتہا کر برہمن کو سب

بتنا یا بتا یا سکھا یا تمام　　جو کچھ اسکو منظور تھا کرنا کام

گئی گھر مین پھر بنکے وحشی مثال　　دوانی سی کرنے لگی قیل و قال

خصم کو کہا باپ اور ماں کو سوت　　کئے عقل کے سارے اداب فوت

اچنبے کی ہراک لگی کرنے بات　　کہے رات کو دن کہے دن کو رات

کبھی رونے لاگے کبھی خوش ہو گاوے　　کبھی ناچے اور خاک سر پر اڑاوے

تعجب مین سب رہ گئے دیکھکر　　لگے کرنے افسوس سے چشم تر

پھر آسیب سبکو یقین ہوا　　نہ سمجھا کوئی اور اسکے سوا

پھر اسکے لئے برہمن اک کتاب　　صدا کرتا در پر سے گذرا شتاب

کہ رنجور بیمار کا ہون حکیم　　پر کھ جانتا ہون صحیح و سقیم

جڑی بوٹی جنگل کی ہی جسقدر　　اثر سب ہراک کے ہی مجکو خبر

پھر آسیب جن و پری بھی تمام　　مرے خاطر علم مین ہی تمام

اتارا ہراک عالم غیب کا　　ہی معلوم مجکو بفضل خدا

منتر اور تعویذ و نقش و عمل　　ہزارون ہی مجھ پاس ہین بے بدل

پرا جس جگہہ پر فلیتہ جلے / نہ جادو رہے اور نہ سایہ رہے
خلل جسکا نہین ہووے جس چیز کا / کرون دفعہ اُسکے تئین بھلا
یہہ آواز شوہر نے جو نہین سنی / کہا لو خدا نے یہہ بھیجا گنی
بلا لایا گھر مین اُسے وقت / کہا اے گنی کر کچھ اب جتن
کہ جسمین ہو جورو کا بہری علاج / نہایت تراہون کا ممنون آج
برہمن نے یک چند کر فکر و غور / کہا اُسکو آسیب کا ساہی طور
پر آسیب بھی ہی مشقت طلب / علاج اُسکا اس شرط سے ہووے اب
کہ پہلے کرو گھر کتئین صاف و پاک / نہ خس جسمین باقی رہے اور نہ خاک
صفائی طہارت ہر اک طرف ہو / ہر اک سمت مہکا و پہولونکی بو
جگہہ لیپ کر کیجے ستھری تمام / کثافت کا باقی نہ ہرگز ہو نام
جلے جسمین لوبان و صندل پرا / رہے کچھ نہ خوشبوئیون کے سوا
کرون اُسمین تا پاتھکے حاضرات / اثر سے ہو دعویکے اُسکو نجات
کہا سنکے شوہر نے سب کچھ قبول / مہیا کئے آن مین عطر و پھول
اسیطرح سب ساز و سامان کر / بٹھایا برہمن کو چوکی اوپر
برہمن نے گرد اپنے کھینچ اک حصار / گلونکی ہر یکطرف چن کر قطار
کہا اک شتابی فلیتہ دو ہمین / رنگا زعفران بیچ اُسکے تئین

اگر کے دھوئین مین پھر اُسکو جلا پکڑ ناک زن کی سونگھا نے لگا
اور آہستہ آہستہ کچھ زیر لب لگا پڑھنے حرف عجیب و عجب
گیا ناک مین زن کی جو ہین دھوان وہین شور کرنے لگی ناگہان
کہ اے وحشتی خبر ہی کچھ تجھے مگر اور دن سا ہی تو سمجھا مجھے
مین ہون پادشاہ سارے جنات کا تو ہی اُس فلیتے سے ہووےگا کیا
کئی تجھسے ملا اور اعمال خوان ٹھکانے لگائے ہین مین نے یہان
تجھے مارنا کیا بڑا کام ہی کہ قزباش آخر مرا نام ہی
اگر خیر تو اپنی ہی چاہتا تو جیدھر سے آیا ہی اودھر کو جا
برہمن لگا کہنے بس منہہ سنبھال گیا ہی ترا کس طرف کو خیال
مین آن عاملون مین نہین بے خبر کہ تیرے ڈرانے سے جاؤنگا ڈر
تجھے خیر کی اپنے گر ہی طلب تو جلدی اُتر اُسکے سر پر سے اب
وگرنہ تجھے بھر کے شیشے مین آج جلا دونگا پورا کرونگا علاج
منگایا پھر اک دیگچی کے تئین کئی برگ نیم اُسمین چھوڑے وہین
کبوتر کے بیضے بھی کئی لال کر رکھے برگون پر کچھ اِدھر کچھ اُدھر
پھر اُوپر سے پانی کچھ اُسمین دیا یہ سب کرکے چولہے کے اُوپر رکھا
تند تک روشن کیا آگ کو لگی آنچ جسوقت اور پھوتی جو

کیا اپنے سنتر کا پھر پڑھنا شروع　　بہت سے کیئے خرچ اصول و فروع

گھڑی چار جب اُس مین یون ہین کٹی　　پھر یکبار عورت وہ چلا اُٹھی

کہ بس بس اب آگے نہ سنتر پڑھو　　زیادہ اِتنے سے مجکو نہ آزار دو

اُترتا ہون مین اِسکے سر سے شتاب　　کرو اپنی موقوف پڑھنی کتاب

ولے دیجئے میرا چھاندا منگا　　جو ہی پھر رخصت مقرر ہوا

کہا برہمن نے بیان کر اُسے　　کہ اور آگے منظور ہی کیا تجھے

لگا کہنے بجوا و چنگ و رباب　　ہر اک ظروف بھر کاؤ مشک و گلاب

محافے مین ہم تم چڑھین ایکجا　　کہار و شوہر لین اُسکو اُٹھا

پھرین گھر کے چارون طرف سات بار　　تو خوش دل مرا ہووے بے اختیار

کرون شرط پھر تجسے مین بعد ازین　　کہ چھیڑون نہ اور آگے اِسکے تئین

سنا شوہر زن نے جون یہ بیان　　بلا بھیجا سسرے کو تھا وہ جوان

جتایا یہ اظہار اُسکے تئین　　زبس وہ بھی تھا سخت اندوہگین

یہ سنتے ہی یکبار راضی ہوا　　یہ شوہر بھی لاچار راضی ہوا

مہیا کیا سب سر انجام کو　　ہوے دونون موجود اُس کام کو

چڑھایا محافے میں زن کے تئین　　برہمن کے تئین بھی بٹھایا وہین

اُٹھا دوش پر دونو دو طرف سے　　اُسی طرح سے گھر مین پھرنے لگے

یہ زن و برہمن اکٹھے جب ہوے   بخوبی لگے تب گلے سے گلے
جو منظور تھا سب کیا اپنا کام   تب آسیب سر پر سے اُترا تمام
پھر یکبار پردہ اُٹھا کر وہ زن   لگی کرنے ہشیار حرف و سخن
تعجب مین آ کر لگی پوچھنے   کہا کون باعث تھا یہہ میرے کنے
یہہ کس طرح کا گھر مین مہمان ہی   کیون ایسی بری شکل اس آن ہی
محافے مین کیون قید مجکو کیا   بیان کچھ تو مجسے کرو ماجرا
یہہ دو چار باتین جو کین عقل کی   پدر اور شوہر کے تئین ہوئی خوشی
لگے بھیجنے ملکے شکر خدا   جو کچھ ماجرا تھا بیان سب کیا
گرے پھر برہمن کے سب پاؤن پر   تواضع کیا اُسکے تئین مال و زر
ولی برہمن کو اُسی آن مین   یہہ سمجھا دیا زن نے جا کان مین
کہ اب یہانسے گھر کے تئین جائیو   دم صبح تالاب پر آئیو
کہ ہم پانچون بہنین وہین آینگے   کرینگے بہم ملکے رخصت تجھے
یہہ سنکے مرخص ہوا برہمن   لگا سب کے ماتھے پر اپنے چرن
کٹی رات جون تون ہوئی جب سحر   گیا گھر سے اُٹھکر وہ تالاب پر
جو دیکھے تو ہین پانچون بہنین وہان   ہوا دیکھ اُنکے تئین شادمان
کہا اُن سبھون نے کہ ای بےشعور   بس اب تو سمجھ اپنے تئین کچھ ضرور

یہی پانچواں بیٹا ہی جب کو تو پڑا ڈھونڈھتا پھرتا تھا سو بعینہ

تری جورو مکار و عیار ہی نہایت چتر اور چتردار ہی

تجھے اس بہانے سے گھر سے نکال گذارے ہی خوش اپنا ہر ماہ و سال

تری سادگی ہمنے دریافت کر سکھا دئے چلتر تجھے سر بسر

کہ تا سمجھے تو آپ کے افعال کو سب افعال کو اور سب اقوال کو

دغا پھر کچھ آسکے نہ کھاوے کبھی نہ مکرون پہ پھر اسکی جاوے کبھی

بس اب گھر کو جا تجکو رخصت کیا خبردار پھر کھائیو مت دغا

سدا گھر مین ہشیار رہیو ہمیش کہ راتون کو بیدار رہیو ہمیش

اٹھا تب دی برہمن نے اسیس جدا ہوئین وہ پانچون انیس و جلیس

چلا برہمن گھر کے جانب شتاب وے دل مین کھاتا ہوا پیچ و تاب

یہی جی مین کہتا تھا اب تو مجھے چلتر زنون کے ہین یکسر کھلے

بھلا زندگی ہی تو سمجھونگا مین دوبارا کبھی پھر نہ چوکونگا مین

کہان آ رسکیگی بس اب مجھسے وہ بتا دیگی کیا اب سبب مجھسے وہ

یہی دل مین کرتا ہوا قیل و قال ہوا گھر مین داخل پس از ماہ و سال

نہایت مکدر نہایت خفا نہ ہنستا نہ کچھ بات کرتا ذرا

نہ کھاتا نہ پیتا نہ کچھ بولتا نہ دل کے گرہ اپنی کچھ کھولتا

اس احوال کی تہ مین نظر کرکے زن　　سمجھ گئی کہ شاید کھلا اس پہ فن
ملا اسکو استاد کامل کوئی　　حریف اور عیار و عامل کوئی
لگی کھولنے پھر در اختلاط　　لگی کرنے مذکور عیش و نشاط
ولیکن یہ اس نے نہ کچھ دو اہوا　　رہا وہ وہین خاموش و یکسر خفا
گیا دن گذر اور ہوئی جبکہ شام　　کہا یار نے پھر یہہ زن کو پیام
کہ ہون منتظر کب سے دیدار کا　　طلبگار اخلاص کا پیار کا
شتابی سے پہنچا و اپنی تئین　　نہین تو مری زندگانی نہین
کہی زن نے پیغامچی سے یہہ بات　　کہ مین آ نہین سکتی ہون آج رات
سفر سے مرا شوہر آیا ہی آج　　نہایت خفا اور مکدر مزاج
اب آنے مین مین سخت لاچار ہون　　نہ جب تک کہ تدبیر اسکی کرون
کہا یار نے پھر یہہ سنکر پیام　　کہ زنہار ایسا نہ کیجے گا کام
مرے جان باقی رہے گی نہین　　سنو گی نہ جیتا سحر میرے تئین
ہوئی سنکے لاچار اس بات کو　　کہا خیر چندے تو وقف کرو
بہر شکل تا نصف شب آونگی　　مین تجھسا طلبگار کب پاونگی
گیا لیکے پیغامچی یہہ پیام　　ادھر بیکلی اسکی ہوئی تمام
کٹی رات بھی اسمین پھر یکبیک　　گیا شوہر اٹھکے پلنگ کے اوپر

نہایت ہی از بسکہ تھا بید ماغ — رہا سو پلنگ پر بجھا کر چراغ
سفر کی بھی غالب جو تھی ماندگی — بیکبارگی وہ نہین نید آگئی
غنیمت سمجھ بس اسیکو وہ زن — لگی کہنے سمدھن کہین یہہ سخن
مین صدقے تو نے آج یک کام کر — ذرا جاکے اُس پاس آرام کر
وہ سوتا ہی تو اپنے دلمین نہ ڈر — نہین نید مین مطلق اُسکو خبر
مجھے بھی تو فرصت نہو دیگا وہان — چلی آتی ہون کوئی دم مین یہان
لگی کہنے سمدھن کہ شاباش بوا — نہین جانتی مین تجھے کیا ہوا
سلا کر مجھے اپنے لڑکے کے پاس — چلی آپ ہی اوردھر گھر کے پاس
مجھے کیا پڑا ہی جو ساتھ اُسکے ہون — بھلی چنگی عصمت کہین اپنی کھون
مین عورت ہون وہ مرد کی ذات ہی — اندھیری کا عالم ہی پھر رات ہی
ہوئے آتش و پنبہ جب ایک جا — نہ آگ اسمین بھڑکیگی کبتک بھلا
خدا جانے کیا نوع دیگر بنے — کہ مشکل کہین میرے جی پر بنے
کہا زن نے ایسا نہین ہوگا کام — تو اتنا بھی دل کو نہ کر اپنے خام
بھی کب آج کی نید میں اُسکو ہوش — تو یکطرف یونہین پڑی رہ خموش
نہ خالی رہے صرف پہلو کی جا — یہی چاہئے اور کیا اس سوا
یہہ کہہ سنکے سمدھن کو راضی کیا — رہ منزل یار کو پھر لیا

گئی منتظر پاس اپنے شتاب لگی پینے باہم شراب وکباب

سنو پھر ازین اب یہان کا بیان کہ ہوتا ہی تقدیر سے کیا عیان

پلنگ پر جو تھی پھر جا کہ پڑی برہمن نے کروٹ وہین پھر کیلی

پھر اتنے مین بے ساختہ کیا ہوا کہ ہاتھ اسکا پنڈلی کو اسکی لگا

اسی مین لکایک قیامت ہوئی کہ یکبارگی اسکو شہوت ہوئی

کہون اور کیا آگے قدرت کا کھیل کہ فی الفور بس ہوگیا میل تھیل

لپٹ کر بہو بی گلے مل گیا جو کچھ کام ہوتا ہی کرنے لگا

بہو ناچار کیا بولے اور کیا کہے خدا دیوے جو کچھ وہ بندہ سہے

پڑی تھی وہین دم بخود اور خموش ہوا ختم جب اسمین جوش وخروش

لگا کرنے پھر پیار سے برہمن محبت کے انواع حرف وسخن

ولے تھی بہو خاموش دبکی ہوئی اسیطرح چپکے سے لپٹی ہوئی

دیا جب نہ کوئی بھی اسنے جواب تو یکبار کھایا برہمن پیچ وتاب

قصور رات اگلے بھی کچھ یاد کر لکایک ہوا بر سر شور و شر

نکال اک چھری ناک کاٹی وہین رہا دیر تک تند اور خشمگین

اسی مین جو پھر نیند سی آگئی ہوئی پھر وہی غفلت و بیخودی

گھڑی چار باقی رہی جبکہ رات تو آئی وہ زن یار کے ساتھ ساتھ

پہنچ گھر مین اُسکو مرخص کیا　پلنگ تک پھر آہستہ آہستہ جا
بحکمت تحول اپنی سمدھن کے تئین　اُٹھا لیگئی باہر اُسکو کہین
لگی پوچھنے سربسر واردات　کہی رو کے سمدھن نے سب اپنی بات
کہ دولت تری مجھ پہ یہہ کچھ ہوا　کہین منہہ دکھاؤنگی اب اپنا جا
کرے عیش تو اور کٹے میری ناک　رہی اب مین تا مرگ اندوہناک
لگی کہنے سمدھن کو اب جا تو گھر　سمجھ لونگی مین اُسکے تئین کل سحر
اُسے تو اُدھر گھر کو رخصت کیا　اِدھر آپ اپنے بتون پاس آ
لگی رونے اور بلبلانے تمام　پرستش مین ہر بت کا لے لیکے نام
یہی کہتی تھی تم نرنکار ہو　نرنجن ہو پیدا کرن ہار ہو
کھلا تم پہ سب کا ہی راز نہان　خفی و جلی تم پہ سب ہی عیان
اگر ہون مین بدکار اور بدعمل　تو پاؤن سزا اپنی مین برمحل
وگر جانتے ہو مجھے پارسا　تو دو داب مری ناک کو تم ملا
بدستور جیسی کی تیسی ملے　خلل کچھ سرمو نہ باقی رہے
نہ شرمندہ ہون تا مین سب کے حضور　تمہاری کرامت سے کیا ہی یہہ دور
یہہ کہہ کہہ بلند اسقدر کی صدا　کہ شوہر وہ سوتا ہوا جاگ اُٹھا
اُسی مین لگی کہنے پھر ای کریم　کہ سچ مچ تو ہی ہر کسیکا علیم

پھری بیگناہی پہ کر کر نظر ملایا مری ناک کو پھر بسر
کہان شکر تیرا ہو مجھسے بیان کہان ہی مرا یہہ زبان و بیان
یہہ کہہ کر کے سجدے سے اُٹھکر شتاب ہوئی ایک گوشے مین جا محو خواب
برہمن نے دیکھا تماشا یہہ سب کیا دلمین از بسکہ اچنبے عجب
چراغ اُٹھکے یکبار روشن کیا اور آہستہ آہستہ اُس تک گیا
جو دیکھے تو سچ مچ مسلم ہی ناک لہو سے ہی منہہ بھی تمام اُسکا پاک
نہ مطلق کہین زخم کا ہی نشان تحیر سے تکتا رہا یک زمان
سمجھ پھر بتونکی کرامت کہین تیقن کیا اُسکی عصمت کہین
جگایا اُسے اور گرا پاون پر کہا بخش میرے گنہ سر بسر
کہ اب دل سے تقصیر میری معاف ہوئے ہم تم اب سے بہم سینہ صاف
بدستور خوش دونو رہنے لگے اُسی طرح سے رہنے سہنے لگے
بیان کر کے قصہ یہہ ہفتم وزیر بہ تقریر مطبوع اور دلپذیر
جہاندار شہ سے کہا پھر یہی کہ خدمت مین ہی عرض یہی میری
زنون کے نہین مکر کو انتہا نہایت ہی فرقہ یہہ ہی پر دغا
اُٹھا دیجئے دل سے اِنکا خیال تغیر نہ فرمائیے اپنا حال
کہا شہ نے کہتا ہی کیا ای وزیر کہان دل مرا ہی نصیحت پذیر

بس اب جلد رخصت ہو جا اپنے گھر　کہ ہوتا ہی کیا دیکھین کل تا سحر
وزیر اٹھتے ہی دفعتہ صبحگاہ　گیا مضطرب جانب بادشاہ
بجالا کے آداب و تسلیم کو　لگا کرنے معروض یہہ گفت گو
کہ تھا مرتبہ جو کہ تفہیم کا　کیا شاہزادے سے ہمنے ادا
ولیکن نہ ظاہر ہوا کچھ اثر　زیادہ اسے کیا دیوین اب دردسر
نصیحت کے درجے ہوے سب تمام　بگڑنے پہ آنا چلا ہیگا کام
مناسب یہی آگے ہی آپ کو　لکھو پھر وربانو کے باپ کو
بہر شکل پیغام وصلت کرو　بنے جسطرح اُسسے نسبت کرو
یہہ تدبیر کی بادشہ نے پسند　کہ شاید اسی سے یہہ کھل جاے بند
بلا ایک منشی بلاغت نشان　کہا اُسسے ای کاتب درفشان
فصیح و بلیغ ایک مکتوب لکھ　محبت کے سب اُسمین اسلوب لکھ
پس از شوق اور آرزوے اتم　یہہ خواہش بھی کر آخر اُسکے رقم
کہ فرزند میرا جہاندار شاہ　جو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ
قبول اُسکو فرزندی مین تم کرو　تفاخر مجھے اُسکی نسبت سے دو
اُس ارشاد کو سنکے وہ ہین دبیر　ہوا جان اور دل سے فرمان پذیر
کیا نامۂ نامی یون اک رقم　باطناب بیان و بصنع قلم

* سواد نامہ پدر جہاندار شاہ بجانب پدر بہرور بانو *

لکھوں نامہ اول بنام خدا — کہ مقصود جس نام سے ہی سدا
سلاطین کو جسنے دیا تاج و تخت — قوی تر سبھوں سے کیے انکے بخت
جہاں کو کیا انکے زیر نگین — کیا ہر طرف انکو حامی دین
اسی کی یہہ قدرت نمودار ہی — اسی کو یہہ حکمت سزاوار ہی
تأمل سے ہوتا ہی حاصل یہی — وہی تھا وہی ہی رہیگا وہی
لکھوں بعد ازین صد درود و سلام — محمد کے اوپر ہر اک صبح و شام
خدا کا جو محبوب و مرغوب ہی — خدا طالب اسکا وہ مطلوب ہی
ہوئی شرع کی جسنے محکم بنا — کیا کفر و اسلام جسنے جدا
پس از عرض آداب حمد و درود — مطالب کی یون ہی قلم سے نمود
کہ بعد از سلام اور اظہار شوق — یہہ مکشوف ہو مجھ من گفتار شوق
کہ واجب ہی اہل جہان پر تمام — خصوصا سلاطین کے اوپر مدام
کہ احکام شرعیہ لاوین بجا — کرین جو ہی امر رسول خدا
زبہ امر تقدیم جسمین امر کی — رکھے نمرۂ دینے و دنیوی
لہذا ہوا تم سے یہہ التماس — کہ گر ہی تمہین شرع نبوی کا پاس
تو میرے ولی عہد و دلبند کو — عنایت سے فرزندی مین اپنے لو

جہانگی ہی جب سے ہوئی ابتدا   یہی رسم و آئین ہی برملا
اِسی سے سرا تخت و تاج و نگین   ہی ہوتا مبدل بہر جانشین
نہ یہہ وضع ہوتی تو جاتے سریر   تہی رہتی وارث سے نت ناگزیر
گر اُس نخل دولت کا پیوند ہو   تو یک عالم اُسسے برومند ہو
کہ دو سلطنت کا بہم اتحاد   مفید خلایق ہو حد سے زیاد
زیادہ اسے کیا طول دون اب کلام   سخن مختصر خوب ہی والسلام
رقم جب یہہ منشی نے نامہ کیا   مذہب ہوا اور مصمغ ہوا
کی مہر اُسپہ جون دیدۂ منتظر   کہ مقبول ہو کر جواب آئے پھر
دیا ہاتھ مین ایلچی کے شتاب   کہا جا جواب اسکا لا با صواب
تحایف بھی انواع و اقسام کے   برسم جہان ساتھ اُسکے کئے
گیا ایلچی ہو کے فرمان پذیر   ہوا شہ کے حاضر بزیر سریر
بآداب ہر ایک گذران کر   رکھا نامہ کو گوشۂ تخت پر
اُٹھا کر پڑھا شاہ نے جسگھڑی   طبیعت کو اُسکے کدورت ہوئی
بلا میر منشی کو وہین شتاب   کہا لکھ جواب اسکا بر پیچ و تاب
خشونت کے مضمون کر سب ادا   بتوجیہ و برہان سر تا بپا
لکھا نامہ منشی نے فی الفور یون   عبارت کو یہہ جسکی موزون کرون

* جواب نامہ *

سر نامہ نام خدا ئے جہان کیا جسنے پیدا زمین و زمان
ہوا منتظم جب سے ارض و سما وہی تھا وہی ہی وہی ہو سدا
خرد اُسکو ہرگز نپاوے کبھی نہ فکر و تعقل مین آوے کبھی
ہر الاہی وہ سب سے اور لاشریک نہین کوئی عالم مین اُسکا شریک
جہان مین محمد کو پیدا کیا ہوئی شرع و ملت کی جسسے بنا
جداگانہ جسنے کئے کفر و دین دکھائی ہمین راہ دین مبین
اور امر و نواہی سے آگہہ کیا مذاہب سے سب واقف رہ کیا
لکھون بعد ازین پھر یہہ تمکو پیام کہ ای جانس تحت عالی مقام
تمہارا جو مکتوب شوقیہ تھا پڑھا ہمنے ادراک کر مدعا
ولے دل کو نین سخت حیرت ہوئی طبیعت کو خیلے کدورت ہوئی
کہ یون بی تامل بیکبارگی ہمین اسطرح بات نازک لکھی
خلاف شریعت نہین گویہ بات ولے سابقہ بھی ہی شرط اسکے سات
کبھی ہمسے تم سے نہ کچھ بات تھی نہ زنہار باہم حکایت تھی
کہا کیا سمجھکر یہہ تمنے پیام کہ دی جسسے ہمکو کدورت تمام
نہ جب تک کہ ہو باہم ارتباط نہین زیب دیتے ہین یہہ اختلاط

بس اب دل سے کیجے تمنا یہہ دور — نہین خط کا آیندہ لکھنا ضرور
کرون اور کیا آگے اِس سے کلام — کہا مختصر حرف بس والسلام
رقم کر چکا جب یہہ منشی جواب — دیا ایلچی کو بصد پیچ و تاب
تحایف بھی مرسول تھے جسقدر — اُنہین بھی کیا مسترد و بسر
وہ فورا پھر ایلچی نامے کے تئین — نہایت ہی محزون و اندوہگین
دیا بادشہ کے تئین آن کر — ہوا بادشہ پڑھتے ہی چشم تر
تحیر مین رہ گئے وزیر و امیر — مشوش ہوئے سب صغیر و کبیر

* برآمدن جہاندار شاہ بتلاش بہرور بانو *

جہاندار شہ سنتے ہی یہہ خبر — ہوا دفعتہ حال سے بے خبر
لگا کہنے معشوق غیور ہی — وصال اُسکا پانا بہت دور ہی
یہہ ہی عشق یا تو نہ کب آئے ہاتھ — نکل جاے جب تک نہ جی اِسکے ساتھ
کہان اِس مین تدبیر کا کام ہی — یہان عقل عاقل کی بدنام ہی
مجھے زندگانی ہوئی اب حرام — نہ جبتک کرو دلبر کا دیکھون مقام
لگا تک گریبان کیا اپنا چاک — اتیتون کی صورت ملی منہہ پہ خاک
اُٹھا تخت پر سے اور آنسو بہا — گیا پاس ماں باپ کے اور کہا
کہ لو مجکو خدمت سے رخصت کرو — خدا کے تئین آج سے سونپ دو

رہی زندگی میری باقی اگر　تو دیکھونگا پھر مین قدم آن کر
وگر یون ہی تھی خواہش کردگار　تو لاچار ہون کیا مرا اختیار
یہ کہہ کر یکبار رخصت ہوا　قفس طوطی کا ہاتھ مین لے لیا
لگے رونے ماں باپ آنسو بہا　ہوا گھر کا گھر دم مین ماتم سرا
وزیر و امیر و رعیت تمام　جہان تک کہ تھے شہر کے خاص و عام
لگا کرنے کوئی گریبان چاک　اُڑانے لگا سر پہ کوئی غمسے خاک
کوئی سنگ پر سر پٹکنے لگا　کوئی فرط حیرت سے تکنے لگا
کسی نے فقیرانہ پہنا لباس　کوئی ہو گیا زندگی سے نراس
زمین سے فلک تک مچی ہاے ہاے　جدھر سنئے تھی متصل واے واے
پر اُسنے نظر اُسپہ ہرگز نکی　وہین بس بیابان کی راہ لی
پڑا دشت غربت مین جب آنکر　تو جنگل کے بھی سر بسر جانور
درختون پہ کہتے تھے باہم یہی　کہ ہی یہ مصیبت جہاندار کی
یہ وہ ہی کہ پروردہ ناز ہی　اور اب سوز دلسے اسے ساز ہی
یہ وہ ہی کہ تھا نعمتون مین پلا　اور اب اس طرح سے ہی جاتا چلا
غرض چل چکا جب مہینونکی راہ　تو حالت ہوئی خستگی سے تباہ
ہوئے پانون مین کتنے جنگل کے خار　وہ نازک کف پا ہوئے سب فگار

کہ تون اُسسے دشواری اور آگے گیا — گذریا پھر یک آگے حایل پڑا
ہر یک موج کو جسکی طغیان سے — بہم سلسلہ موج عمّان سے
حباب اُسکا ہر ایک کا ہندہ روح — رہے غرق شرم اُسسے طوفان نوح
پھر اُسپر سفینہ نہ کشتی کوئی — عیان ہر طرف شکل درماندگی
جہان تک چہو راست جاتی نظر — نہین ہوتی معلوم جنس بشر
کسے پوچھے اور کسے ہو ہمکلام — جدھر دیکھے پاتا ہی ہو کا مقام
گرا ریت پر تب تو بیہوش ہو — پڑا غمسے یکبار خاموش ہو
اِس احوال کو دیکھ کر ایکبار — قفس مین وہ طوطی ہوئی بے قرار
لگی کہنے ای خسرو نامدار — ندے پیچتاب آپ کو اِسقدر
ارادہ یہہ تو نے اگر ہی کیا — تو ہرگز نہ تشویش کو دل مین لا
کمر اِستقامت کی مضبوط کر — کس یکسان پر رکھ اپنی نظر
وہ ہی کارساز اُسکے الطاف سے — رہینگے نہ عقدے کسی طرح کے
مگر اپنی ہمت کو رکھ مستقل — نکر اِس قدر آپ کو مضمحل
رہِ عشق اِس راہ کا نام ہی — مصیبت یہان ہر سرِ گام ہی
ہزارون ہمین اِسمین پڑے مشکلات — ہوے جسے طی اُسنے پائی نجات
تجھے بھی خدا اِس بیابان سے — مصیبت سے اور اِسکی آفات سے

تجھو بی نکالیگا آخر کبھی ‌ ‌ ‌ رہیگی نہ زنہار یہہ خستگی
سنبھال اپنی تئین آپ مین آ ذرا ‌ ‌ ‌ نہ رہ بےخبر اس قدر بھی پڑا
یہہ طوطی نے دو چار باتین جو کین ‌ ‌ ‌ جہاندار کی اس مین آنکھین کھلین
ذرا جان کو اُسکی قوت ہوئی ‌ ‌ ‌ تک اک بات کرنے کی طاقت ہوئی
لگا کہنے طوطی سے سن ای رفیق ‌ ‌ ‌ توہی یہان ہی میری رفیق و شفیق
جو کچھ مجھکو تفہیم کرتی ہی تو ‌ ‌ ‌ سمجھتا ہون مین بھی اِسے مو بمو
ولے کیا کرون سخت لاچار ہون ‌ ‌ ‌ عبور اِسے دریا سے کیونکر کرون
دیا تب یہہ طوطی نے سنکر جواب ‌ ‌ ‌ کہ ای شہریار مصیبت مآب
کرون عرض مین گر کرو تم قبول ‌ ‌ ‌ اور اُسکو نہ سنکر ہو جی مین ملول
مناسب ہی اب تم قفس توڑ دو ‌ ‌ ‌ اور یکبار میرے تئین چھوڑ دو
کہ تا مین کہین جا کے ادھر اُودھر ‌ ‌ ‌ پھر آؤن تیرے پاس تدبیر کر
کہا شاہزادے نے سن میری جان ‌ ‌ ‌ تجھی سے مرا تک ہی تاب و توان
ہوا تجھسے ہی جب بچھوڑا مجھے ‌ ‌ ‌ تو بیٹھے گی پھر دیکھئے کیا مجھے
سوا اسکے تو ہی پکھیرونکی ذات ‌ ‌ ‌ صداقت ہی رکھتی کہان تیری بات
قفس سے نکل کر تو کب آئیگی ‌ ‌ ‌ کہان شکل پھر اپنی دکھلائےگی
لگی کہنے طوطی کہ ای بادشاہ ‌ ‌ ‌ مین کرتی ہون اِس مین خدا کو گواہ

کہ تمسے نہ ہین بیوفائی کرون پھرون بلکہ فکر رہائی کرون
کہا شہ نے یون ہی تو بہتر ہی جا مرے تیرے بیچ اب وہی ہی خدا
یہہ کہہ کر قفس کھولا یکبارگی کیا اُسکو رخصت بلاچارگی
اُڑی اُس طرف طوطئے باوفا ادھر رنگ رو اسکا غمسے اُڑا
جہان تک نظر مین وہ آتی رہی تسلی اُسے تک دلاتی رہی
پھر آنکھین جو غایب ہوئی ایکبار تو وحشت نے اُسکو کیا بیقرار
تڑپنے لگا پھر اُسی ریت پر ہوا پھر اُسیطرح تفتہ جگر
ندامت سے کہتا یہہ تھا آپ کو کہ کیون مینے وہ طایر نکتہ گو
کیا ہتھے ہتھے جدا آپ سے جو یون داغ اُسکا لیا آپ سے
کہان پھر مین پاؤنگا ویسا رفیق جو تھا اس مصیبت مین میرا شفیق
خدا جانے اب پنکھی کیا دکھاے وہی جانور اُڑکے کیونکر پھر آے
کبھی دیکھ خالی قفس کے تئین یہہ کرتا تھا اُسسے خطاب حزین
کہ اے قفس تو ہی ہمدرد ہو تسلی دلا تک مری جان کو
بنی ہی تری شکل میری طرح کہ تن ہی مشبک مرا تیری طرح
اُٹھا کر کبھی ہاتھ مین پیالیان تھا آنکھون سے اشکونکو کرتا روان
یہہ کہتا کہ کچھ کام ہتھا کرون انہین آب ودانے سے پھر کر رکھون

کہ طوطی میری آکے اسکو پاے | رہے دانہ پانی یہہ اسکے لیئے
غرض تھا یہی شغل اُسے متصل | اسی مین تھا مشغول کرتا وہ دل
سنو یہانسے طوطی کی اب واردات | وہ کرتی ہی کیا طائر نیکذات
کہ جب اُسکی نظروں سے غایب ہوئی | تو راہ اُسنے یکطرف جنگل کی لی
بہی کوسون جاتی تھی اُڑتے ہوئی | کہ پہنچو نہی جس وسیلہ کوئی
چلی جاتی تھی مارتی بال و پر | کہ اتنے مین آیا نظر ایک گھر
پھر اسمین ہی کیا اور ہی دیکھتی | کہ صورت ہی اک اُسمین درویش کی
بچھائے ہوئے قبلہ رو جا نماز | خدا سے ہی مصروف عجز و نیاز
بہاتا ہی اشک عبادت پر آ | جبین پر چمکتا ہی نور خدا
نہ اُسکے سوا اور انسان ہی | اکیلی وہی جاے سنسان ہی
اِس احوال کو کرکے طوطی نظر | لگی دیکھنے بیٹھ اک شاخ پر
پھر اسرار وحدت مین کھولی زبان | لگی ذکر توحید کرنے بیان
وہ سنتے ہی یکبار اُسکی نوا | لگا دیکھنے شاخ کو سر اُٹھا
جو دیکھے تو طوطی ہی بیٹھی ہوئی | ملالت بھری اور غربت زدی
تعجب مین آکر وہ درویش پیر | لگا کہنے اے طایر دل پذیر
نہایت ماثر ہی تیرا مقال | بتا کیا تو رکھتی ہی مجھسے سوال

کیا عرض طوطی نے ای نیک ذات　نہین کیا آپ اپنے کہون دلکی بات
جو کچھ ہی وہ روشن ہی تم پر تمام　نہین تم سے ہر گز چھپا میرا کام
زبس تہا وہ درویش اسرار دان　ہوا دل پہ اُسکے وہین سب عیان
کہا جا بلا لا جہان دار کو　دل افگار کو اور طلبگار کو
یہہ سنتے ہی طوطی اُڑی بس شتاب　کیا شاہ زادے کو آ یہہ خطاب
کہ چل ای جفا کش مرے شہریار　بس اب دلسے موقوف کر اضطرار
قلا نے جگہہ ایک درویش ہی　کہ روشن دل و باطن اندیش ہی
بلاتا ہی تجکو وہ اپنے حضور　چلو پاس اُسکے شتابی ضرور
یقین ہی کرامت سے اُسکے تجھے　وہی پار یہان سے کریگا تجھے
یہہ سنتے ہی شہزادے مین آئی جان　وہین شکر طوطی مین کھولی زبان
بہت کی تحسین اور آفرین　ستایش کی اُسکی وفا کی تئین
چلا ساتہہ طوطی کے پھر حال حال　گیا وہان جہان تہا وہ صاحب کمال
نہورا کر ادب سے کیا پھر سلام　کھڑا ہو رہا سامنے دلکو تھام
وہ درویش پیر اُسکی صورت کو دیکھ　مصیبت کو اور اُسکی محنت کو دیکھ
لگا کہنے آ ای جہان دار شاہ　یہہ کیا حالی ہی اشکال کی تونے راہ
خدا تجکو پہنچائے منزل کے بیچ　بھلا کچھ نہ کر فکر اب دلکے بیچ

خدا پر رکھہ اپنی نظر کو مدام   اُسیکو جپا کر سدا صبح و شام
وہی مشکلین ساری کرتا ہی حل   وہی کام آتا ہی ہر ایک محل
پس آنکھین شتابی سے اب بند کر   کہ آجائے قدرت خدا کی نظر
جہاندار نے سنکے اُسکی یہہ پند   کیا وہین آنکھونکے تئین اپنی بند
پھرا تاسے مین جو کھول دین ایکبار   وہین اپنے تئین دیکھا دریا کے پار
کیا پھر وہین شکر حق کا ادا   رہا دیر تک کرتا حمد و ثنا
لیا ساتھہ طوطی کو پھر بعد ازین   کہ وہ ہی تھی اُسکی رفاقت گزین
ہوا کشور یار کو پھر روان   چلا پھر وہی جانب دلستان
مہینونکی رہ جب کہ طی کر چکا   تو اک بستی مین آن کر گر پڑا
وہان ایک تکیہ تھا درویش کا   کہ تھی ہر مسافر کی اُسمین ہی جا
کیا اُسنے بھی جاکے وہین مقام   کہ نادم لے اُسمین کئی صبح و شام۔
ذرا ماندگی راہ کی دور ہو   جو پھر آگے چلنے کا مقدور ہو
لگا رہنے بیکس سا مجنون ملول   بدن پر ملی راہ کی خاک دھول
نہ جانے کی طاقت نہ پھرنے کی تاب   وہی خستگی وہی حال خراب
یہ اس احوال کو کرکے طوطی نظر   نہایت محبت سے ہوی چشم تر
کہا شہ سے پھر مجھکو رخصت کرو   کہ جاؤن مین اُڑتی کمیطرف کو

نہین دیکھ سکتی مین اس حال کو   کہین کاٹون اس غم کے جنجال کو
کچھ ایسا ہو جسسے کرون کوئی کام   نہین زندگی ہی یہہ مجھ پر حرام
کہا شہ نے اچھا کیا مین قبول   کسیطرح سے مدعا ہو حصول
ہوئی طوطی رخصت اڑی پر ہوا   چلی ڈھونڈھتی شاہ کا مدعا

* بیان غمگساری مینا فقیر بر حال جہاندارشاہ دلگیر *

جہاندار شہ پھر اکیلا رہا   ہوا پھر بدستور اداس اور خفا
کرے کسسے بات اور کہے کسسے درد   دلی دل مین تھا کھینچتا آہ سرد
نہ غمخوار کوئی نہ ہمدم کوئی   تسلی جو دے اسکو تھا کم کوئی
پر اس تکیہ مین تھا جو رہتا فقیر   تھی اک اسکے مینا بہت بے نظیر
فصیح المقال اور رنگین بیان   نہایت ہی خوشگو و شیرین زبان
نظر کر یہہ حال جہاندار شاہ   لگی کرنے الفت کی اسپر نگاہ
پھر یکبارگی وہ مخاطب ہوئی   بنی غمگسار اور کہنے لگی
کہ ای بادشہ زادہ والا گہر   بلا عشق کی رہ مین ہی سر بسر
ہر اک گام مین اسکے ہین درد و غم   دکھ دیے ہین تمام اسمین حزن و الم
قدم مارتے ہین جو اس راہ مین   وہ رہتے ہین نت نالہ و آہ مین
بلا کو سمجھتے ہین راحت مدام   جفا کے ہین وہ آشنا صبح و شام

مرا تمین ہی ہونے نہین وہ کامیاب نہین ہی ضرور اسمین کچھ پیچ و تاب
دلی ہی اگر عشق کے تو نے راہ تو سن بات میری جہاندار شاہ
را دل کہتین اپنے مضبوط کر نرہ اتنا بے حال شام و سحر
دا پار سے تجھکو دیگا ملا کریگا وہی عاقبت کو بھلا
لیکن تو جسوقت ہو کامیاب تو لازم ہی اے شاہ عالی جناب
د و بات سے کیجئو احتیاط ہو کیسا ہی گو تجھکو عیش و نشاط
ہی پہلا سخن یہہ مرا دل پذیر کہ دشمن کہتین بوجھیو مت حقیر
تا شاہ گیلان کے طور سے نہ آفت پڑے چرخ کے دور سے
شنہشہ نے پوچھا کہ ای جانور بڑی تو تو ہیگی کوئی باخبر
ہا شاہ گیلان کی کیا ہی ملت ہوئی تھی اسے دشمنی کسکے سات
نکی کہیے مجھکو یہہ سب داستان کہ سن اسکو ای شہریار زمان

* داستان شاہ گیلان *

سنا ہی کہ صحرائے گیلان مین شہ موش تھا کوئی میدان مین
ز تحت موش لاکھون ہی اسکے مطیع قلمرو تھا اسکے وہ میدان وسیع
و لیکن وزیر اسکا خرگوش تھا کہ آگہ کو ہی اسکام کا ہوش تھا
ز سے قدرت خالق بے نظیر ہین موش و خرگوش شاہ و وزیر

بہر حال اُس سارے میدان مین — تھے سب جانور اُسکے فرمان مین

نسق سب پہ تھا اُسکا یہی مدام — نہ بے حکم اُسکے کرے کوئی کام

قضارا کہین شاہ گیا ان کا وہان — شتر بچھڑکے اک آگیا ناگہان

ہرا اک سبزے پر پانو دھرنے لگا — فراغت سے ہر چیز چرنے لگا

درختون کے برگون کو کھاتا مدام — یہی کام تھا اُسکا ہر صبح و شام

یہہ سنتے ہی خرگوش نے ماجرا — سر ہوش سے اپنے جا کر کہا

کہ ای تخت آرای زیر زمین — ترا حکم تا اسفل السافلین

عنایت سے خالق کی جاری رہے — تری ذات کو پائداری رہے

سنو اپنے میدان کی واردات — ہوئی ہی نہایت تعجب کی بات

کہ آیا ہی جھٹ کر کہین سے شتر — درختون کو ہی کھا رہا سر بسر

چرا سبزہ بادشاہی تمام — رہا گھانس کا مطلق اُسمین نہ نام

اسی طرح سے گر سبھی جانور — کرینگے چراوک اِس جگہہ آن کر

تو میدان ہووےگا ویران تمام — رہیگا نہ پھر حکم شاہی کا نام

مناسب ہی اُسکو بلا کر حضور — خشونت کی باتین سناؤ ضرور

ہوا سنکے شاہ اُسکو پر پیچ و تاب — بلایا اُسے پاس اپنے شتاب

اور اک بارگی تیش کھا کر کہا — کہ سنتا ہی او کج کلہ بے حیا

تو کسکی اجازت سے آیا ہی یہان   قدم حکم سے کسکے رکھا ہی یہان
قلمرو مین میرے یہہ میدان ہی   مرا ہی یہان حکم و فرمان ہی
درختون کو تو نے کیا پایمال   بتا دل مین کیا تیرے ہیگا خیال
اگر عافیت اپنی ہی چاہتا   توجیدھر سے آیا ہی اودھر کو جا
وگرنہ پشیمان ہوئیگا تو   نہایت پریشان ہوئیگا تو
شتر موش کو دیکھہ حیران ہوا   نہایت ہی محظوظ و خندان ہوا
لگا دل مین کہنے کہ یہہ بھی نصیب   جو ہر شتر موش ہووے مہیب
غرض کچھہ شتر نے نہ کی اعتنا   لگا پھر وہی سبزہ چرنے لگا
سنی جب کہ پھر موش نے یہہ خبر   لگا کہنے خرگوش کو غصہ کر
کہ تھی کیا تری عقل اور کیا شعور   جو بلوا کے یکبار میرے حضور
کیا خیرہ اور دیکھہ اسکو نہین   رہی وحشت اسکے نہ دلمین کہین
ہوا اسکی خرگوش سنکر خجل   رہا دیر تک سرنگون منفعل
ہوا تب سے مصروف کین شتر   کہ ہر طرح پاکر اسے بے خبر
اذیت دے اور اس سے لے انتقام   کرے چشمہ کا اسکو کمینہ غلام
لگی گھاتمین تھا وہ رہتا ہمیش   جگر تفتہ دل رفتہ و سینہ ریش
قضارا شتر پر یہہ آفت پڑی   کہ سر اسکا اٹکا بشاخ قوی

لگا شور کرنے بیابان مین   اُسی شاہ کے خاص میدان مین

خبر پہنچی خرگوش کو ایکبار   کہ ہی آج ورماندگی مین وہ زار

یہ سنتے ہی خرگوش آیا شتاب   شتر کو لگا کہنے کر کر خطاب

کہ ای بے خبر کیا کہون مین تجھے   نہایت ہی افسوس آتا مجھے

اگر شہ کے رہتا تو فرمان مین   خلاصی تری ہوتی اِک آن مین

رہا جب تو اُسکا نہ فرمان پذیر   تو رہ اِس گرفتاری مین ناگزیر

شتر معترف ہو کے کہنے لگا   کہ ہر طرح ہو عفو میری خطا

گر اِس بند سے مجھکو بخشو بجان   تو بندہ رہون تا قیام جہان

خدا اِس مری بات کا ہی گواہ   کہ اب سے ہوا تابع حکم شاہ

سنی جون یہ خرگوش نے گفتگو   بلا کر شتابی سے اِک موش کو

کیا حکم جا شاخ پر ایکبار   کوتر جلد اٹکی ہوئی وہ مہار

وہین موش احکام لایا بجا   شتر کا مہر اُس شاخ سے چھٹ گیا

لے آیا اُسے بادشہ کے حضور   کیا اُسنے مجرا بعجز و فور

کہا آج سے ہون مین شہ کا غلام   اطاعت سوا کچھ کرون گا نہ کام

ہوا اُسکے خوشنود شہ یہ سخن   کیا حکم خرگوش کو دفعتن

کرو خاص بندون مین داخل اِسے   جو اجر اطاعت ہو حاصل اِسے

ہوا فاش ہندوں مین واقعہ شتر　　تھا مور و عنایت کا شام و سحر
اجازت سے پھر اپنے حافظ کے　　لگا چرنے جا سبزے میدان کے
گیا اسطرح سے گذر ایکسال　　ہوا طرفہ روداد پھر کر یہہ حال
کہ تھا بادشہ وہ جو گیلان کا　　سنا واقعہ اُسنے میدان کا
شتر کی بھی معلوم ہوئی سب خبر　　سنا جسقدر سنتا تھا سربسر
شتربان کو بھیج میدان مین　　منگایا شتر آن کی آن مین
شہ موش کو جب یہہ پہنچی خبر　　کہ میدان سے شہ نے منگایا شتر
ہوا آتش میں اور بلایا وزیر　　کہا شاہ گیلان بہت ہی شریر
شتابی سے بھیجو اُسے یہہ پیام　　کہ تمنے کیا نا مناسب یہہ کام
بھلا چاہتے ہو تو بھیجو شتر　　نہین تو برا ہوئیگا سر بسر
یہہ سنکر وہ خرگوش لایا بجا　　دیا بھیج فرمان وہین شاہ کا
گیا ایلچی لیکے جب یہہ پیام　　لگا ہنسنے شہ سن یہہ اُسکا کلام
کہا کیا جہان مین تباہی ہوئی　　کہ موشون کو بھی بادشاہی ہوئی
دیا کچھ نہ زنہار اُسکا جواب　　پھرا ایلچی دل میں کھا پیچ و تاب
شہ موش سے آن کر سب کہا　　جو دیکھا تھا احوال دربار کا
ہوا موش فورا نہایت غضب　　بلا وہین ارکان تھے جتنے سب

کہا فوج تیار ہو بیدرنگ　کہ ہے شاہ گیلانسے اب مجکو جنگ
کیا اُسنے کیا اپنے دل مین خیال　دکھاتا ہون اُسکو جدال و قتال
رکھی فوج خرگوش نے ایکبار　سوار و پیادہ ہزاران ہزار
تھے موشونکے سردار بھی جسقدر　کہا اُنکو تیار ہو سر بسر
ہوا جبکہ تیار اسباب جنگ　کیا حکم تب شاہ نے بیدرنگ
کہ پہلے یہہ موشون کا لشکر تمام　کرے شاہ گیلانکے گھر مین یہہ کام
کہ جا کر خزانے مین یکبار گی　زر و سیم کی بھری کوٹھرین سبھی
روپے اشرفی کو پہنچاوین وہان　جہان تلکھو سب مٹھہ مین لے آئین یہان
رہین بعد ازین ناقص اسباب جنگ　کہ ہون ٹکڑے ٹکڑے سبھی بیدرنگ
شہ موش نے یہہ دیا حکم جب　وہین موش سب جمع ہو شب بشب
بجالائے احکام شاہی تمام　خزانہ کا نہ زر کا رکھا باقی نام
کمانون کے چلون کو ناقص کیا　نہ تیر بھی ثابت رکھا اک ذرا
شہ موش جب سن چکا یہہ خبر　تو یکبار گہہ اُٹھکے وقت سحر
کہا فوج انسان تیار ہو　کرے تخت تاراج گیلان کو
سوار و پیادے تھے جتنے تمام　گئے سوے گیلان کرا ازدحام
ہوئی شاہ گیلان کو جب یہہ خبر　تو ایکبارگی گم کیا پا و سر

گیا خام خیمہ نکالو شتاب توقف مین ہو ویگا خانہ خراب
پہ خیمے جو دیکھے تو ثابت نہین قناتون مین پردون مین حالت نہین
سپہ کا بھی ناقص ہی اسباب جنگ نہ تسمہ ہی ثابت نہ زین اور نہ تفنگ
خزینہ کا بھی حال دیکھا یہی کہ زر کا نہین نام باقی ذری
فقط تورے خالی ہین کوترے ہوئے ہین صندوق ہر طرف الٹے ہوئے
نظر کر یہ صورت سب اسباب کی ہوئی شاہ گیلان کی حالت بری
تحیر کے عالم مین تھا متصل ہراسان و مغموم اور منفعل
کہ اتنے مین سب لشکر ہوش آ ہر یکطرف سے گھر کو نرغہ کیا
گئے بھاگ یکسر امیر و وزیر گیا شاہ گیلان کو دستگیر
لے آئے شہ ہوش کے روبرو شہ ہوش نے تب کی یہ گفتگو
کہ بارے کہو کیا ہوا وہ غرور وہ عجب اور وہ نخوت وہ کبر و فجور
بھلا اب بھی کرتا ہون عفو خطا شتر خیر سے کر دے حاضر مرا
غنیمت سمجھ شاہ نے اب اسیر ہزارون شتر لا کے حاضر کئے
شہ ہوش لیکر وہ اپنا شتر گیا اپنے میدان کو کوچ کر
کہا جب یہ مینا نے قصہ تمام جہاندار سے پھر کیا یہ کلام
کہ اے شہ عدو کو سمجھنا حقیر نتیجہ ہی اسکا یہی ناگزیر

لب ماہ رخسار سے بہت دیکھئے   اہانت سے خفت سے صحت دیکھئے
دیا ہین جہاندار نے یہہ جواب   کہ مینا تو سچ مچ ہی دانش مآب
سخن مین ترے ہی نصیحت تمام   کہ انسان کے آوے ہر طرح کام
ولے دوسری بات بھی اب سنا   کہ اسکا بھی معلوم ہو فائدا
کیا سنکے مینا نے پھر یہہ بیان   کہ ہی دوسری آگے یون داستان

* داستان ہر چہار پری *

سنا ہی کہین کوئی جوان تھا حسین   نہایت طرح دار اور نازنین
گل تر کے مانند مہکا ہوا   مسون پر کا سبزہ و لہکا ہوا
ادادار و مطبوع و نازک بدن   خجل جسکو ہو دیکھہ سرو سمن
قضارا یہہ روداد اک دن ہوئی   کہ ماباپ سے اسکے ہوئی ناخوشی
نکل گھر سے لی اسنے جنگل کی راہ   بصد درد و سوز و بصد اشک و آہ
چلا چل چلا چل کئی دن کی بعد   اٹھا زحمت باد و باران و رعد
کہین ایک صحرا مین وارد ہوا   دکھائی دیا جسمین تالاب جا
زبس راہ کی تھی بہت خستگی   گرا وہان کہ تا دفع ہو ماندگی
قضارا کبوتر وہان آکے چار   بنے چار پریون کی شکل ایکبار
اتارا اپنی پوشاک کو سربسر   گئے حوض مین رکھہ کنارے اوپر

نہانے گئین مانکے تالاب مین — لگین پھرنے ہوکر شاداب مین
جوان نے جو دیکھا اُنھونکا یہہ حال — کنارے پہ جا کر وہین حال حال
اُٹھا لایا پوشاک اُنکی چورا — درختون مین اک سو چھپا کر رکھا
نہا دھو کے پریان اُٹھین ایکبار — اور آئین جو تالاب کے پھر کنار
تو پوشاک اُنکی نہ آئی نظر — تعجب مین حیرت مین ہوئین سر بسر
لگی ڈھونڈھنے ہر طرف ہر کوئی — پھر اُسمین جوان پر نظر جو پڑی
ہوا انکے دلمین بھی تب یقین — کہ یہی لیگیا ہی یہ کپڑے کہین
لگین کہنے سنتا ہی ای نوجوان — ہی کیون تجکو دو بھر ہوئی اپنی جان
دو ہائی ہی تمکو سلیمان کی — کہ دشمن نہین ہم تیرے جان کی
مگر ہمکو پوشاک لادے شتاب — وگرنہ ترا ہوگا خانہ خراب
جلا کر تجھے دم مین کردینگے خاک — ابھی ایک پل مین تو ہوگا ہلاک
جوان نے کہا بات میری سنو — عبث غصہ و تیش تم مت کرو
اگر تمکو خواہش ہی پوشاک کی — تمنا ہی پھر سیر افلاک کی
تو بہتر ہی تم چار دن مین سے کوئی — گوارا کرے اب سے وصلت مری
رفاقت زن و شوہر ہوتی ہی جو — قبول اُسکو تین مجھسے اب تم کرو
لگین کہنے سنکر وہ یکبارگی — کہ ہم ہین پری اور تو ہی آد؟

یہاں جائی و آشنائی کا ہونا تھا پری سے کہاں آدمی کا ہونا تھا
یہ یا تو نکو دے راہ سے اپنے ہلا شتابی سے بس رخت و پوشاک لا
جو اس نے کہا دوں میں زنہار نہ جب تک کرو مجھکو تم اختیار
نہ تشویش کچھ مجھکو ہی جان کی نہ وحشت تمہارے سامان کی
کرو تم مجھے تم سے جو ہو سکے یہاں ایسی دھمکی کا ہی ڈر کسے
ہوئی تب تو پریوں کو لاچارگی دکھائی دی آپس کی آوارگی
لگیں کرنے پھر مشورہ یہ سخن کہ سنتی ہو آپس میں اے ہر بہن
ہو آدمی ساتھ رہنا ضرور کیا یونہیں تقدیر نے اب ظہور
نہیں ہے کسو کا کچھ اختیار ازل سے تھی یوں مرضی کردگار
اسی میں پھر انہیں سے اک نے کہا کہ اچھا قبول اسکو ہم نے کیا
لکھا تھا یہی میری تقدیر میں پھنسوں کاکل پر شکن کی زنجیر میں
یہ سنکر لگیں تینو اسکے گلے یہ روئیں یہ روئیں کہ نالے چلے
جب آپس میں ہر ایک رخصت ہوئی تو جو تھی جوان کو وہ کہنے لگی
کہ آ ای جوان لے مجھے اپنے ساتھ کہ جاتی ہوں میں انہیں سے تیرے ساتھ
جو اس نے وہیں تینوں کا تب لباس رکھا بار و بر لا کے ہر ایک پاس
پہن کر وہ تینوں وہاں اڑ گئیں جدھر سے تھی آئیں ادھر مڑ گئیں

جوان نے پکڑ ہاتھ چوتھی کا تب   پہنا رخت اپنا وہیں اُسکو سب
پھرا گھر کو خوشنود و خورم کمال   گیا دل سے سب اُسکے فکر و ملال
لباس پری کو لے وہ جوان   ہمیشہ پری سے تھا رکھتا نہان
قضا را ہوا پھر پس از چند سال   معیشت کی تکلیف سے خستہ حال
سفر اُسکو کرنا ہوا ناگزیر   ہوا ہر طرح سے وہ فرقت پذیر
کہا ایک گھر کی زن پیر کو   کہ میں تو چلا فکر و تدبیر کو
ولے تجھ سے کہتا ہوں اک اپنی بات   بھلائیو نہ تو دل سے یہ میری بات
کہ صندوق جو اُس طرف ہے وہاں   لباس پری اُسمیں ہے گا نہان
نہیں اُسکو زنہار اُسکی خبر   نہیں میں نے اب [illegible] کی خبر
پس اُس سے خبردار رہنا ضرور   کہ اُسکو نہو اُسکا علم و شعور
زن پیر سنکر یہ کہنے لگی   کہ اچھا ہو جسطرح مرضی تری
رہونگی خبردار اور ہوشیار   نہ تشویش رکھ دلمیں تو زینہار
جوان نے زن پیر کا سن جواب   کیا گھر سے عزم سفر پھر شتاب
جدھر کو تھا منظور اُدھر کو گیا   زن پیر پر چھوڑ گھر کو گیا
قضا نے سنو کیا کیا آگے کام   کہ یکدن پری رشک ماہ تمام
نہا دھو کے پوشاک ستھری پہن   [illegible] شکل مہتاب [illegible]

کہا اسکے عالم کے تئین   ستایش سے بولی کہ اے مہ جبین
تری سیر سے ہوئی   قیامت ہی کچھ جامہ زیبی تری
خدا نے بنایا ہی تجھکو بھی کیا   کہ دنیا مین ایسا نہین دوسرا
پری اسکو سنکر یہ کہنے لگی   بھر یکدل سے آہ اپنے حسرت زدی
کہ ماما تو کرتی ہی تعریف کیا   کہان میرا اگلا سا عالم رہا
جو اصلی ہی زینت کا میری لباس   خدا نے وہ اسکو رکھا میرے پاس
گر اسطرح سے دیکھتی تو مجھے   تو معلوم تب حال ہوتا تجھے
کہ تزئین کہتے ہین اسکے تئین   جو ہرگز کسی کو نہین بر زمین
ذرا سن یہ پری کا کلام   ہوئی دل مین مشتاق اپنے تمام
گئی دل سے بھول اس جوانکا سخن   ہوئی زائل یکبار عقل کہن
لے آئی وہ پوشاک اسکی شتاب   پنہا دی پری کو بصد آب و تاب
پری پہنتے ہی اسے یکبیک   زمین سے اڑی دم مین سوئے فلک
لگی پیٹنے سر کے تئین پیرزن   پڑا یاد تب وہ جوان کا سخن
ترپھنے لگی بلبلانے لگی   ہوئی نادم اور تلملانے لگی
و لے تلملانے سے حاصل ہو کیا   مقدر کا ہونا تھا جو کچھ ہوا
گیا شست سے تیر کب آئے ہاتھ   رہی کاٹتی عمر حسرت کے ساتھ

سخن مختصر بعد چندے جوان ہوا داخل آ گھر مین جب شہ

ہوئی جو گذشت پری کی خبر بھچک رہ گیا

گریبان طاقت کیا تار تار بہانے لگا اشک خون زار زار

لٹا خانمان کو ہوا پھر فقیر رہا عمر بھر درد و غم کا اسیر

حکایت یہ سب کرکے بیان تمام لگی شاہ سے کہنے پھر یہ کلام

کہ اے شاہ فرخندہ والا گہر اسی کتئین دل مین تک غور کر

کہ راز اپنا کہتا نہ گر وہ جوان تو پڑتی مصیبت یہ اُسپر کہان

اسیکو بس اب دل مین سمجھو ذرا کہ کہنا نہین راز اپنا بھلا

* داستان یافتن چہار چیز *

اب آگے ہی یون داستان کا بیان قلم یون ہی کاغذ پہ ہو تا روان

کہ رخصت ہو طوطی جو تھی وہ گئی پس از عرصۂ چند پھر وہ پھری

جہاندار کے تئین کیا آ سلام لگی کہنے اے شاہ والا مقام

خدا نے ترا کام آسان کیا ترے درد اور غم کا درمان کیا

کہ نزدیک اس جا سے ہی یک مکان پدر مردہ دو بھائی رہینگے وہان

ملی اُنکے ورثے مین ہی چار چیز کہ دونو کتئین ہین وہ چارون عزیز

برابر نہین ہوتی اُنکی رسد اُسی کا ہی دونو کو باہم حسد

... طرح ... بجا چلے اور اُن مین حکم ہو کچھ ایسا کہے
کہ چار ونکو اپنے تصرف مین لاے تو ہر ایک اُسمین مفید اپنی جاے
یہ تفصیل رکھتی ہی وہ چار چیز تصور مین میرے ہوئین جو عزیز
کہ پہلے ہی اک کشتی اُن مین عجب کہ جسمین جواہر لگا تھا ہی سب
ہی پھر چیز یہ دوسری جسمین اور کہ ہی ایک فانوس وہ چار طور
جسے چاہنا مطلوب ہووے لباس ہمیشہ ہو اُسمین اُسے بے قیاس
سیوم دیگچہ اُس مین وہ خوب ہی کہ جو کھانا عالم مین مرغوب ہی
نکلتا ہی اُس دیگچے سے تمام پھر اُسکا بھرا پھر ہی رہتا مدام
چہارم ... جانین ایسی عجب کہ کیجے تہی پا اُسے اپنے جب
تو پھر قصد جس طرف کا کیجئے وہین آن مین اُس طرف پہنچئے
جہاندار سنکر وہین خوش ہوا اُٹھا اور طوطی کو ہمرا لیا
کئی دن کے بعد آن پہنچا وہان تھے ورنے پہ ترتے وہ دونون جوان
گیا گھر مین اُنکے یکایک ورود با ... ...
کہا اُنسے کیون تم مین ہی ناخوشی حقیقت ہر اک نے بیان آ ہی کی
مفصل جب اُسکو بیان کر چکے تو ماتھ اُسکے پھر یہ بھی کہنے لگے
کہ گر لطف و اشفاق سے شاہ کے ... ہمکو ہر یک برابر ملے

تو ممنون و مشکور ہوون ہم کمال | اور آپس کا بھی دور ہو سب ملال
کہا سنکے اُسکو جہاندار نے | خردمند نے اور ہشیار نے
اگر لے آؤ جلد ایک تیر و کمان | کرون حل مشکل تمہاری عیان
کیا جب کہ حاضر کمان اور تیر | تو بولا جہاندار حکمت پذیر
کہ جو تیر کو سب سے پہلے لے آئے | وہی دونو دلخواہ چیز اپنی پائے
کیا سنکے دونون نے وہین قبول | سمجھ اس مین مقصد کا اپنے حصول
جہاندار نے کھینچ کر پھر کمان | چلایا خدنگ اسطرح ناگہان
کہ پہنچا کہین کا کہین دور تک | وہ دوڑے اُدھر یہہ اِدھر یکبیک
چڑھا لیکے طوطی کو نعلین پر | اُٹھا باقی چیزون کو بھی سر
ہوا آسمان پر یکایک بلند | اُڑے جیسے اوج ہوا مین پرند
پس اک آنکی آن مین مثل باد | ہوا داخل شہر مینو سواد
ہوا اگرچہ خوشنود و خورم کمال | ولے دل پہ تھا اُسکے یہی ملال
کہ کیسی خیانت یہہ مجھسے ہوئی | جو ابتک کسی نے نہین ایسی کی
و لیکن خدا سے یہہ کرتا ہون عہد | کہ جب اپنے مقصد کو پہنچون بجہد
پھرون لیکے جب اپنی مطلوب کو | وہ محبوب کو اور مرغوب کو
تو پھر حق بحقدار واصل کرون | تمنائین دونو کی حاصل کرون

یہ کہکر دل اپنے کو تسکین دی   ہوئی بر طرف جی سے افسردگی

لگا بعد ازین پھرنے ادھر ادھر   کرے سیر تا شہر کی سربسر

کہین اپنے مقصد کا پاوے سراغ   کہ ہو خاطر مضطرب کو فراغ

قضارا یہ تھا رسم اُس شہر کا   کہ تھے جسکو بیگانہ پاتے ذرا

لے جاتے اُسے بادشہ کے حضور   کہ تھا حکم وہان کا یہی بالضرور

جہاندار کو دیکھکر اجنبی   پکڑ لے گئے پاس شہ کے سبھی

لگا پوچھنے بادشہ اُسسے حال   کہ کہہ اپنی حالت تمام و کمال

تو ہی کون اور کیون ہی آیا یہان   مطالب کر اپنے سراسر بیان

جہاندار ازبسکہ نادان تھا   قباحت کا سمجھا نہ عنوان تھا

گیا سار امرکو زخاطر بیان   وہ حرف نہان کر دیا سب عیان

خفا ہو گیا سنتے ہی بادشاہ   نسقچی پہ یکبار کر کر نگاہ

کہا بے ادب کو نکالو شتاب   یہ واہی ہی اور سخت خانہ خراب

کرو شہر سے باہر اسکا تئین   یہان رہنا اسکا مناسب نہین

نسقچی یہ احکام لائے بجا   جہاندار کو جلد باہر کیا

لگا پھرنے تب بےنوا کی طرح   ہر اک سمت و جانب گدا کی طرح

نہ کوئی یار نا کوئی غمخوار تھا   مصیبت مین اپنے گرفتار تھا

فقط طوطی ہی اُسکی غم خوار تھی   وہی ایک یار و وفادار تھی
کبھی غم کی باتین جو کرتا تھا شاہ   وہی سنتی تھی اور کرتی تھی آہ

* وارد شدن جہاندار شاہ در باغ بہرہ ور بانو *

یہانسے کہانی کا یون ہی بیان   کہ جب وہ جہاندار شہ خستہ جان
ہوا شہر سے باہر اور سوی دشت   لگا کرنے مجنون کے مانند گشت
وزیر پدر کا پسر ایک بار   جسے کہتے تھے ہرمز اہل دیار
نظر پڑ گیا اُسکو یکبارگی   بہ تکلیف و تصدیع و آوارگی
جہاندار دیکھہ اُسکتین خوش ہوا   لگا پوچھنے حال سر تا بپا
کہ ای ہرمز آیا ادھر کسطرح   بیان وجہ کر اسکی ہی جسطرح
کہا تب یہ ہرمز نے بھر کر اک آہ   کہ کیا پوچھتا ہی جہاندار شاہ
مجھے عشق نے بہرہ ور بانو کے   نکالا ہی یکبارگی شہر سے
ہوے مجھکو بارہ برس ابتلک   پہ ابتک نہین دیکھی اُسکی جھلک
کہ شیدا ہی وہ تیرے ہی نام کی   نہین کچھ خبر اُسکو آرام کی
ترے ہی تئین دیکھکر خواب مین   ہمیشہ ہی رہتی تب و تاب مین
کبھو آنے تم کسلئے ہو ادھر   وہ تاج و نگین اپنا سب چھوڑ کر
مگر ہی اُسی کی تمہین بھی تلاش   تمہارے بھی دل پر ہی وہ ہی خراش

جہاندار کو تب وہ مینا کی بات پڑی یاد اور دلمین کی اپنے گھات

کہ بھید اپنا ہرگز نکیجے بیان نہان کو نہ زنہار کیجے عیان

پس اک اور تمہید دل سے بنا بافسوس ہرمز سے کہنے لگا

کہ ہرمز مین کیا اپنی حالت کہون جو گذری ہی مجھپر ملالت کہون

مرا تخت اور تاج لوٹا گیا وہ سب سلطنت راج لوٹا گیا

میں پھرتا ہون بیخانمانون صفت جگر تفتون اور خستہ جانون صفت

مجھے عشق بازی سے کیا کام ہی خیال ایسا مجھ جیسے کو خام ہی

مجھے عشق ہی تو ریاست سے ہی اسی سلطنت اور امارت سے ہی

خدا پھر وہی دیوے تاج و سریر کہ ہون گھر مین جا پھر سکونت پذیر

تھا ہرمز جو آگے سے نکلا ہوا یہہ باور ہوا اسکو پھرتا ہوا

یہہ حال سن کر کے یہہ ماجرا جہاندار شہ سے مرخص ہوا

گیا ہرمز اک طرف کو جس گھڑی جہاندار نے دشت کی راہ لی

لگا دلمین باتین وہ سب کرنے یاد سنی تھی جو ہرمز سے حسب مراد

لگا کہنے بارے ہی شکر خدا کہ مطلوب بھی کچھ ہی طالب مرا

قضارا اسی مین کہین روبرو نظر باغ آیا جہاندار کو

ہوا دیکھتے ہی خوش اسکو کمال اسی طرف کی راہ لی حال حال

گرے جو سمین تا وقفہ اک آدھ روز   ذرا ہوئے تخفیف اندوہ و سوز

* شگفتہ خاطر شدن جہاندار بتاثیر ہوائے باغ معشوق *

جب اُس باغ مین جا کے داخل ہوا   شعف ماندرا دل کو حاصل ہوا
ہر اک گل سے آئی محبت کی بو   محبت کی بو اور الفت کی بو
چمن کے چمن اُسکے دلکش تمام   کرین بلبلین آرزو کے کلام
شگوفے نہین ہر سو مہک عشق کی   جو صبرے اُنہون مین لٹک عشق کی
نسیم و صبا دل کی راحت فزا   موافق طبیعت کے سوج ہوا
درختو کی ہر چھاؤن آرام دل   ہم آرام دل اور ہم دام دل
جہاندار یکبارگی دیکھ کر   شگفتہ ہوا شکل گل برگ تر
وہ غمگین طبیعت کچھ آئی بحال   مصیبت کے فی الجملہ بھولے خیال
مخاطب ہو پھر دل کو بے اختیار   غزل یہہ سنانے لگا ایکبار

* غزل *

دلا اسقدر بے قراری نکر   نکر دمبدم آہ و زاری نکر
ہوا اتنا بے تاب اور بیجا اس   فغان دردسے باری باری نکر
شکیب و تحمل نہ دے ہاتھ سے   بس اتنی بھی بے اختیاری نکر
کریگا کبھی تو خدا کامیاب   عبث ترک امیدواری نکر

نہ وحشت کی ترغیب دے بس مجھے　میرے حق میں یون دوستداری نکو
نہین مجھ مین تاب تالم رہی　مژہ سے لہو اؤ ہو جاری نکو

طپش تو بہی آ گے ہی ماتم زدہ
مصیبت نئی اس پہ ڈاری نکو

یہ ابیات دل کو سنا کر تمام　لگا کرنے طوطی سے یون پہر کلام
کہ اے ای مرے درد غم کی رفیق　رفیق و شفیق و محبت طریق
تو ہی بیکسی مین مری یار ہی　تو ہی ایک یار و فادار ہی
ذرا اولجے تئین میرے مشغول کر　جو بیتہ رہن کہین غم کو تک بہول کر
کسی طرح سے جی بہلتا نہین　کچھ اس جی سے بس میرا چلتا نہین
نظر کر یہ حالت جہانزار کی　وہ طوطی محبت سے کہنے لگی
کہ سن اے جہاندار آشفتہ حال　نلا یاس کے دل مین ہرگز خیال
نہ زنہار لا کچھ سراسیمگی　نہ آنے دے بے تابی و بیخودی
سنبہال اپنے تئین جی کو مضبوط کر　خدا پر رکھ اپنی ہمیشہ نظر
وہ ہی کارساز اور بندہ نواز　اُسی سے بر آوے امید دراز
کسیکو وہ محزون رکھتا نہین　سدا یونہین مغموم رکھتا نہین
بر آتی ہی عالم کی اُسسے امید　وہی سب کرے ہی سیاہ و سفید

کئی داستان اسطرح کی مجھے ہین یاد اُنکو گر مین سناؤن تجھے
تو فی الجملہ ہو تجکو صبر و قرار تصور کرے اپنا ماہیان کا ز
جہاندار نے تب یہ سنکر کہا کہ ای طائر زیرک باوفا
بتا ہے سدا کوئی مجھے داستان کہ ہو شغل خاطر مرا اک زمان
فراموش ہوتن دل سے اندوہ و غم ذرا اسسے تھین مشغول خاطر بہم
لگی کہنے طوطی یہ تب داستان کہ سن ای جہاندار آشفتہ جان

* داستان ملک زادہ شہر فتن *

سنا ہی کہین کوئی شہر فتن زمان سلف مین تھا رشک چمن
ملک زادہ اُس شہر کا تھا حسین نہایت ہی مطبوع اور مہ جبین
ہمیشہ کیا کرتا ماہی شکار رہا کرتا دریا مین لیل و نہار
ہوا اتفاق اسطرح ایکروز کہ دریا مین وہ ماہ عالم فروز
اُسی سیر مین اپنے مشغول تھا کہ یکبارگی اس مین کیا دیکھتا
کہ یک کشتی مطبوع آئی نظر زری بادلے مین مڑھی سربسر
درخشندہ یکسر جواہر کا کام مرصع مذاہب مکلف تمام
وے کوئی ملاح اُس مین عیان یونہین خود بخود آب مین ہی روان
ملک زادہ حیران ہوا دیکھکر کہ یہ کیا طلسمات ہی جادوگر

ناسی مین ہوا اُڑ گیا آشکار کہ پردہ ہوا سے اُٹھا ایکبار
نظر اُس مین محبوب اک پڑ گئی نگہ اِسکی اُسکی بہم لڑ گئی
وہ پردہ بدستور پھر گر پڑا چھلاوا سا یک دم مین جاتا رہا
نہ کشتی رہی اور نہ وہ نازنین چلی گئی یکایک کہین کی کہین
ہوا شاہزادہ نہایت ملول لگا ملنے سر منہہ پہ لے خاک دھول
ہمیشہ جو کرتا تھا ماہی شکار شکار آپ ہی ہو گیا ایک بار
گرا ہو کے بیہوش یکبارگی طبیعت پر آئی اک آوارگی
تڑپنے لگا جان دینے لگا ہوا درد و اندوہ کا مبتلا
ہوئی اِس مین یارونکو اُسکے خبر چلے آئے وحشت زدہ سر بسر
اُٹھا لے گئے گھر مین اُسکے تئین ہوا اک اِس الم سے تھا اندوہگین
لگے پوچھنے اُس سے کہنہ دلکی بات کہ یکبار کیا تجھہ پہ ہوئی واردات
وہ زنہار کچھہ منہہ سے کہتا نہ تھا یونہین بیخود آنہ تھا چپکا پڑا
وزیر پدر کا تھا اُسکے پسر جو طفلی سے تھا اُسکا جان و جگر
کہین کان مین اُسکے پہنچی یہہ بات کہ ہی شاہزادیکی یون ہوا واردات
وہ سنتے ہی بے تاب آیا چلا بہ رشک محبت بہاتا ہوا
لگا کہنے بالین پر آن کر کہ اے شاہ جمجاہ والا گہر

کہا کچھ تو اپنے مجھے دکھ کی بات　　میں آخر ہوں کھیلا ہوا تیرے ساتھ

لڑکپن سے باہم جدائی نہیں　　جدائی کی کوئی بات آئی نہیں

زیادہ جلاتے مری جان و دل　　بکر درد و غم سے مجھے مضمحل

سنا شاہزادے نے جب یہ کلام　　کہی اُس سے روداد اپنی تمام

ملاوے کی اپنے اُسنے دی خبر　　کروں مجھکو مرکوز ہی سر بسر

کہا اُسنے بہتر ہی میں ساتھ ہوں　　تجھے ہاتھ سے کسطرح اپنے دوں

بہم دونو ہو یکدل و یکزبان　　وہاں سے ہوئے سوئے دریا روان

نکل کر گئے شہر سے دور جب　　بسوز و دروں و بدرد و تعب

ہوا پھر یہ سنجوگ آکر عیاں　　کہ دیکھیں وہیں اک شخص آیا دوان

کیا آن کر پاس شہ کو سلام　　کہا شہ نے بتلا ترا کیا ہی نام

کہا اُسنے کیا نام اپنا کہوں　　قدیمی میں ملاح سرکار ہوں

ہوں آگاہ میں اپنے فن کا تمام　　مجھے یاد ہیں سارے دریا کے کام

خصوصاً ہو جیدھر کو کشتی گئی　　نشان و سراغ اُسکے یاد ہیں سبھی

بپاس نمک اب ترا ہوں رفیق　　بجا لاؤں تا بندگی کا طریق

ملک زادہ سنکر اسے خوش ہوا　　عنایت سے ہمراہ اُسکو لیا

چلا جب وہاں سے کئی اک قدم　　تو دیکھا پھر اک پیر فرخندہ دم

یہ سنکر اُسنے بھی مجرا کیا ادا کی بہت حمد و شکر ثنا
کہا مین ہون بندہ سرکار کا ہون آگہ سب اس فن کے اطوار کا
بناؤن وہ کرسی کہ اک آن مین اُڑے لیکے ہر سو بیابان مین
جدھر کا ارادہ کرو اور خیال وہ لے جاے دم مین ہوا کے مثال
رفاقت پہ مین بھی ہون ثابت قدم رہون اس غم و درد مین باہم
ہوا شہ رفاقت سے اُسکی بھی خوش ارادت سے اُسکی نہایت ہی خوش
غرض چارون ہمدرد آپس مین ہو لگے کرنے طی راہ مقصود کو
یکایک ہوا اسمین پھر کیا عیان کہ آیا نظر راہ مین ناگہان
کہ بیٹھا ہی یکطرف کو پیر مرد بدن پر تمامی ملے خاک و گرد
کئی استخوان روبرو گاے کے ہی بیٹھا ہوا پاس اپنے لیئے
ہوا دیکھکر شاہزادہ کھڑا کہ دیکھین یہ اور آگے کرتا ہی کیا
نکال اسمین ابریق سے اُسنے آب پھر اُن استخوانون پہ چھڑکا شتاب
وہین جی اُٹھی گاے اک آن مین لگی چرنے چگنے بیابان مین
نہایت تعجب ہوا شاہ کو گیا بھول سب منزل و راہ کو
لگا دلمین کہنے وہ فرخندہ پے کہ بیشک وہ ہے رہبر یہ خضر ہی
جو مردے کتین یون ہی دیتا جلاے وگرنہ کہین جی یہ کس طرح آے

اثر ہی یہہ سب آب حیوان کا — اشارہ اُسی سے یہہ ہو جان کا
کہا پھر اُسے شہ نے ای پیر مرد — عجب تو تو ہی کوئی عالم مین فرد
بتا خضر ہی یا تو الیاس ہی — جو ایسی کرامت ترے پاس ہی
کہا پیر نے مین ہون مرد غریب — خضر ہو سکون مین کہان یہہ نصیب
کئی قطرے پانی کے ہین میرے پاس — وہی رکھتے ہین زندگی کے اساس
کرامت مری بس وہان ہی تمام — کہان مجھمین ورنہ کرامت کا نام
ہی آبادی یک اس جگہہ سے قریب — زن پیر ہی عابدہ وہان عجیب
پھر یکدخت بھی اُسکی ای نیکذات — نہایت ہی سنجیدہ اُسکی صفات
وہ دو نو اسی گانئے کے شہر سے — بسر کرتے ہین حال و مرزیستکے
کیا شیر نے ضایع اُسکا تئین — وہ غمسے ہوئین دونو اندوہگین
کیا مینے راہ خدا پر یہہ کام — رہے قوت تا اُن کو حاصل مدام
وہ پانی جو چاہو تو حاضر کرون — جو ہمراہ بھی لو تو ہمرہ چلون
کہا شہ نے ای پیر نیکو نہاد — یہہ جو تو ہی کہتا ہی میری مراد
مصیبت مین تو گر مرا ہو رفیق — تو بہتر ہی اور اُسنے کہا ای شفیق
ہوا شاہ کے ساتھ وہ نیکذات — چلے پانچون ملکر بہم ایکسات

* رسیدن ملکزادہ در صحرائے دیو ہلہل نام و کشتن اورا *

کئی منزلین جبکہ طی ہو چکین   بحال خراب و پریشان حزین
تو میدان یک آیا نظر لق و دق   جسے دیکھ ہو سینہ یکبار شق
نہ کوئی آدمی ہی نہ حیوان ہی   عجب طرح کی جائے سنسان ہی
پڑی ریت اُڑتی ہی چارو نطرف   جسے دیکھ کر ہون دل و جان تلف
زمین گرم موج ہوا اُسکی گرم   مس و آہن اُسمین ہون یکبار نرم
کھلا موت کا گویا بازار ہی   عزازیل جسمین خریدار ہی
رفیقون سے شہزادے نے تب کہا   کہ یہ کیسا آیا مکان بلا
کہا پیر نے ای شہ نیک بخت   یہان دیو ہی ایک بد ذات سخت
کہ یک عالم اُسنے کیا ہی خراب   بھلا ہی قدم یہان سے اُٹھے شتاب
ہین ویران سب اطراف کی بستیان   نہین آدمی زاد کا یہان نشان
نظر کیجئے جتنے کوسون تلک   نہین ہین پرندون چرندون تلک
بچا اُسکے چنگل سے کوئی نہین   وہ ہی کر گیا لقمہ سب کسین
مہابت جلالت کہون اُسکی کیا   بیانکے بھی انداز سے ہی سوا
قوی شکل ہی اؤر رہالہان ہی نام   اذیت ہی عالم کی ہی اُسکا کام
سر اُسکا ہی جون گنبد آسمان   پھر آگے کرون شکل کیا مین بیان
کہ ہی خرس اؤر خوک کو جسّے ننگ   ہین خط اُسکے چہرہ پہ ہفتاد رنگ

دہن جیسے آتش سے بھرا ہو تنور ‏ ‏ ہی آواز ہو جیسی آواز صور

غضب سے وہ جب شور کرنے پہ آئے ‏ ‏ زمین لرزے اور آسمان کانپ جائے

کہا شاہزادے نے اُس پیر کو ‏ ‏ کہ کچھ تو کرو ایسی تدبیر کو

کہ جس سے یہہ موذی سے عالم بچے ‏ ‏ ہر یک جانور اور آدم بچے

کہا پیر نے ای شہ کامجو ‏ ‏ سنو اِسطرح سینے اُسکی ہی خو

کہ چالیس دن تک وہ خانہ خراب ‏ ‏ رہا کرتا ہی متصل مست خواب

اُن ایام مین گر کوئی اُسکے پاس ‏ ‏ کسیطرح سے جائے اور بےہراس

ہو ناگاہ اے شتاب ایک زنبور کو ‏ ‏ قفس میں جسے کھینچے وہ زشت خو

تو وہ تو نہین چلا جائے وہ ناک مین ‏ ‏ وہاں جائے بس دم کے دم خاک مین

وہین دم مین اُسکی نکل جائے جان ‏ ‏ ہی تدبیر بس ایک یہی ندان

کہا شہ نے تھا ساتھ وہ جو وزیر ‏ ‏ کہ عقل و خرد مین ہی تو بےنظیر

بجا لاؤ جاکر تمھین اب یہہ کام ‏ ‏ بھلا ہی رہے تک تمھارا بھی نام

بجالا کے آداب اُس دم وزیر ‏ ‏ چلا مستعد ہو کے مانند تیر

گیا اور اُسی طرح لایا بجا ‏ ‏ وہ موذی کو بھیجا بہ تحت الثرا

گیا پھر غلام آن کر شاہ کو ‏ ‏ بیاں کی سب اُس مرحلے کی گفتگو

شہنشاہ سنکر بہت خوش ہوا ‏ ‏ کہا شکر صفا کہ عالم ہوا

چلا پھر وہان کو لئے پیشتر   کرے سیر تا وہ مکان سر بسر
جو پہنچا تو قصر ایک دیکھا بلند   اگے وہم کی بھی نہ جس پر کمند
نہایت ہی شاہانہ تعمیر ہی   طلائی کھنچی سب جگہ تحریر ہی
عقیق اور یاقوت کا سب بنی کام   مرصع ہی جو دیکھا سنگ رخام
درون مین تو کادمنت کے پردے بندھے   پہ ہر تکیے بوسیدہ ہین ہو رہے
دکان سب ہین دولت سرا کے عیان   نہین آدمی کا مگر اک نشان
تحیر سے ہر یکطرف بادشاہ   بافسوس کرتا کھڑا اٹھا نگاہ
کہ اتنے مین یک بار یک نازنین   ہو خجالت زدہ جیسے تصویر چین
کسی در سے فی الفور آئی نکل   لگی کہنے حسرت سے ہاتھونکو مل
کہ ای نوجوان کون ہی تو بتا   ترا کسطرح یہان گذارا ہوا
جو یون بید هڑک آن پہنچا یہان   نہین دلمین کیا تیرے کچھ خوف جان
یہہ مسکن ہی یک دیو بدذات کا   محل ہی تمامی بلیات کا
خدا یہان کسیکو نلاوے کبھی   کسیکو نہ یہہ جا دکھاوے کبھی
ہوا مجھکو فکر اب تری جان کا   کہ کیون کر نکالیگا جیتا خدا
کہا شہ نے سنکر اپنی کہہ واردات   تری اصل مین کیا ہی ذات و صفات
تو انسان ہی یا پری جان ہی   تری ہوتی یہان کیونکہ گذران ہی

لگی رو کے تب کہنے وہ نازنین ❊ کہ ہین کیا کہوں اپنا حال حزین
مرے باپ کا تھا یہاں تخت و تاج ❊ ریاست اُسی کی اُسی کا تھا راج
اسی دیو نے ست یہ ویران کیا ❊ قلمرو کو یکسر بیابان کیا
فقط ایک باقی رکھا ہی مجھے ❊ سو اِس بند مین لا کیا ہی مجھے
کہا شہ نے لے خوش ہو پائی مراد ❊ کہ ہم مار آیا ہین وہ دیوزاد
چل اب ساتھ میرے یہان سے نکل ❊ کہ باقی رہا اب نہ مطلق خلل
وہ سنتے ہی خوش ہو یہ فی الفور بات ❊ نکل کر چلی شاہ کے ساتھ سات
ہوئے جب کہ طی کتنے شام و سحر ❊ تو یک شہر مطبوع آیا نظر
صفائی عمارات کی سو بسو ❊ دوکانین جھلکتین ہوئین کو بکو
لبالب بھرین مال و اموال سے ❊ جواہر سے کمخواب سے شال سے
ولے کوئی اُس مین نہ انسان ہی ❊ نہ انسان ہی اور نہ حیوان ہی
ملک زادہ کو بس تعجب ہوا ❊ پھر اور اُس مین آگے ہی کیا دیکھتا
کہ ناگہہ جو بائی سے آئی نظر ❊ لگی کرنے ماتم وہ رشک قمر
کہا شہ نے ماتم کا یہان کیا سبب ❊ جو دیکھا اسکو شیون تو کرتی ہی اب
کہا اُسنے رو کر کہ ای بادشاہ ❊ یہان تھا پدر میرا با عز و جاہ
محل تھا اُسیکا یہ عشرت سرا ❊ جو ہو کا مقام اِس طرح ہو گیا

کسی وقت مین تھا ایہہ باغ و بہار　مجھے یاد آئی وہ لیل و نہار
پھر اوس رنگ مکان مین ہوا جو گذر　تو اعجوبہ اور اُسے آیا نظر
کہ مردہ سا ایکطرف دالان مین　ہی کوئی لباس شہیدان مین
وہ گھر و نے پھر اُسپہ ماتم کیا　گریبان کیا چاک اور غم کیا
کہا شاہ نے کر اُسے بھی بیان　کہ ہی کون مردہ پڑا ایہہ جوان
کہا نازنین نے کہ ای شہریار　یہی میرا شوہر ہی رنگین عذار
اِسیکی ازل سے ہین ناموس ہون　جواب اِسکے جینے سے مایوس ہون
منوچہر ہی نام اِس شاہ کا　کہ مظلوم ہی ظلم ناگاہ کا
قیاسا ہی معلوم ہوتا مجھے　کہ ہی آج کل ہی مین مارا اِسے
نہ تھا پاس از بسکہ اِسکے کوئی　اکیلی رہی لاش اِسکی پڑی
نہ گور و کفن بھی کسی نے دیا　ہی جیسے کا تیسا یہہ وہین پڑا
یہہ احوال معلوم کر بالو شاہ　لگا کہنے افسوس سے آہ آہ
پھر اُس پیر سے شاہ نے تب کہا　کر اب کچھ کرو کام راہ خدا
اُسی آب حیوان کے قطرے کئی　چھڑک اُسپہ وہ بادہ تازہ گی
بجا لایا سنکر وہ پیر زمان　منوچہر کھول آنکھ اُٹھا ناگہان
لگا کہنے کیون نازنین کس لئے　جگایا مجھے یک بیک نیند سے

کہا نازنین نے کہ بس اے حبیب — ہو دشمن کو یہ اس طرح کی نصیب
حقیقت جو تھی پھر وہ سب کی بیان — سنی پھر تب سبنکے ہو شادمان
گرا پاؤں پہ شاہ کے ایکبار — لگا عجز سے کہنے رو زار زار
کہ ہوں آج سے شاہ کا میں غلام — رہا میری گردن پہ احسان مدام
کہا پھر پری رو نے بھی شہریار — یہ بندی تری یوں ہی امیدوار
کہ تک چند مجھ پر عنایت کرو — مرے غم کدہ میں اقامت کرو
کہ تا خدمتیں کچھ بجا لاؤں میں — کنیزی کے آداب دکھلاؤں میں
اور اپنی بھی روداد کیجے بیان — کہ آنکلے تم کسطرح سے یہاں
ہے کس چیز کی آپ کو جستجو — بھلا میں بھی ڈھونڈھوں اُسے سو بسو
کہا شاہ نے تب کہ اے نازنین — جو کچھ مدعا ہے مرے دلنشین
سراغ اُسکا کسطرح تو پا سکے — کہاں لا کے تو مجکو دکھلا سکے
نہ ہو مطلقا جسکا نام و نشان — بھلا اب اُسے کیا کروں میں بیان
غرض جبکہ تکرار باہم ہوا — تو لاچار شہ نے کہا ماجرا
دیا تب پری رو نے ہنسکر جواب — کہ خوب اتنا بھی مت کرو اضطراب
خدا پر رکھو دھیان صبح و مسا — کہ ہے وہ ہی ہر ایک کا حاجت روا
یہ کہہ کر بلائی پھر ایک پیرزن — کہ ہر طور کا جسکو تھا یاد فن

سلے آوے فلک پر ہمیں تارونکو توڑ ہزارون کرے آن مین توڑ جوڑ

کہی اُسکو تنہا باتفاصیل یہہ بات ہوئی تھی جو کچھ شاہ پروارداتے

پتے جسقدر تھے سبے شاہ سے مفصل جو ہ سمجھاکے اُسکو کہے

سنی پیرزن نے حکایت تمام کہا خوب ہی مین کرونگی یہہ کام

یہہ کہہ کر پری رو سے رخصت ہوئی نگر در نگر کھوج لیتی چلی

پس از چند مدت ہوا ایکبار کسی شہر مین جا کے اُسکا گذار

ہوا اُسکو معلوم وہان اِسقدر کہ شہزادی ہے یہان ہی رشک قمر

زبس رکھتی ہی لااُوبالی مزاج ہی نت سیر دریا پہ اُسکی مزاج

ہی کشتی کی کرتی سواری سدا ہی پانی مین پھرتی صباح و مسا

زبس مہر سے ہی لبالب تمام ہوا ایسے مہربانو ہی نام

یہہ معلوم کر پیرزن نے صفات کہا دلمین اپنے کہ ہی وہ ہی بات

ہزارون کئیے شکر پروردگار کہ بارے ہوئی کچھ تو امیدوار

کی پھولونکی اُس شہر مین پھر دوکان بنانے لگی ہار گجرے وہان

ہی مہربانو کی مالن سے جا محبت کا ربط اُسنے پیدا کیا

کہا بعد چندے اُسے ای بہن مجھے بھی ہی کچھ یاد مالن کا فن

کہے تو تو ہمرا ہ مین بھی چلون کئی نذر مین ہار دیگر ملون

کیا بارے ہر طرح اُس نے قبول　　گئی ساتھ لے اُسکے اقسام پھول

جو ہین مہر بانو کا دیکھا جمال　　لگی دلمین کہنے کہ یا ذوالجلال

ہی دنیا مین ایسی بھی صنعت تری　　یہہ صنعت تری اور یہہ قدرت تری

غرض جو کہ لڑکی تھی گذران کر　　ہوئی رخصت اور گھر مین پھر آنکر

دو کان کتئین وو ہین تجبہ کیا　　شتابی سے ادھر کا رستہ لیا

پس از چند مدت کے آکر ملی　　برو برو سے روداد ساری کہی

مائی زادے کتئین بھی دی تہنیت　　کہ خوش ہو بس اب جیمین غم کھاؤ مت

خدا نے تجھکا نہ ملا پایا مجھے　　پھر اُسکو بھی آنکھون دکھایا مجھے

کہون کیا نہ اوسان میرے رہے　　کہے جو تو ہی حق بجانب ترے

سنا شاہ نے جبکہ یہہ ماجرا　　کیا سجدۂ شکر اور خوش ہوا

کہ بارے ملا یار کا کچھ نشان　　تن مردہ مین آئی فی الفور جان

پھر آگے ہوا کیا پس از چند روز　　کہ یکروز وہ شاہ عالم فروز

گیا صید گاہی کتئین صبحگاہ　　لب آب با درد و اندوہ و آہ

کسی طرف پہینکا جو پانی مین شست　　تو مچھلی نے کی اُسمین یکبار جست

شہنشاہ نے خوش ہو پکڑا اُسے　　پھر آگھر کتئین وو نہین یار لے

بلا آکے باورچیون کو شتاب　　کہ کر لاؤ جلد اسکے کباب

شکم جبکہ مچھلی کا چیرا گیا   تو پازیب اُس مین سے یک بے بہا
مرصع جواہر کی نکلی تمام   کہ تھا لعل و یاقوت کا اُسپہ کام
شہنشاہ کو لا دکھایا اُسے   تحیر مین سب دیکھ کر رہ گئے
لگا پوچھنے شاہ مچھلی نمط   نہوتا تھا غم دل سے ہرگز غلط
کہا اِتنے مین اُس پیرزن کو بلا   دکھائی وہ پازیب اور یہ کہا
کہ نانا بتا کیا یہ اِسرار ہی   مرا جان و دل اِسّے افگار ہی
کہا پیرزن نے کہ ای شہریار   یہ جائے خوشی ہی نکر اضطرار
خدا نے تیرے دل کا مقصد دیا   یقین ہی کہ سب کام تیرا کیا
یہ پازیب ہی مدعا لے دلیاں   چل اب کوچ کر یہانسے مت کر تو ڈھیاں
کہ شاید ملے اِسکا پایان کہین   میسر ہو دیدار جانان کہین

* کوچ کردن مالک زادہ از شہر بود باش *

* در رسیدن بدیار مہربانو ہمراہ پیرزن *

کیا کوچ اُس شہر سے شاہ نے   کہ بخشا سراغ ایسا اللہ نے
ہوئی پھر وہی پیرزن شہ کے ساتھہ   پھر آگے سنو کیا ہوئی واردات
کہ لائی اُسی شہر مین شاہ کو   جہان دیکھ کر گئی تھی اُس ماہ کو
کسی باغ مین جا اُتارا اُسے   تسلی کا دیکر سہارا اُسے

گئی شہر مین اپنی دوکان پر　　جہان آگے رہتی تھی شام و سحر
بنی وو ہی مالن پھر اگلی طرح　　لگی بیچنے پھول وو ہی طرح
ملاقات پھر اپنی مالن سے کی　　نئے سر سے پھر گرم کی دوستی
بنا ایک ان گہنے پھولونکے ہار　　مقیش و زری کے لگا اُس مین تار
کہا اُس سے ای مادر حق شناس　　مجھے پھر لیجا مہر بانو کے پاس
کہ پھر تیری دولت سے دیکھون اُسے　　کئی ہار پھر نذر دیئن دون اُسے
کہا اُس نے سنتی ہی میری بہن　　کہون تجھ سے کیا مین وہانکا سخن
کئی دن سے ہی شاہزادی غمین　　گئی تھی وہ دریا نہانے کہین
عجب طرح کی بات کچھ ہو گئی　　کہ پازیب اُسکی وہان گر پڑی
وہ اُسکے لئیے کب سے مغموم ہی　　مجھے اُسکی تشویش معلوم ہی
اگر کتنے دن تو توقف کرے　　تو لیجاؤن مین ساتھ اپنے تجھے
یہ سنتے ہی بس پیرزن ایکبار　　ہوئی خورم و شاد جون نوبہار
چلی آئی فی الفور پھر شاہ پاس　　کہا لے شہنشہ ملی تیری آس
یہ پازیب ہی تیرے ہی یار کی　　اُسی نازنین و طرحدار کی
ولے اب سنو آگے تم مجھ سے بات　　کہ لیکر بس اپنے رفیقون کو ساتھ
یہان سے رہو جا کے تب دور تر　　جہان غیر کا ہو نہ ہرگز گذر

پھر اپنے اُسی پیر سے یہہ کہو — کہ لیکر اُسی آب حیوان کو
ملے جا پدر سے وہ دلدار کے — کہے پھر یہہ حرف اُسے اسرار کے
کہ بھیجا خضر نے ہی مجھکو یہان — ترے پاس اے شہریار زمان
بفرط عنایات و لطف دلی — کیا ہی یہہ ساتھ اُسکے پیغام بھی
کہ از بس خدا کا ہی تجھپر کرم — عطا اُسکی تجھپر جو ہی دمبدم
سو عقد اب تری دخت دلخواہ کا — ہی یک نوجوان ساتھ باندھا گیا
وہ پازیب اُسکو عنایت ہوئی — جو دریا مین تھی پانون سے گر پڑی
اگر تیرے پاس آئے وہ نوجوان — تو دیکھ اُسکو تو دل مین ہو شادمان
پھر اپنی وہ دختر اُسے بیاہ دے — جو رب تیرے مقصود اسکو دے
نشانی بھی دی ہی یہہ آب حیات — کہ تا دل کو تیرے یقین سب ہو بات
شہنشہ یہہ سن پیر زن کا بیان — اُٹھا دفعتہ خورم و شادمان
رفیقون کو اپنے لئے ساتھ ساتھ — اور اُس پیر کو بھی جو تھا نیکذات
گیا دور اُس باغ سے جا مقام — پھر اُس پیر سے سب کہا وہ کلام
وہ پیر خردمند روشن قیاس — گیا والد مہربانو کے پاس
جو سیکھا تھا اُسکو سنایا تمام — ادا کر چکا جب کہ یکسر پیام
کہا باپ نے مہربانو کے تب — کہ قسمت پرائی ہی مجھکو عجب

کہاں ایسے بخت اور طالع مرے   جو خضر ایسا پیغام مجھسے کرے
تب اُس پیر نے آبحیوان نکال   رکھا روبرو شاہ کے حال حال
کہا ہو نہ باور اے شاہ زمان   تو حاضر ہی کر لیجئے امتحان
شہنشہ نے مچھلی منگائی کوئی   جو تھی کب کی سوکھی ہوئی مر رہی
وہین پیر نے اُسپر اک قطرہ آب   چوایا وہین جی اُٹھی وہ شتاب
ہوئی اہل مجلس کو حیرت تمام   ہوا خوش شہنشاہ عالیمقام
قدم پر گرا پیر کے دفعتن   عقیدہ سے کرنے لگا یہہ سخن
تو بیشک ہی بھیجا ہوا خضر کا   بس اب کچھ نہ شک مجکو باقی رہا
کہا پیر نے بس مین رخصت ہوا   زیادہ نہین مجکو رہنا بھلا
فقیرون کو دنیا سے کیا کام ہی   کہ دنیا کا دار فنا نام ہی
یہہ کہہ کر مرخص ہوا بس شتاب   یہان آن پہنچا بصد اضطراب
کہا آکے یہہ ماجرا شاہ کو   کہ پاتے ہو تم اپنی اب ماہ کو
لئی دن کے پیچھے شہنشاہ تب   گیا شہر مین پھر بعیش و طرب
اُسی باغ مین پھر کیا جا مقام   جہان رہ چکا تھا کئی صبح و شام
کیا شہ سے پیغام پھر ایکبار   کہ آیا فتن کا ہون مین شہر یار
مجھے خواب مین ہی بشارت ہوئی   بشارت ہوئی یہہ اشارت ہوئی

کہ جا سیر کو صبح دریا کنار　　قوی مچھلی اک ہوگی تہری شکار
تو اُسکے شکم کو تین چیر کر　　نکال ایک پازیب لعل و گہر
فلانا جو ہی شاہ عالی جناب　　دے بھیجا کر اُسکو تین بس شتاب
سو لیکر وہ پازیب آیا ہوں یہان　　کہ تا سونپ دون یہ امانت گران
کہو جسکو اُسکے حوالے کرون　　شتاب اپنے پھر شہر کی راہ لون
یہ پیغام سنکر کہا شاہ نے　　شہ واقف رمز آگاہ نے
کہ آگے ہی مجکو ہے اُسکی خبر　　ہوں کب کا مین یہ سن چکا مردھر
یہان آکے پہنچا تھا اک مرد پیر　　جو شان کرامت مین تھا بے نظیر
جلاتا تھا مردے کو عیسی نمط　　تھا اعجاز اُسکا مسیحا نمط
سکندر نہ پایا جو آب حیات　　ہور کھتا تھا وہ پیر مرد اپنے ساتھ
خضر نے وہ بھیجا تھا اپنا نشان　　یہ پیغام ہی کر گیا وہ بیان
اُسی روز سے مجکو منظور ہی　　اُسی روز سے میرے محظور ہی
کہ فرزندی اپنی مین تمکو لون　　یہ تاج و نگین سب تمھین سونپ دون
شتابی نکیجے بس اب اسقدر　　اقامت ہی چندے تمھین خوبتر
ملک زادہ سن شہ کے پیغام کو　　کہا دل کو خوش ہو دل کام جو
تو ملتا ہی اب اپنے مطلوب سے　　وہ مطلوب سے اور وہ محبوب سے

پدر مہر بانو کا پھر ایک بار — محل میں گیا اپنے خوش ہو کے شہیار
لگا چرچے شادی کا کرنے بیان — سب اہل محل ہو گئے شادمان
پھر اُسکی خبر سنکے مالن کے پاس — گئی پیرزن بھی وہ روشن قیاس
کہا اُسنے مالن سے کیدھر تھی تو — کہ تیری مجھے کب سے تھی جستجو
چلی اب شاہزادی کے تئیں ہی خوشی — ملی اُسسے جو تو اُسکی مشتاق تھی
گئی ساتھ مالن کے جو پیرزن — پھر آنا سونے دیکھی وہ رشک چمن
دکھے سبھا منے نذر پھولوں کے ہار — تصدق ہوئی جی سے بے اختیار
ہو خوش مہر بانو یہہ کہنے لگی — کہ ماما تو اب تک تھی کیدھر رہی
بھلی صورت اپنی دکھاتی ہی تو — کہ سو سو برس بعد آتی ہی تو
کہا پیرزن نے میں صدقے گئی — ہی مہربانی میرا یہہ کم بخت جی
کبھی یہاں کبھی وہاں ہوں پھرتی پڑی — کہ کٹ جائے دو روز کی زندگی
ہی آیا ترے باغ میں یک جوان — سجیلا چھبیلا پر از عز و شان
وجاہت میں یوسف کے مانند ہی — صباحت میں تو سے بھی دہ چند ہی
جہاں ایک اُمڈ آہی دیدار کو — کرو دیکھیں تک اُس ماہ رخسار کو
سو میں بھی اُسے دیکھنے تھی گئی — اسی واسطے دیر مجکو ہوئی
یہہ سن شاہزادی گئی مسکرا — کئے نیچے آنکھیں بشرم و حیا

سمجھ گئی کہ وہ وہی خریدار ہی وہی جان و دل و وہی دلدار ہی
غرض پیرزن اُس سے رخصت ہوئی پھر آ شاہ سے سب حقیقت کہی
کہ لے آج بھی تیری دلہن کنئیں سمن کنئیں نسترن کنئیں
بخوبی ملی جا کے ہوئی ہم کلام سنائی تری بھی وجاہت تمام
تبسم جو اُسنے کچھ اُسپر کیا مزا اُس تبسم کا مینے لیا
بس اب خوش ہو کر شکر پروردگار کہ فصل خزان گئی اب آئی بہار
ملک زادہ سنکر ہوا شاد شاد کہ دی حق تعالی نے بارے مراد

مجلس عروسی و دامادی ملک زادہ و مہربانو

سنو آگے تم اب اُدھر کا بیان پدر مہربانو کا ہو شادمان
اُٹھا لی ہوالی سے اپنے کہا کہ نقار خانے مین دو حکم جا
کہ نوبت دھرین آج سے بیاہ کی کہ شادی ہی اُس غیرت ماہ کی
محل مین بھی ہیون گاینین جو تمام مچاوین بدھاؤنکی اب دھوم دھام
کہو شہر کو یکسر آئینہ بند کہ دے روشنی لطف جتنے دوچند
امیرونکو تورے بانٹین رنگ رنگ شتابی کرو بس نہو وے درنگ
زری بادلے کے بچھین فرش سب لگا من کے خلعت ہون تیار اب
صندقچے جواہر کے بھی وا کرو جو مطلوب ہی سب مہیا کرو

جب ارکان دولت یہ لائے بجا ۔ اور اسباب سب کچھ مہیا ہوا
تو پہنچا ملک زادے کو پھر پیام ۔ کہ اے شاہ فرخندہ والا مقام
معین ہی اب ساعت سعد کل ۔ بس اب کل کرو روشن آکر محل
جلوس و تزک کا جو سامان تھا ۔ وہ سب کچھ ادھر سے روانہ کیا
ملک زادہ بس وقت موعود پر ۔ رفیقون کو تین اپنے سب جمع کر
براتی ہر اک کو بخوبی بنا ۔ بنا آپ دولھا بناز و ادا
گیا دھوم سے اور بڑے اوج سے ۔ اسی لاؤ لشکر اسی فوج سے
اٹھے بہر تعظیم امیر و وزیر ۔ گئے آگے لینے صغیر و کبیر
لگی تھی جہان مسند زرنگار ۔ بٹھایا وہان لا کے با اقتدار
لگین ناچنے اٹھ کے انداز سے ۔ طوایف جو تھین پھر رہین ناز سے
گھڑی چار باقی رہی جبکہ رات ۔ تو صیغہ کو پڑھ مہر بانو کے سات
گئے خوچے لیکر محل مین شتاب ۔ وہان کی کہون آگے کیا آب و تاب
بہ صد عظمت مسند پہ رکھا قدم ۔ ہوا برطرف دل سے اندوہ و غم
چھپی ہوئی بالائین کہین لیتی بہاس ۔ کہین سمدھنین پھر رہین آس پاس
کسیطرف کو گھاٹون کا ہجوم ۔ کسیطرف تونے حلوئیکی دھوم
دلہن کو بٹھایا جو پھر لا کے پاس ۔ عجب طرح کی مہکی اسوقت باس

نہ ہو اُسپر صدقے سو بوئے گل   کہاں گل نے پائی یہ بو باس کل

پھر اِس مین جو شربت کا چرچا ہوا   مزا اور ہی کچھ دو بالا ہوا

پڑے پھر گلو مین جو پھولونکے ہار   مبارک سلامت مچی ایکبار

گھڑی ایک دو جب رہی باقی رات   تو رخصت کی پھر آن کر ٹھہری بات

اُٹھا گود مین اپنی دلہن کو تئین   ملک زادہ نکلا محل سے وہین

بجاتا ہوا نوبتین شان سے   رہا پھر آسی باغ مین آن کے

جہیزون کے سامان کو کیا کہون   کہان تک کہانی کو تئین طول دون

ہر یک لعل تھا مملکت کا خراج   جو لایا وہ زیبندۂ تخت و تاج

غرض بعد چوتھی کے پھر چند روز   لگا کہنے وہ شاہ عالم فروز

کہ بہتر ہی اپنے پھرون شہر کو   لئے ایسی زیبندۂ دہر کو

پدر مہربانو کا راضی ہوا   بناچار جون تون مرخص کیا

* برجستن ہوشنگ از کمین گاہ *

* تدبیر و بدست آوردن مہربانو *

اب آگے ہی اِس نقل کا یون بیان   بیان اِسطرح ہی رکھے داستان

کہ شہزادہ تھا کوئی ہوشنگ نام   جو تھا مہربانو کا عاشق تمام

تمنا وصلت کا اُسکی وہ امیدوار   اِس امید مین تھا وہ لیل و نہار

خبر سنتے ہی اُسنے اِس بیاہ کی بصد حسرت وہ رونے لگی
ملا پیرزن ایک فطرت بھری کہ تھی یاد جسکو صد افسون گری
کہا اُسکو گر تیری تدبیر سے اگر مہر بانو مجھے اب ملے
تو بندوں گا بندہ رہوں گا ترا سراسر خریدہ رہوں گا ترا
کرونگا نہایت ہی تجھسے سلوک کر اب کچھ تو تدبیر ہرگز نہ چوک
کہا اُسنے واری نہ کر فکر تو ملادونگی تجھسے میں وہ ماہ رو
یہہ کہتے ہی بس اُسطرف کو گئی جدھر مہر بانو نے تھی راہ لی
جدھر خیمہ تھا اور وہ اُتری برات وہاں جا یہہ پہنچی رذیل الصفات
در خیمہ پر جا کے رونے لگی نہ رونے لگی جان کھونے لگی
کہا میں دوا مہر بانو کی ہوں جلی زم اکیلی میں کیونکر رہوں
پری ہوگو میں تھی وہ برسوں پلی تر الین سے مجھسے ہلی اور ملی
جدائی نہیں اُسکی مجکو قبول فراق اُسکا مجھکو رکھیگا ملول
خبر سب نے کی مہر بانو کو جا کہ در پر کھڑی ہی تمہاری دوا
یہہ کچھ حال اپنا وہ ہی کر رہی کہ حالت پر اُسکے ہمین روتے سبھی
ہوئی مہر بانو کو حیرت تمام کہا جا کے پوچھو ہی کیا اُسکا نام
پھر آ بھی کہا آنے دو روبرو میں کرلونگی سب آپ ہی گفتگو

اگر ڈھونڈ کر وہ بڑی اُسکو لے آئے سب — تو فورا اِدھر کی رغبت اُسنے غضب
[illegible] بھول گئی پوچھنا نام کا — نہ ہرگز خیال اُسکا مطلق رہا
کہا مہربانو نے دل میں یہی — کہ بچپن کی ہوگی دوا کوئی مری
بجز پالنے کے یہ اُلفت ہے کب — کہاں غیر کو ہو یہ تاب و تعب
غرض اہل خدمت میں شامل ہوئی — ہر یک طور سے رہنے سہنے لگی
سنو کیا قضا آگے کرتی ہی کام — کہ منزل میں یکدو ہوے وہان مقام
ملک زادہ نکلا برائے شکار — وہیں ہو یہ بدبخت آگاہ کار
خبر بھیجی ہوشنگ کو دفعتن — کہ بس آ شتابی اے شاہ زمن
دگر ڈھیل کچھ اِس میں لاویگا تو — تو مقصود اپنا نپاویگا تو
وہ آگے ہی جو تھا لگا گھات میں — بدل مستعد تھا اِسی بات میں
وہیں ایک کشتی پہ ہوکر سوار — شتابی سے حاضر ہوا ایکبار
یہ سنتے ہی عیار فطرت بھری — خوزادی سے جا اپنی کہنے لگی
کہ واری ملک زادہ نے راہ سے — بہت پیار سے اور بہت چاہ سے
بلایا ہی تمکو بسیر شکار — کہ تم بھی صحرا کی دیکھو بہار
ہی خیمہ لب آب و کشتی لگی — سواری کی خاطر جو ہی بھیج دی
ہوا مہربانو کے دل میں یقین — کہ شاید بلایا ہو سچ میرے تئین

یہ سنکر جو دل پر گزری ایکبار   گیا دو ہیں ہوشنگ سے پھر ہوا

اڑی دفعتہ کشتی پھر اسطرح   کہ تخت سلیمان اڑ رہے جسطرح

ہوئے سیکڑوں کوس طی جسگھڑی   تو ہوشنگ نے پھر حقیقت کہی

کہ یوں تیرا بچپن سے شیدا تھا مین   ترا نام لے لے کے جیتا تھا مین

طلبگار وصلت تھا تیرا سدا   اسی امید پر ہی تھا جیتا سدا

کہ تو ایکدن مجھکو ہوگی نصیب   پہ اب جوگا رہنے مین بے نصیب

ہوئی سو اسطے مین یہ تدبیر کی   پہ صد شکر الفت نے تاثیر کی

کہ دی حق تعالی نے میری مراد   ملے اسطرح کب کسی کی مراد

ہوئی مہربانو کو حیرت تمام   کہ یہ کیا قضا نے کیا اپنا کام

ولیکن تھی از بس نبت ذی شعور   ملا حال کہا اُسنے یون بالضرور

کہ مجھکو بھی تھی تیری ہی جستجو   تری وصل ہی کی تھی بس آرزو

ترا نام سن سن کے بیتاب تھی   شب و روز مانند سیماب تھی

ولے مارے شرم و حیا کے ذرا   نہ کہہ سکتی تھی آپ مین برملا

بحمد اللہ بارے خدا نے مجھے   بہر طور اب تو دکھایا تجھے

بس اسکی مین نے جو مانی تھی نیاز   کہ دن ایسا پہنچائے جب کارساز

تو مین بیس دن تک عبادت کرون   عبادت کرون اور طاعت کرون

نہ حجرے سے باہر نکالوں قدم نہ بیٹھوں ترے پاس ہو کر بہم
یہ سب کچھ ادا کر چکوں جس گھڑی تو پھر آ گئے جو ہوے مرضی تری
کہا شاہ ہوشنگ نے خوب ہے مجھے تیری خوشنودی مطلوب ہے
یہ چالیس دن بھی گذر جائینگے مزا پھر تو ہر طرح ہم پائینگے
یہ کہہ کر کیا ایک حجرہ جدا لگی رہنے واں مہر بانو سدا

* آگاہ شدن ملک زادہ ازین بلای ناگہانی *

* ورسانیدن خودرا بعبادتگاہ مہربانو *

سنو اب ملک زادے کی واردات کہ اکر سنی جب یہ خیمے میں بات
ہوا دفعتہ بے قرار و ملول لگا ملنے منہہ کے اوپر خاک دھول
کیا ناصبوری سے اپنا یہ حال کہ مرنے کا گذرا سبھوں کو خیال
رفیقوں نے تب بیٹھ کر عرض کی کہ اتنی بھی لازم نہیں بیخودی
ذرا کیجئے ضبط اپنے تئیں مصیبت پڑی ہے نہ کھوئیے تئیں
ولے عقل و تدبیر سے سارے کام پھر آخر کو پاتے ہیں انصرام
کہا آج دن ہی ترے کام کا کرے فکر تا تو اس انجام کا
کہا اس نے بس حکم کی دیر تھی مجھے اب نہیں ہے توقف ذری
یہ کہہ اور وہیں جا لب آب پر ہر ایک موج کی شکل کر کر نظر

بنایا گر ایدھر ہی کشتی گئی — اور اُسکو گئے اتنی مدت ہوئی
شاہزادہ نے لی تب اُدھر کی راہ — بجان غمی و بحال تباہ
پھر آخر کتین جا کے پہنچا وہان — عبادت مین تھی مہر بانو جہان
لگا پوچھنے کسکی ہیگی یہہ جا — یہہ کسکا محل کسکی دولت سرا
نگہبان کرنے لگے تب بیان — کہ یہہ مہر بانو کا ہیگا مکان
مانی ہی جو کچھ دلکی اُسکے مراد — سو کرتی ہی وہ یاد رب العباد
ہی چلّے مین بیٹھی کئی روز سے — نہین نکلی باہر اُسی روز سے
سنا جب یہہ کچھ شاہ نے ایکبار — تو دل مین کیا شکر پروردگار
کہ بارے یہان تک تو لایا خدا — وہی دیگا باقی ہی جو مدّعا
ہوئی مہر بانو کے تئین بھی خبر — کہ آئے ہین کتنے مسافر ادھر
جہان گرد و سیّاح سے ہین تمام — فقیرانہ ہین کاٹتے صبح و شام
سمجھ گئی کہ عیّار ہی یہہ وہی — جگہہ جن نے جسکے لئے ہی یہہ لی
بلا پھر شہنشاہ نجار کو — رفاقت مین تھا جو کہ مدت سے وہ
کہا تو دکھا آج اپنا ہنر — کہا اُسنے حاضر ہون مین حکم پر
کیا اُسنے تیار تخت روان — اُسی اپنی صنعت کا باعظم و شان
کہا شاہ نے پھر رفیقون سے تب — کہ گذرے سے آج کی گذرے شب

تو کل مہربانو کو لیکر چلوں　　شتابی سے اپنے وطن کو پھروں

قضارا وہی خانہ کی تھی رات　　کہ منہہ پر تھی ہوشنگ کے بھی بات

کہ کل مہربانو سے پاؤنگا وصال　　بس اب جا چکا سب مرا ہجر و فصال

غرض جب ہوئی شب ملکزادہ تب　　رفیقوں کو تئیں جمع کر اپنے سب

ہوا تخت پر آکے اپنے سوار　　یکایک گیا جا محل میں گذار

اٹھا مہربانو کو تئیں اپنے ساتھہ　　اور اُس پیرزن کو بھی لے ہاتھوں ہاتھہ

چھلاوا ہوا اوج ہوا پر اُڑا　　ہراہاں زمیں کو دکھائی دیا

ہوئی جب کہ ہوشنگ کو یہہ خبر　　گئے ہوش اور گم کئے پاؤ سر

کہا چوکیداروں کو ماریں تفنگ　　شتابی کریں مت کریں بس درنگ

ہزاروں لگیں گولیاں چلنے جب　　مر پیرزن کا تکمہ شبہ نے تب

زمیں پر دیا پھینک یکبارگی　　نگاہ اُسپہ ہوشنگ کی جو پڑی

یقین تب ہوا دلمیں اُسکے تمام　　کہ تھا سب ملکزادہ ہی کا یہہ کام

غرض جب یہہ مقصود اور مدعا　　ملکزادہ کو تئیں خدا نے دیا

وطن کی شتابی سے پھر راہ لی　　کہیں راہ میں ڈھیل مطلق نہ کی

ہوا جا قدمبوس ماباپ کے　　مصاحب جو گذرے تھے یکسر کہے

ملی روشنی اُنکی آنکھوں کو تئیں　　غم و درد بھولے کہیں و مہیں

نئے سر سے عشرت ہوئی شہر مین   ہراک سو بشاشت ہوئی شہر مین
رفیقون کتنین بخشے لعل و گہر   غریبون فقیرون کتنین مال و زر
وہی لاؤ لشکر وہی سلطنت   وہی عظم شان اور وہی تمکنت
ہوئی جس طرح سے انھونکی مراد   کرے حق یونہین سبکو مسرور و شاد

* داستان شاہزادہ بہرام و زہرہ دختر وزیر *

سنو اور دلچسپ اک داستان   عجیب و غریب و ملیح البیان
کہ بنگالہ مین کوئی تھا بادشاہ   نہایت ہی با ثروت و عز و جاہ
خدا نے جو فرزند اُسکو دیا   تو نام اُسکا بہرام اُسنے رکھا
نہایت حسین اور صاحب جمال   وجاہت کے عالم مین تھا بیمثال
پھر اُس سلطنت کا جو تھا اک وزیر   ہوئی اُسکے بھی دختر بے نظیر
رکھا زہرہ اُسنے بھی دختر کا نام   کہ تھی برج خوبی کی ماہ تمام
جب ایام دونونکے مکتب کے آئے   تو بس ایکجا گھر ہی پڑھنے بٹھائے
لگے قاعدے لیکے پڑھنے بہم   جدائی نہ دونو مین تھی کوئی دم
محبت لگی بڑھنے جانی سدا   تعشق کا ہونا چلا مرتبا
پھر اسمین جب آپہنچے لڑکپن کے دن   کہ بارہ برس کے ہوئے دونو سن
تو باہم ہوئین اور ہی خواہشین   دلونکی ہوئین اور فرمائشین

لگیں چشمکیں چلنے انداز کی   لگے بولیاں بولنے ناز کی

بچھوڑا نہ یک آن باہم رہے   جدائی نہ مطلق کسی دم رہے

ہوا سب یہہ معلوم آخر یہی   کہ باہم ہی معشوقی و عاشقی

ہوئی جب کہ ماباپ کو یہہ خبر   تو قدغن کی رو سے کہا شور کر

کہ زہرہ نہ مکتب میں آیا کرے   محل میں ہی آ تو پڑھایا کرے

ہوا ناگہانی جو ترک وصال   تو دونو طرف زندگی ہوئی محال

ہر اک جان کو اپنی کھویا کرے   سبق کے بہانے سے رویا کرے

پڑا جھانکنے تاکنے سے جو کام   لگا اسکا چرچا بھی ہونے تمام

ہر اک وقت بہرام کے باپ سے   یہی ذکر سب لوگ کرنے لگے

کہ شہزادہ مجنوں ہی ہوتا چلا   نہیں ہوش میں مطلق اپنے رہا

خلایق ملامت ہی کرتی اُسے   رعیت شماتت ہی کرتی اُسے

پدر سنکے بہرام کا ہو خفا   لگا کہنے اب اسکا رہنا بھی کیا

نہیں چاہتا ہوں میں ایسا خلف   جو یوں ننگ اپنا کرے ہر طرف

نکالو بس اب شہر باہر کرو   جدھر جی ہو اُسکا چلا جاے وو

ہوئی جب کہ بہرام کو یہہ خبر   کہ اب یوں مصیبت پڑی آن کر

تو دائی سے اپنی بلا کر کہا   کہ ہر طرح اب پاس زہرہ کے جا

غرا آخری دے یہہ اُسکو پیام کہ یہہ کچھ قضا نے کیا میرا کام
اگر میری یار موافق ہی تو مری دوستی بیچ صادق ہی تو
تو آ ہر طرح میری ساتھی ہو اب مصیبت کے دنکی سنگھاتی ہو اب
نہین تو بس اب تجسے رخصت ہوا جو کہنا تھا اپنی طرف سے کہا
خدا جانئے زندگی کیا دکھائے کہ پھر اب یہہ تقدیر مجھکو لیجائے
دیا جب یہہ دائی نے جاکر پیام تو زہرہ کو ہوئی اضطرابی تمام
لگی کہنے بہرام سے جا کہو کہ ای میرے شیدائی پاکیزہ رو
رفاقت نہ تیری ہی گر دونگی مین تو پھر ہو رہونگی یہان کسکی مین
مجھے آپ منظور تھا یہہ تمام ہوا خوب جو تو نے بھیجا پیام
بس اب ایک گھوڑا مرے واسطے چھپا کر سر شام سے بھیج دے
کہ تا اُسپہ ہر طرح سے ہو سوار کسیطرح تجھسے ملون ایکبار
سنا جب یہہ بہرام شہ نے جواب تو دل کا ستا اُسکے کچھ اضطراب
اُسی وقت موعود کو دیکھکے دیا بھیج گھوڑا اک طور سے
ہوئی دوپہر رات جب منقضی تو زہرہ پلنگ پر سے اپنے اُٹھی
سنگار اپنا یک لخت نوچا تمام پھر اک بھیس مردانہ پہنا تمام
جواہر کے دس بیس لیکر رقم چلی گھر کے باہر اُٹھاتی قدم

ہوئی آکے گھوڑتنے پہ جلدی سوار　ملی جاکے بہرام سے ایکبار
لگے دو نے دونو لپٹ کر گلے　یہہ روئے پھر روئے کر نالے چلے
تھما جب کہ ہر ایک کا اشک تر　تو دکھ سکھ لگے پوچھنے ہمدگر
لگا کہنے بہرام زہرہ کے تئیں　کہ زہرہ تو کیا ہو گئی سخنئین
کہا اُسنے تو مجھسے بھی ہی نحیف　نہیں مین ہی کچھ ناتوان و ضعیف
مرے غم نے جیسا کیا تیرا حال　ترے غم نے ویسا کیا میرا حال
غرض کرکے باتین یہہ اُلفت بھری　پھر اکطرف کی دونو نے راہ لی
چلے تین دن تک شب و روز جب　تو غالب ہوئی خستگی اور تعب
پھر آکر ہوئے وارد اک ایسی جا　کہ راحت بھری تھی جہاں کی فضا
ہوا سرد و آب روان اکطرف　گیاہ اکطرف گلستان اکطرف
کہا تب یہہ زہرہ نے بہرام سے　کہ گر دم کے دم تو مجھے حکم دے
تو سو کر کرون دور تک خستگی　نہایت ہی اب نیند آتی چلی
یہہ کہکر بس اُتری زمین پر شتاب　وہین اکطرف ہو گئی مست خواب
لگا پھرنے بہرام چاردن طرف　سپر اور تیر و کمان لے بکف
کہ ایسا نہو کوئی آجاے یہان　عیان جسپہ ہووے یہہ راز نہان
و لے اب قضا کا سنو آگے کام　کہ سنتے ہی جسکو ہو حیرت تمام

وہ بہرام شہ جو ادھر اور اُدھر　　حفاظت پر آ کرتا تھا سر بسر
ہوا وہ جہاں ہوا اُس جگہ سے کہین　　کھلی آنکھ زہرہ کی فوراً وہین
جو دیکھے تو بہرام کا نہین نشان　　اکیلی ہی وہ جا پڑی ہی جہان
ہراسان ہوئی دل مین یکبارگی　　کہ آئی یہہ کیا سر پہ لاچارگی
چڑھی دفعۃً اُٹھ کے گھوڑے اُپر　　لگی ڈھونڈھنے اُسکو ایدھر اُدھر
کسیطرف بھی جب نپایا اُسے　　تو بولی کہ ہی ہی گنوایا اُسے
یونہین روتے روتے کئی کوس تک　　بھگاتی تھی جاتی کہ پھر یکبیک
ہوئی آفت تازہ اور یک عجیب　　غریب و عجیب و عجیب و غریب
کہ دیکھے تو گھوڑے پہ ہی یکسوار　　کسی طرف جاتا ہی بے اختیار
سمجھ کر اُسے اپنا بہرام تب　　چلی اُسکے پیچھے بصد تاب و تب
قریب اُسکے یکبارگی جون گئی　　تو شکل اُسکی اُسکے نظر سب پڑی
محقق ہوا ہی کوئی اور شخص　　کہ نامحرمون سا ہی بیطور شخص
لیا ہاتھہ مین پھر تو تیر و کمان　　نشانہ کیا دم مین اُسکو وہان
ہوا تیر جب اُسکے سینے سے پار　　گرا وہ جوان زین سے ایکبار
کیا سجدۂ شکر اُسنے ادا　　کہ بارے بچی مین بفضل خدا
ولیکن پریشان پھری سات دن　　کہ زحمت رہی کھینچتی رات دن

مایا روز ہشتم پھر اک شہر اُسے   ہوئی خوش پھر اُس شہر پاس آنکے
لگی پھرنے اِدھر اُدھر سو بسو   لگی کرنے گم گشتہ کی جستجو
کہ شاید کہین سے نکل آے وہ   مین پاؤن اُسے اور مجھے پاوے وہ
و لیکن نہ حاصل ہوئی وہان بھی آس   ہوئی زندگانی سے اپنی اُداس
کہ تقدیر نے اور اک ماجرا   جگر سوز اُسکے مقابل کیا
کہ اُس شہر کا شاہزادہ کوئی   جو تھا سیر کرتا بیابان کی
پھرا ڈھونڈھتا ہر طرف تھا شکار   نظر پڑ گئی اُسکو یہہ ایک بار
دوانا ہوا دیکھتے ہی اُسے   لگا کہنے فی الفور پاس آن کے
کہو آئے کہان سے کہان جاؤ گے   کرم اپنا مجھ پر بھی فرماؤ گے
کہو نام اپنا بتاؤ وطن   کرو کچھ محبت کے مجھسے سخن
پہہ سمجھی کہ آفت پڑی تازہ اور   ہین کچھ اور ہی اِسکی آنکھون کے طور
لگی کہنے اپنا کہون حال کیا   غریب الوطن ہون کسی ملک کا
ہون مدت سے کرتا تجارت کا کام   خردمند مشہور ہی میرا نام
مین نکلا تھا گھر سے براے شکار   سو بھٹکا ہوا آ پڑا اِبس دیار
کہا شاہزادے نے اے نوجوان   ذرا چلکے میرا بھی دیکھو مکان
کئی دن کرو دور وہان ماندگی   کہ ہو دور تا راہ کی خستگی

رکھو میری آنکھوں پر اپنے قدم — کہ بیٹھیں ذرا مل کے خوش ہو بہم

تصور کیا دل مین زہرہ نے تب — کہ مکرار استے نہین خوب اب

یہہ مالک ہی اس ملک کا مین غریب — مبادا دکھاوے مجھے کچھ نصیب

کہا چلئے حاضر ہون جیدھر چلو — خوشی جس مین مرضی مبارک کی ہو

مکان بیچ شہزادہ لایا اُسے — تکلف سب اپنا دکھایا اُسے

ولے تھا وو ناز بس ہو رہا — پہنچتے ہی دائی سے اپنی کہا

کہ دائی مین کیا اپنی حالت کہون — نہین صبر بھی تا کہ چپکا رہون

جوان اسطرح کا ملا ہی مجھے — کہ مفتون جنسے کیا ہی مجھے

بظاہر تو عالم ہی سب مرد کا — پہ باطن مین شاید کہ ہووے نسا

عجب کیا چھپے ہووین بکر یکاین بال — جو آتا ہی میرے یہہ جی مین خیال

کہ سکتی نہین ھاتھ اپنے ملاؤن — جو قسمت مین ہووے تو لذت اُٹھاؤن

کہا سنکے دائی نے ای شہریار — ارادہ نکرنا یہہ تم زینہار

نہین ہوگے بدنام تم سربسر — پڑے گی یہہ شہرت نگر در نگر

مگر ایسا ہی دل ہی دوانا ہوا — تو پہلے اُسے آزمانا ہوا

نکرو کچھ تو بعد امتحان کے کرو — نہ بے امتحان اُنکے ہمخواب ہو

بہت نوجوان ایسے ہین سادہ رو — کہ ظاہر زنانے ہین وہ مو بمو

پہ باطن مین دیکھو تو ہین شیر مرد   کہ مردی و مردانگی مین ہین فرد

بس اسواسطے امتحان ہی ضرور   جو تجویز کر گئے ہین اہل شعور

کہا شاہزادے نے تب سن یہی   بھلا آزمایش ہی پہلے سبھی

خردمند سے پھر کئے ارتباط   بڑھانے لگا جوشش و انبساط

کہا آؤ چرچا کرین عیش کا   لوازم مہیا کرین عیش کا

خوشی مین گذارین یہم آج رات   تماشے مین کاٹین یہم آج رات

سمجھو اسین پرتین ہین بہت نازنین   کہ ہی ایک سے ایک اعلی حسین

کسی ساتھ ہم عیش و عشرت کرین   کسیکے تئین آپ خدمت مین لین

غنیمت ہی جو زندگی کا ہی دم   وگرنہ کہان تم کہان پھر ہون ہم

خردمند سنکر یہہ فی الفور بات   وہین دلمین سمجھا کہ یون ہی یہہ گھات

لگا کہنے اے شاہ عالی مقام   ابھی مجھسے ہرگز نہوگا یہہ کام

کہ مدت سے نیت ہین اک باندھی   جہان کی ہی تین ترک لذات کی

نہ جبتک وہ پاؤن نہ لذت اٹھاؤن   کبھی عیش کے پاس ہرگز نہ جاؤن

سنا شاہزادے نے جب یہہ سخن   تو پھر اوڑ تمہید کی دفعتن

کہ یون ہی تو دریا مین جائے بھلا   نکلنے آتھاوین وہان غسل کا

کہین اچھا ہین پانی مین ایدھر ادھر   یہم چھپتے تیر کے ہون تر بتر

کوئی پیرے اور کوئی غوطہ لگائے　　کوئی آب بازی کرے کوئی نہائے

دیا تب خردمند نے پھر جواب　　کہ اے شاہ شاہان عالی جناب

تعب راہ کا ہے مجھے اسقدر　　کہ ہوں گا سراپا پسینے میں تر

مجھے غسل کرنا ہے حکمت سے دور　　کروں تو خلل ہووے کچھ بالضرور

خدا جانے کیا سردی گرمی کرے　　کہ برسوں تلک نقص جسکا رہے

یہہ کہہ کر کہا یوں تئیں رخصت ہوا　　کہ ہے عزم مجھکو بہت دور کا

کہا سنکے شہزادے نے پھر یہی　　کہ ایسی بھی تعجیل ہے کیا پڑی

ابھی تو کئی دن کرم کیجئے　　نہ داغ جدائی مجھے دیجئے

ہے یہہ بھی تمہاری ہی دولت سرا　　پڑی تمکو اتنی بھی جلدی ہے کیا

خردمند تب دلمیں سمجھا یہہ بات　　کہ مشکل ہے اب اسسے پانی نجات

رہا چار ناچار مجبور ہو　　یہہ جیسے رہے کوئی محصور ہو

گیا دن گذر اور جب آئی رات　　تو پھر شاہزادے نے چھیڑی یہہ بات

کہ ہے یکطرف کو کوئی مرغزار　　ہے انواع و اقسام کا واں شکار

کئی شیر سنتا ہوں اس طرف مست　　کہ ہر یکطرف کرتے پھرتے ہیں جست

سو کل اٹھکے ہے صبحدم ایک بار　　ارادہ ہے انکو کروں جا شکار

اگر تم بھی باہر تماشا چلو　　تو دل کو نہایت مرے خوش کرو

پھر گھر محل مین پھر گیا بہرِ خواب   خردمند کو یہان ہوا اضطراب

ولیکن ز بس عقل مین تھا تمام   کیا دفعتہً ہوشیاری کا کام

کہ دو چار مفلس سپاہی کئین   بصد جستجو کر کے پیدا وہین

طمع اشرفی اور روپے کی دکھا   مقید ہوا ہر ایک سے یہہ کہا

کہ جنگل جو ہے وہ فلانی طرف   کئی شیر ہین خلق کرتے تلف

شبا شب انہین جا کے مار آؤ تم   دم گوش کو کاٹ کر لاؤ تم

ہر نشانی کو تا دیکھ انعام دون   نہین تو عوض اُسکے الزام دون

وہ گئے اور اُسیطرح لائے بجا   دم گوش دیکر زر اپنا لیا

ہوئی جب سحر گھر سے تب شہریار   نکل کر لگا کہنے ہو جئے سوار

خردمند نے تب دیا یہہ جواب   کہ خوب آپ نکلے ہین گھر سے شتاب

مین فارغ بھی کب کا ہوا اُن کو مار   بس اب تم ہی جا کر کرو وہ شکار

نشانی بھی چاہو تو تم دیکھ لو   کسیطرح کا کچھ اگر شبہ ہو

ہوا سنکے شہزادہ حیرت زدہ   نہ حیرت زدہ بلکہ خجلت زدہ

گیا پھر خردمند کو لیکے ساتھ   وہین تھی ہوئی یہہ جہان واردات

جو دیکھے تو سچ مچ پڑے سب وہین شیر   نظر جاوے جیدھر وہین ڈھیرونکے ڈھیر

خردمند سے تب خجل ہو کہا   کہ اللہ رے آپ کا حوصلا

کیا تمنے صبح مے یہہ رستم کا کام　　رہا آج سے یہاں تمہارا ابھی نام
ہوا لازم اب جشن اسکا کروں　　کہ بزم شراب اسمیں ترتیب دوں
ہر اک اہل مجلس کو ہو پر خوشی　　رہے کیفیت سے نہ خالی کوئی
تب ایسی خوشی کا ملے لطف خاص　　جو ہر ایک پیدا کرے لطف خاص
یہہ کہہ کر بہ تعجیل گھر کو پھرا　　قمرع کا سامان مہیا کیا
خردمند سمجھا اسنے بھی وہین .　　جو مقصد تھا اِس بزم سے اُسکے تئین
لگا کہنے تب اُسنے ای شہر یار　　یہہ میری بھی تھی آرزو بیشمار
کہ مدت ہوئی ہے نہین پی شراب　　کسیطرح سے ہو جئے بے حجاب
ولے بے حجابی کو ہے رات خوب　　ہی اُن چرچونکو وہی اوقات خوب
ہوا سنکے شہزادہ خوش اور اُسے　　لگا کہنے اچھا شب ہی پہ رہے
ہوئی رات جون تب ہزاران ہزار　　چنی ساغر و شیشہ کی لا قطار
گزک چاہئے جتنی اقسام کی　　تکلف سے وہ بھی ہر اک سو رکھی
پڑا آن کر دورۂ جام مے　　لگی بجنے قانون و مردنگ و نے
ہوئے اہل مجلس بہم بے حجاب　　بہکنے لگے سب بحال خراب
یہہ جانان جسوقت آکر بندھا　　خردمند نے شہ کو ساغر دیا
ہوا شاہ خوش اور اس بات سے　　کہ بارے پھنسا یا ہین اس گھات سے

وہان لیکے ساغر کئی پی گیا   پھر اک جام اُسکو تئین بھی دیا
خردمند نے کر خردمندی تب   لنڈھایا گریبان مین اپنے سب
اور آپ اُتنی اُسکو پلائی شراب   کہ فورا کیا اُسکو بے آب و تاب
نہ ہوش اُسکو نہ عقل باقی رہی   نہ تمئیز صہبا و سقا تی رہی
گرا ہو کے بیہوش مسند اُپر   رہی کچھ نہ ہرگز کسیکی خبر
بنا جب کہ مجلس کا یون آکے رنگ   تو اُٹھکر خردمند پھر بیدرنگ
لیا تاج سر شہ کا پہلے اُتار   چھری کا بھی خط منہہ پہ کھینچ ایکبار
رفیقونکے بھی کاٹ کر ناک کان   سر و سینہ کر سب کا لوہو لہان
ہوا جلد گھوڑے پہ آکر سوار   لی فی الفور جنگل کی راہ ایکبار
ہوا حد سے باہر جب اُس ملک کے   تو مالن کا گھر اک ملا پھر اُسے
کیا پھر آرام اُس مین مقام   لگا رہنے خوش باش وہان صبح و شام
یہان جو اُٹھا وہ شہ بے خبر   تو ہشیار ہو چہرہ پر کی نظر
جو دیکھے تو کاٹا ہی لوہو لہان   نہین سر پہ پھر تاج کا بھی نشان
جو ان مجلس بھی تکتے ہین سب   اور احوال پر اپنے روتے ہین سب
لگا کہنے سچ مچ تھا پورا حریف   نہین اب تلک دیکھا ایسا حریف
عبث مین کچھ اُسپے ارادے کئے   کہ آخر کو لینے کے دینے پڑے

ہوا شہر مین بھی یہہ سب اشتہار ۔ کہ یہہ کچھہ ہوا ماجرا اور بکار
شہنشاہ کو سب نے نفرین کیا ۔ اور اُسکی حریفی کو تحسین کیا
صنوابر خردمند کی واردات ۔ کہ رہنے لگا جب وہ مالن کے سات
تو مالن نے یکروز پوچھا اُسے ۔ کہ آئے کدھر سے کدھر جاوگے
عجب تم تو ہو گوہر بے بہا ۔ کہ ہوگا نہ تم سا کوئی دوسرا
دیا کیا خدا نے ہی حسن و جمال ۔ کہ دیکھے پری بھی تو ہووے نڈھال
کیا تب خردمند نے یون بیان ۔ کہ پوچھے ہی کیا مادر مہربان
مرا باپ کرتا تھا سوداگری ۔ نصیبونسے میرے یہہ کیا ابتری
کہ یکسر تباہی ہوا میرا حال ۔ ہوا آن کر اب یہہ کچھہ میرا حال
کہ پھرتا ہون ہر سو بھٹکتا پڑا ۔ ابھی دیکھون قسمت مین کیا ہی لکھا
دیا تب یہہ مالن نے اُسکو جواب ۔ کہ واری نکھا دل میں کچھہ پیچ و تاب
مصیبت ہی مرد و پہ پڑتی ہمیش ۔ نکر دل کو تنگ اپنا و سینے کو ریش
خدا پھر بھی تجھہ پر کریگا کرم ۔ نہین ہی ضرور اسقدر رکھنا غم
تو فرزند سے بھی ہی اعلی مجھے ۔ یہہ گھر مین نے اپنا دیا ہی تجھے
خوشی تیری جبتک ہو کر بود و باش ۔ نلا دل پہ ہرگز کچھہ اپنے خراش
خردمند رہنے لگا پھر وہان ۔ بسیر و ہوا اُسکا وہی مکان

کہین سے کیا جمع کچھ مال جب تو رستے پہ کر اپنی دوکان تب
لگا بیٹھ کر بیچنے اپنا مال ولے تھا یہی دل مین اسکے خیال
کہ بہرام شاید کہین آ ملے جو اس مال کا نفع سو وا ملے
زبس تھا طرحدار اور نیک ذات ہوئی اسکی صورت کی مشہور بات
وہان کی جو تھی دختر شہریار حسین و طرحدار و عالی وقار
پری پیکر اسکا تھا مشہور نام وجاہت کی تھی اسکے شہرت تمام
ہوئی حسن کی اسکے اسکو خبر لگی رہنے بیتاب شام و سحر
دکھاوے نہ بھوے نہ سووے کبھی نہ اک آن خوشنود ہووے کبھی
بہایا کرے آنکھ سے نت لہو دوانی سی دیکھا کرے سو بسو
غرض ایکدن اپنی دائی سے جا یہ درد نہانی سب اسنے کہا
کہ سوداگر آیا ہی کوئی ادھر ہی خوبی کے عالم مین رشک قمر
ہوئی مجکو بن دیکھے اسکی طلب تعلق ہوا اس سے بس دلکو اب
بھلا جا کے تو بھی تو تک دیکھ آ اور احوال کو اسکے آکر سنا
گئی سنکے دائی خردمند پاس پھر اک بار گی دیکھ ہوئی بیحواس
لگی دل مین کہنے کہ فی الواقعی جو کچھ لوگ کہتے ہین سب ہی وہی
پھر آکر خوزادی سے اپنی کہا کہ واری ہین جلوہ کہون اسکا کیا

نہ گل مین نزاکت ہی اُسطرحکی — نہی شمع ہی مین وہ درخشندگی
خدا جانے کیا طلسمات ہی — نہین عقل مین آتی کچھ بات ہی
نہین شکل جادو کی تصویر ہی — کہ یون اُسکی آنکھون مین تاثیر ہی
پری پیکر اور اُسکا سنکر بیان — لگی رہنے بیخواب و خور ہرزمان
ہوئے کتنے یکدن جو یون منقضی — خبر باپ کو جا کے دائی نے دی
ہوا باپ سنکر وہین بیقرار — بلایا وزیرون کے تئین ایکبار
کیا اُنسے اظہار راز نہان — نہان تھا جو کچھ کر دیا وہ بیان
خردمند کی بسکہ سب چال ڈھال — خلایق مین پکڑی تھی شہرت کمال
کہ یون شخص اہل اور سنجیدہ ہی — مادب مہذب ہی فہمیدہ ہی
وزیرون نے سنکر دیا یہہ جواب — کہ اے شاہ فرخندہ مالک رقاب
نہایت ہی وہ شخص آداب دان — عجب کیا کہ ہو صاحب خاندان
اگر اُسسے نسبت ہو شہزادی کی — تو ہم خیرخواہونکی بھی ہی خوشی
قباحت نہین اسمین مطلق ذرا — ہر یکطرح یہہ کام ہی خوشنما
سنا شاہ نے جب یہہ اُنکا جواب — تو خوش ہوکے یکبارگی بس شتاب
خردمند کے تئین یہہ بھیجا پیام — کہا جا کے پیغامبر نے تمام
خردمند سنکر اِس ابلاغ کو — رہا دل مین سخت اپنے حیران ہو

کہ اب کیا مین تدبیر اسکی کرون　　دلہن آپ ہون کیونکر دولھا بنون
دیا پھر یہہ پیغام بر کو جواب　　بصد عجز و آداب و صد آب و تاب
کہ حضرت سے جا کر کرو التماس　　مین بندہ ہون فدوی ہون احسان شناس
زہے میری عزت زہے مرتبت　　جو بخشی یہہ توقیر اور منزلت
غلامون کا ہون آپ کے مین غلام　　دعا و ثنا مین رہونگا مدام
ولیکن جو نیت ہی میرے تئین　　سو اسواسطے یہہ مین قابل نہین
نہ جبتک یہہ ہوویگا مقصد حصول　　نہین خانہ داری مجھے کچھ قبول
دیا شہ نے پھر اسکا سنکر جواب　　کہ جبتک ہو مقصد سے تم بہرہ یاب
زبانی ہی الفت مین رہنا مدام　　نہین فرض کچھ خانہ داری تمام
تمھین چھہ مہینے کی مہلت مین دی　　ولیکن بہر طرح نسبت یہہ کی
ہوا تب تو لاچار سن یہہ بیان　　کہا اب غلامی مجھے ہی کہان
شہنشاہ سنکر بہت خوش ہوا　　پر انجام شادی مہیا کیا
کیا منعقد دونوکو ہمدگر　　جدا رہتے تھے لیک شام و سحر

* وفات یافتن بادشاہ شہر و نشستن زہرہ *
* بر تخت و وارد شدن بہرام در انجا *

پہنچو آگے اور اب بیان قضا　　کہ جب گذرے کتنے صباح و مسا

کیا انتقال اُس شہنشاہ نے تلاطم دیا فوت ناگاہ نے
پڑا شہر و لشکر مین ماتم تمام خلایق کتئین غم ہوا صبح و شام
جہان تک کہ ارکان دولت تھے سب ہر اک کتئین تھا الم اوٗر تعب
رہے یون دین چہلم تلک بے خبر پھر آخر کو بعد اِسکے سب بیٹھ کر
لگے کرنے گھر کا بہم اِنتظام کہ تا سلطنت کا ہو جسّے قیام
و لے تھا نہ فرزند کوئی شاہ کا کہ جسکتئین تخت پر دین بٹھا
بس آخر کو سب نے یہی فکر کی کہ ہی مثل فرزند داماد بھی
یہی ہی سزاوار تاج و نگین اِسی کتئین کیجئے جانشین
بٹھایا اُسے لاکے بالاے تخت ہوئے آپ آکر کھڑے پاے تخت
ہوئی دلمین زہرہ کے حیرت تمام دعائین تھی کرتی یہی صبح و شام
کہ یا رب تو سب کچھ ہی آگاہ کار ہی مجھ پر کرم تو ترا بیشمار
و لے کچھ کراب اِسطرح کا سبب کہ آوے وہ بہرام عالی نسب
جو وارث ہو اِس تاج اوٗر تخت کا یہہ مخصوص اُسکے ہی قابل ہی جا
یہی رات دن تھی اُسے آرزو یہی صبح و شام اُسکو تھی جستجو
سدا عدل و انصاف مین غرق تھی مرادین تھی برلاتی نت خلق کی
تھا دن کو اُسے تخت پر یہی کام جو شب ہوتی تو روتی حق سے مدام

ہوا اکتنے دن بعد گیا اتفاق   کہ بیٹھی یہ روتی تھی اشک فراق
کوئی خانہ باغ اُسکے تھا متصل   وہان جا کے بہلایا کرتی تھی دل
درخت اُسمین جابیکے خوش قطع تھے   قفس اُسمین رہتے تھے ہر طرح کے
کسی مین کوئی بلبل خوش نوا   کسی مین کوئی طوطی و رست سرا
کسی مین تھی مینا فصاحت بھری   کسی مین کوئی قمری خاکستری
ہر یک اپنی اپنی صدا و نوا   تھے رکھتے نہایت ہی وہان دلکشا
گئی مشغلے کے لئے اُنکے پاس   ولیکن کھڑی تھی نہایت اُداس
پھر یکبارگی اِسمین ہوتا ہی کیا   کہ زاغ ایکجانب سے پیدا ہوا
لگا بولنے بیٹھ اک شاخ پر   بدستور اپنے طرح شور کر
اثر دلمین اِسکے جو کچھ ہو گیا   لگی کہنے ای طایر خوش نوا
کرون تجھہ پہ سو بلبلون کو نثار   ہوئین طوطیان تجھہ پہ صدقے ہزار
اگر خوشخبر کچھ بھی تجھسے سنون   تو اطاس مین تیرے پرونکو مڑھون
ہر صبح کرون چونچ کو بھی ترے   پلایا کرون دودھ ہر دم تجھے
یہ باتین ہی تھی زاغ سے کر رہی   دوانی سی تھی یونہین بیکس کھڑی
کہ جوگی سا کوئی دیکھا اک زرد رو   جو تکتا ہی حیرت زدہ سو بسو
گلے بیچ کنتھا بڑے ہیں سر کے بال   پڑی کاندھے پر یکطرف مرگ چھال

رنگے گیروے کپڑے وہ بھی پہنے   سرو سینہ پور اکبر یکسر لئے
نظر اُسکی صورت پہ جون اُسنے کی   تو یکبار چھاتی دھڑکنے لگی
اُچھلنے لگا خانۂ تن سے دل   عجب طرح کی سی ہوئی مضمحل
پھر اسین نظر سے نظر جون ملی   تو حالت ہوئی اور دلکی بری
کہا اسنے کچھ شبہہ سا دلمین لا   کہی اسکی صورت تو کچھ آشنا
اسی مین جو اُسنے بھی بھر کی نگاہ   تو یکبارگی دل سے کھینچی یک آہ
ہوئی اُسکی حالت بھی اسکے مثال   کہ کچھ کچھ یونہین دلمین لایا خیال
ہوئی زہرہ پھر مضطر و بیقرار   لگی پوچھنے اُس سے یون آشکار
کہ جوگی جی کیدھر سے تم آئے ہو   ذرا حال تو اپنا ہم سے کہو
کیا عرض تب اُسنے ای بادشاہ   بپتا میری کیا پوچھتے ہو گے آہ
اگر اپنی بپتی مین تمکو سناؤن   تو شاید زمین آسمانکو رولاؤن
مرے پاس لعل ایک تھا بے بہا   لڑکپن سے تھا میرے بازو بندھا
نہین لعل تھا بلکہ لالن تھی وہ   مری قوت جان اور تن تھی وہ
رکھا اُسکا ماباپ نے زہرہ نام   اُسیکے تئین ڈھونڈھتا ہون مدام
سنے جب یہ زہرہ نے نام و نشان   کئے آنکھ سے وو نہین آنسو روان
اُٹھی تخت پر سے یکبارگی   لپٹ کر شتابی گلے مل گئی

لگی پھر تو دونو کو ہچکی بہم — کہ رقت وہ تھمتی نتھی کوئی دم
پھر آخر بٹھایا اُسے تخت پر — مصیبت سنانے لگی سربسر
کہی جو کہ بیتی تھی اُسپر تمام — ہوئی بعد ازین خوش دل و شادکام
گیا جا محل مین سب اپنا سنگار — اُتارا وہ مردانہ بھیس ایکبار
پری پیکر اُسوقت حیران ہوئی — کہ یہ کیسی قدرت نمایان ہوئی
لگی کہنے زہرہ پھر اُسکے تئین — کہ سنتی ہے اے گوہر نازنین
دعا تجھہ دلہن کی ہوئی مستجاب — کہ دولھہ ترا آیا بارے شتاب
وگرنہ مین دولھہ کہان ہو سکون — کہ مین بھی دلہن تجھسے ہی آپ ہون
محل بیچ پھر لائی بہرام کو — دکھایا کہ لے اس دلارام کو
یہ تیرے لئے تھی امانت رکھی — سو شکر خدا تیرے قسمت ہوئی
خوشی ہوئی نہایت ہی بہرام کو — کہ پایا اک اور ایسی گلفام کو
پری پیکر اس چاہ کو دیکھ کر — ہوئی دل مین محظوظ پھر سربسر
لگی کہنے بہرام سے بے حجاب — کہ زہرہ بھی دلہن بنے اب شتاب
تو حق اُسکا ہے کچھ نہین اسمین حرف — حقیقت مین سب اُسکی ہین حق بطرف
ہوئی پھر تو زہرہ کی شادیکی دھوم — عمان مین سب آیا وہ رسم و رسوم
لگے رہنے تینون خوشی مانکے ساتھ — کہ دن عید اور رات تھی شبرات

محبت تھی دو دلوں مین بہم　　جدائی نہ ہوتی کبھی ایک دم
سدا عیش و عشرت تھا بہرام کو　　پڑے سوتے لیے ہر صبح ہر شام کو
ادا کرتا شکر خدا دم بدم　　کہ یوں دور جس سے کیا فکر و غم
ہوا خاتمہ اُنکا جیسا بھلا　　ہمارا تمہارا ہو ویسا بھلا

* داستان حسن سوداگر و گوہر نام دختر بہارہا *

حسن نام سوداگرون مین کوئی　　کرے تھا کہین ہند مین تاجری
ولیکن تھا رنگین اور یار باش　　تماشون کی ہر صبح رکھتا تلاش
خصوصاً پی جستجوئے شکار　　پھرا کرتا صحرا مین لیل و نہار
کسی دن گیا جو بیابان مین　　ملا آہو اک اُسکو میدان مین
چلا اُسکے پیچھے بجہد تمام　　کہ جوں توں کرے تا کہین اُسکا کام
وہ آہو ہوا غایب یکبارگی　　ادھر اسنے بھی راہ جنگل کی لی
کیا اسنے جنگل کے تئین جبکہ طی　　تو کیا دیکھتا ہی کہ یک باغ ہی
نہایت ہی شاداب اور دلکشا　　چمن کے چمن اُسکے راحت فزا
گل و غنچہ ہین کھل رہے رنگ رنگ　　تماشائی ہو دیکھہ کر جسکو دنگ
جدھر دیکھو رنگین عمارات ہی　　کہے تو کہ باغ طلسمات ہی
پھر یکطرف کو کیا ہی آتا نظر　　کہ ہی بنگلۂ خس کا اک جلوہ گر

ہی بیٹھی ہوئی اُسمین کوئی ماہرو حسین و طرحدار و ژولیدہ مو

وہ آہو جو اُسکے تئین تھا ملا سو ہی روبرو اُسکے یکسو بندھا

اور اک پیرزن سی کوئی ہمنشین تہی اُس ماہرو پاس بیٹھی وہین

حسن کے تئین دیکھ وہ ماہ رو چھپی اُٹھ کے پردے مین جا ایکسو

یہ بیہوش ہو کر گرا ایکبار رہا یکسر ہو نہ صبر و قرار

لگی پیرزن کہنے اُسکے تئین کہ کیون کسلئے ہو گیا تو غمین

ابہی تو کھڑا تھا ابہی گر پڑا ابہی تھا بخود پھر یہہ بیخود ہوا

ہو کسواسطے کیا جہت کیا سبب بیان کچھ تو وجہ اُسکی کر مجھسے اب

حسن نے کہا کیا کہون اپنا حال ہوئی زندگانی مجھے اب وبال

اِس آہو نین کے تئین دیکھ کر ہوا میرا احوال یون سر بسر

کسیطرح اُسسے ملا دے مجھے دعا دونگا دو نو جہان مین تجھے

وگرنہ بچے گی نہین میری جان مرونگا اِسی باغ مین مین ندان

کہا پیرزن نے کہ وحشی ہی تو پھر ایسا زبان پر نلانا کبھو

اُٹھا دے یہہ اُسکی طرف سے خیال یہہ دشوار ہی اور امر محال

پدر اُسکا زاہد ہی مان پارسا عبادت مین خود بھی ہی رہتی سدا

معرا ہی ایسے خیالات سے مبرا ہی دنیا کی سب بات سے

زبان پر نہین اُسکے جز یادِ حق — سدا نام حق کا وہ پڑھتی سبق
تو جیدھر سے آیا چلا جا اُدھر — عبث غم نہ دے آپ کو اے سکندر
حسن سنکے یہ پیرزن کا بیان — لگا پھر اُسے کہنے سن میری مان
اگر تیری دولت سے مقصد مین پاؤن — تو تا زندگی حق نہ تیرا بھلاؤن
غلاموں کا تیرے رہون مین غلام — دعا تجھکو کرتا رہون صبح و شام
جب اصرار یہان تک حسن نے کیا — تو اُس پیرزن نے پھر اتنا کہا
کہ تدبیر ہون اک بتاتی تجھے — براہ خدا ہون سکھاتی تجھے
کہ اس باغ مین تو پڑھا جا نماز — عبادت کیا کر بسوز و گداز
وظیفے دعائین پڑھا کر ہمیش — تلاوت مین بستا رہا کر ہمیش
اسی طرح سے جب کئی صبح و شام — ترا طاعت و زہد مین نکلے نام
پھر آگے اگر اُسکے تو باپ سے — بتجز و سماجت یہ خواہش کرے
تو شاید وہ کر لے تجھے نسبت قبول — نہین اس سوا اور شکل حصول
حسن سنکے یہ پیرزن کا بیان — عبادات کرنے لگا ہر زمان
نہ تھی غیر اوراد و صوم و صلات — شب و روز مین اور کچھ اسکو بات
جبین پر بھی سجدے کے گھٹّے پڑے — وظیفون مین نت ہونٹھ ہلنے لگے
تغیر کیا کچھ کا کچھ یک بیک — بنا زاہد و متقی یہان تلک

کہ مسواک و تسبیح وشانہ سوا | کچھ اور اُسکا اسباب زینت نہ تھا
مقدس بنا جبکہ اِس طرح سے | تو اُس ماہ رو کا پدر دیکھ کے
لگا کرنے تعریف اُسکی تمام | ہر اک لحظہ ہر آن ہر صبح وشام
پھر یکدن کیا پیرزن سے سوال | کہ یہہ کون ہی مرد صاحب کمال
کہا اُسنے کیا اُسکی حالت کہون | بیان اُسکی کیا حسن طینت کرون
کہ ہوگا نہ ایسا کوئی نیک ذات | نجیب وشریف اور مقدس صفات
بجز ذکر حق کچھ نہین اُسکا کام | تلاوت مین ہی غرق ہر صبح و شام
اگر اُسسے لڑکی یہہ منسوب ہو | تو نسبت نہایت ہی یہہ خوب ہو
کہ جیسا یہہ لڑکی کا گوہر ہی نام | حسن بھی دُر بے بہا ہی تمام
بھلا ہی جو گوہر سے گوہر ملے | کہ دولہ دلہن دونو ہون ایکسے
پدر نے یہہ سن پیرزن کا جواب | کہا واقعی ہی براہ صواب
مجھے بھی یہی اُسسے منظور تھا | یہی میری خاطر مین محصور تھا
کہا پیرزن نے کہ کہئے تو جاؤن | اب اُسکو بھی یہہ بات جاکر سناؤن
پدر نے کہا جا کیا مین قبول | کسیطرح طی ہووے شرع رسول
بس آئی حسن پاس وہ پیرزن | لگی کہنے لے ہو مبارک حسن
مبارک ہو تیرے تئین وصل یار | بس اب تیرے دلکو ہی ملنا قرار

ہوا انجام کر آج سے بیاہ کا — ہوا امیدوار اپنی اُس ماہ کا
حسن سنکے یہ بات جون نو بہار — ہوا تازہ و خندہ رو ایکبار
تردد مین مصروف اپنے ہوا — لوازم مہیا کیا بیاہ کا
پدر نے بھی مردوکے کئی دنکے بعد — مقرر کرا ایک ساعت روز سعد
بجا لایا امر شریعت کئین — کیا اُسسے گوہر کی وصلت کئین
حسن بیاہ سے جب ہوا شادمان — تعیش مین رہنے لگا ہر زمان
گذر ایک مدت گئی جب یونہین — تو کہنے لگا پھر یہ گوہر کئین
کہ لو اب مرخص ہوا باپ سے — چلو دیکھو لوگ اپنی سسرال کے
کہا اُس نے جیسی ہو مرضی تری — غرض اپنے میکے سے رخصت ہوئی
حسن اور گوہر وہان سے چلے — سفر کی غریبی مین آکر پڑی
ہوا آذوقہ راہ مین جب تمام — پڑا آن کر فقر فاقہ سے کام
نظر کرکے گوہر اِس احوال کو — مصیبت کو اور غم کے جنجال کو
جو اسباب ظاہر سے ہوئی ناامید — نکال ایک بقچے سے تھان سفید
لگی کاڑھنے اُسکے اوپر چمن — کرے آب و دانہ کا کچھ جتن
بنا کر کیا پھر وہ تیار جب — حسن کے دیا ہاتھ مین اُسکو تب
کہا جا کے بازار مین بیچ لا — بہر طور سامان ہو قوت کا

حسن پھر کتنی گھڑی مین اُسکو اُتار پڑا تھان لیکر فروشندہ وار
دکھانے لگا جاکے بازار جب ہوئے جمع آکر خریدار سب
وہان تھا زبس تھان پر بے نظیر لگا کرنے خواہش صغیر و کبیر
کوئی دس اشرفی لگانے لگا دوچند اُسّے کوئی سہانے لگا
غرض جو کوئی تھا اُسے دیکھتا بڑھاتا ہی تھا مول اُسکا بڑا
قضارا اسی مین کہین کوتوال ہوا وارد اور دیکھ یہ قیل و قال
لگا کہنے چوری کا ہیگا یہ تھان کہ ہی اور ہی اِسکی کچھ عظم و شان
پھر اتنے مین اور یک کوئی بے حیا ملا وہ یہ شحنہ سے کہنے لگا
کہ یکماہ روشنی بھی نہی اِسکے ساتھ لگی ہی خدا جانے کدھر سے ہاتھ
نکلے آیا ہی شاید کہین سے نکال وہ اور تھان دونو ہین چوریکا مال
غرض شحنۂ بے حیا نے وہین حسن کو اور اُسکی وہ گوہر کشین
کیا دفعۃً ایک جا دستگیر اور یکبار لاکر حضور وزیر
جو کچھ نقل تھی کی سب اُسنے بیان وزیر لعین سنکے یہ داستان
لگا کہنے عورت بھی بدذات ہی جو گھر چھوڑ کر یار کے سات ہی
اِسے لیکے اب قلعہ کے برج پر رکھو قید شدت مین جا زود تر
اور اِس مرد کو بھیجو زندان مین نہایت ہی حال پریشان مین

یہ احکام سنتے ہی بس کوتوال ۔ بجا لایا یکبارگی حال حال
قضارا وہ گوہر کو جب کوتوال ۔ لے آیا تھا گھر مین سے جا کر نکال
تو اُس وقت مین نوکر اُسکا کوئی ۔ وہ گوہر تھی جس ہاتھ پکڑی گئی
سو شیدائی اُسکا ہوا تھا کہین ۔ تھا الفت مین اُسکے حزین و غمین
وہی شام کو با دل دردمند ۔ تہ برج آیا لئے یک کمند
لگائی کمند اُسنے اُس بام پر ۔ نظر کرکے گوہر اُسے زود تر
پکڑ کر کمند اُتری یکبارگی ۔ اعانت سے اُسکے زمین پر ہوئی
وہ پاتے ہی گوہر کو بس ایکبار ۔ پھرا گھر کو اپنے بصد اضطرار
سفیدہ ہوا صبح کا جب نمود ۔ سوار ایک اُسدم ہوا تب نمود
وہ نوکر سمجھ کر اُسے کوتوال ۔ گیا بھاگ گوہر کو جنگل مین ڈال
سوار آکے گوہر کو تنہا دیکھ کر ۔ بٹھا جلد جلد اپنے مرکب اُپر
شتابی چلا اپنے گھر کے تئین ۔ کہ لیجاوے رشک قمر کو تئین
قضارا کوئی شاہزادہ وہان ۔ ملا دشت مین آنکر ناگہان
وہ نکلا تھا گھر سے برائے شکار ۔ بس اُسکے تئین دیکھ کر ایکبار
لیا ہاتھ سے اُسکے اُسکو چھڑا ۔ اور یکبارگی لے کے گھر کو چلا
گئی جب محل مین یہہ شہزادکے ۔ تو سب ماجرے اُسنے اپنے کہے

وہ شہزادہ حسن اسکی حالت تمام   لگا کرنے بیچارہ وہ رقت تمام
پھر آخر شتابی حسن کے تئین   بلا بھیجا زندان مین سے وہین
عنایت سے دونوکو باہم ملا   بخوبی وطن کو مرخص کیا

* در قید افتادن حسن بہ تہمت دزدی *

وہان سے چلے جب وہ دونو غریب   پھر آفت ہوئی اور اُنکو نصیب
کہ جب شام صحرا مین اُن پر پڑی   تو دونون کی ہوئی حالت بیکلی
بسیرے کی کرنے لگے پھر تلاش   جہان رات کی رات ہو بود و باش
کیا پھر کسی جا نہین آخر قیام   کہ ہوجاوے شب بیکسی کی تمام
ہوئے پر اندھیری سے جسدم خفا   تو دونوکا جی مضطرب ہو چلا
مقدم پڑا آکے فکر چراغ   کہ تا روشنی سے ہو دلکو فراغ
حسن نے کہا تب یہہ گوہر کے تئین   کہ ظلمت سے اب تاب جیکو نہین
یہی نزدیک آبادی یہان سے کوئی   کہ بکتی ہی وہان جنس ہر طرح کی
کہے تو تو جاکر ذرا تیل لاؤن   چراغ اس مصیبتکے گھر مین جلاؤن
یہ کہا سنکے گوہر نے بہتر ہی جا   ولیکن شتابی سے مجھہ تک پھر آ
کہ تنہائی جی کا نہووے زوال   نہو زندگانی یہہ مجھکو وبال
حسن اُٹھہ کے آبادی کیتئین چلا   مصیبت اُپر اپنی روتا ہوا

پھر اتنے میں بازار میں آن کر کہیں تھا دوکان بقال پر
گرتاوے کچھ اسکے تئین تیل لے اور یکبار جلدی سے گھر کو پھرے
قضارا وہ تیل اسکی دوکان کا کوئی چور دو دن سے لیجاتا تھا
وہ تھا اس تجسس مین پکڑے اسے بس یک بار اسکے تئین دیکھ کے
لگا کہنے ہی چور شاید یہی کہ صورت بھی اسکی ہی کوئی اجنبی
پھر یکبار اسکو کیا دستگیر ہوئے جمع سارے صغیر و کبیر
گذربان کو وے وہین لائے بلا حسن کو پھر اسکے حوالے کیا
گذر مین پڑا قیدا ادھر حسن ادھر سنیئے گوہر کا رنج و محن
کہ جب کر چکی خوب سا انتظار تو خاطر مین لائی یہی ایکبار
کہ شاید حسن پر کچھ آفت پڑی جو اس مرتبہ دیر پھرنے مین کی
ہوئے تین دن اور نہ ابتک پھرا خدا جانیئے اسپہ گذرا ہی کیا
اٹھی پھر وہان سے بلا چارگی چلی وو ہی آبادی جسطرف تھی
لگی کرنے آ شہر مین جستجو بھٹکنے لگی سو بسو کو بکو
وہین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے سب کہین پھر آخر کو دیکھا حسن کے تئین
کہ ہی یک گذر مین مقید پڑا غریبانہ روتا ہی بیٹھا ہوا
نظر کرکے گوہر کے تئین ایکبار بہانے لگا اشک خون زار زار

کبھی جو کہ بیتی تھی گوہر سے سب — کہ یون مجکو آیا ہی یہان پیش اب

کہا سنکے گوہر نے اُسکے تئین — کہ ہرگز نہ ہو دل مین اندوہ گین

خدا پر بہر حال رکھہ تو نظر — کرے گا وہ اس شام کو بھی سحر

مین جانتی ہون اب فکر و تدبیر کو — بھلا آزماتی ہون تقدیر کو

یہہ کہہ کر گئی تھا جہان کوتوال — کہی اُس سے حالت تمام و کمال

وہ یکبار دیکھہ اسکو شیدا ہوا — تعشق مین اُسکے دوانا ہوا

اکیلا ہو کہنے لگا اُسکے تئین — کہ ای مہ جبین ای مری نازنین

حسن کو چھڑاتا ہون اس شرط سے — جو تو رات کی رات مجھ سے ملے

مین مانون تری بات اور تو مری — ابھی ہماری خواہش ہی ماتی تری

لگی کہنے تب دل مین گوہر یہہ لا — کہ انکار اس سے نہین ہی بھلا

بہر طور یون گانٹھنی خوب ہی — کہ اک امر دشوار مطلوب ہی

کسی طرح دھوکھے مین رکھئے اسے — کہ جس مین وہ مقصود اپنا ملے

لگی کہنے سنتا ہی ای کوتوال — نہین برملا خوب یہہ قیل و قال

یہی ہی جو منظور خاطر ہوے — تو شب بندہ خانے مین آنا مرے

کیا تو نے مطلب کو میرے قبول — بھلا تیری خواہش بھی ہوگی حصول

سو سنتے ہی خوش ہو کے یکبارہ تب — لگا کہنے اچھا مین آؤنگا شب

یہہ گوہر وہان سے پھر آگے چلی — تھے تشریف رکھتے جہان قاضی جی

کیا جا کے اُنسے بھی یونہین بیان — اُنھونے بھی سنتے ہی یہہ داستان

وہی آرزو اپنی درپیش کی — اور اُنسے بھی اُسنے کہا سب وہی

ہوا وعدہ اُنسے بھی اُس بات کا — اُسی بات کا اور اُسی رات کا

یہہ کہہ سنکے بس اُنسے رخصت ہوئی — اور آکر جگہہ بھی کسیطرح لی

پڑی جبکہ دار القضا بیچ رات — تو حضرت نے پھر زیب و زینتکی صات

اکیلے رکھا گھر سے باہر قدم — پئے جستجوئے بکالن صنم

بھٹکتے تھے گلیونمین پھرتے ہوئے — ہر اک گام لاحول پڑھتے ہوئے

بہر طور بارے نکالا سراغ — گئے گھر کے اندر خوش و باغ باغ

کیا اُٹھکے گوہر نے جھک کر سلام — بٹھایا بتعظیم اور احترام

ہوا اختلاط مقدس شروع — لگی کرنے گوہر خضوع و خشوع

گھلونٹی کی کتنی سعادت ہوئی — جو اس گھر میں حضرت نے تصدیع کی

لگے کہنے کیا معذرت ہی ضرور — بس آغاز ہوا امر عیش و سرور

تہجد کا بھی وقت نزدیک ہی — اور اسپر ہوئی شب بھی تاریک ہی

شتابی سے طبی ہو اگر مدعا — تو جاکر وظیفہ کرون سب ادا

یہہ سنتے ہی گوہر نے بس پھردیا بین — دیا جام مے بھر کے حضرت کو ہین

لگانے ہی منہہ سے بس یکبار جام   جب آنکھون مین کیفیت آگئی تمام
لگے ہاتھ خواہش کے ہونے دراز   اُدھر سے تھا ناز اور اِدھر سے نیاز
کہ اتنے مین دروازے پر کوتوال   بہ تعجیل آیا چلا حال حال
سنانے لگا اپنی آواز کو   کہ تا سمجھے گوہر اُس انداز کو
صدا وہ ہین گوہر وہ پہچانگئی   جو کچھ جاننا تھا اُسے جان گئی
لگی کہنے قاضی سے بس ایکبار   کہ حضرت ذرا ہو جیئے ہوشیار
ہی دروازے اوپر کھڑا کوتوال   اور آے کا رکھنا ہی اندر خیال
گئے چوکڑی بھول حضرت وہین   لگے بھجنے لعن شیطان کئین
کہا کوئی چھپنے کی جا گہہ بتا   مبادا یہہ ملعون کہین دیکھے آ
لگی کہنے گوہر بتاؤن کہان   نہین کوئی جا گہہ چھپاؤن کہان
وہ اور اُسکو سن تھرتھرانے لگے   با بکنے لگے بابلانے لگے
کہا تب یہہ گوہر نے معذور ہون   نہونے سے جاگہہ کے مجبور ہون
مگر سامنے ہی دھری یہہ جو خم   کسیطرح گر ہو سکو اُسمین گم
تو حاضر ہی بس اُس مین جاؤ سما   نہین اِس سوا اور چارہ مرا
وہ فورا غنیمت سمجھ اسکو تئین   گئے خم مین شکل فلاطون وہین
پھر اتنے مین داخل ہوا کوتوال   کئے لذت و عیش و لمس خیال

بٹھایا اُسے بھی باطمنت تمام　　رکھا روبرو لا کے مینا و جام
لگا پی لگی چلنے یکبارگی　　رچاوٹ کی ہر بات ہونے لگی
ہوا رفتہ رفتہ اُسے بھی نشا　　ارادہ وہ کچھ اور کرنے لگا
کہ اِسمین ہی یکبارگی حال حال　　لگی کہنے گوہر سن ای کوتوال
گئی ہی تری عقل سر سے کدھر　　وہ پہنچا وزیر آکے دروازے پر
کیا تو نے رسوا مرے تئین بھی آج　　کہ ایسی فضیحت بنی لا علاج
لگے آگ اِس تیری چاہت کتئین　　اور اِس دوستی و محبت کتئین
ڈبویا مجھے ایسے پردیس مین　　نکل جاؤن اب یہانسے کس بھیس مین
وہ سنتے ہی یکبار نام وزیر　　کہا اب کدھر جلکے ہون گوشہ گیر
کسطرح سے میری تدبیر کر　　شتابی کر اِس مین نہ تاخیر کر
وگرنہ بچے گی نہین میری جان　　یہہ کیا سر پہ آئی بلا ناگہان
مین کیا جانتا تھا یہہ کچھ ہوئیگا　　کہ یون عشق یہہ بھی مرا کھوئیگا
لگی کہنے گوہر کہ مین کیا کرون　　مرا لیا ہی بس جو مداوا کرون
ترے عشق نے کھوئی میری بھی جان　　مین مرنے پہ ہون آپ ہی اب ندان
نہین دوسری اور جاگہہ کوئی　　چھپاؤن جہان تجکو مین غمزدی
یہی ایک صندوق تھا گھر ہی بساط　　سو اسمین چھپ کہان رہو کے احتیاط

یہہ تقریر سنتے ہی بس کوتوال ہوا اوڑ خایف تمام و کمال
لگا کہنے ہی سخت یہہ تو غضب کہ یا تجھے کا پیتھار ہون یو نہین اب
کہین تو بتا مجھکو چھپنے کی جا کہ جسمین ہون کچھ بھی تو اُدھل ذرا
لگی کہنے گو ہر گر ایسا ہی تو چھپا چاہتا ہی بعد جستجو
تو تھیلا یہ ہی سامنے اک دھرا اگر جا سکے تو بس اِس مین ہی جا
غنیمت اِسیکو سمجھ کوتوال سمایا وہین تھیلے مین حال حال
بس اک بار گو ہر نے کر فند چھند کیا مُنہہ کو تھیلے کے اک بار بند
اور اُس خم کے مُنہہ کو بھی باندھا شتاب نہے جسمین کہ حضرت شریعت مآب
یہہ تدبیر دل خواہ جب کر چکی بخوبی فراغت سے پھر سو رہی
ہوا صبح دم جب تو بازار سے بلا ایک دو مزدور ریتا رسے
کہا لو خم اور تھیلا سر پر اُٹھا وہ دونو کو پھر ساتھ اپنے لیا
گئی لے وہان کے در شاہ پر مصیبت کی اپنی بیان سر بسر
تحیر ہوا سنکے کتون کے تئین اچنبھے مین آ رہگئے بس یو نہین
تو ہین شاہ عادل نے سن یہہ کلام کیا رحم حالت پہ اُسکی تمام
یہہ خم کو اور تھیلے کو کر کے وا نکال اُن مین سے دونوہ بیجیا
ہر ایک کتئین دا کے حکم قصاص حسن کو کیا قید سے پھر خلاص

پنہا دونوکو خلعت افتخار ۔ مرخص کیا اپنے شہر و دیار
حسن اور گوہر بچھا جانماز ۔ ہوئے شاکر خالق بے نیاز
دعائیں بہت دیکے اُس شاہ کو ۔ چلے اپنے مقصود کی راہ کو
پھر آخر کو آکر بخوبی تمام ۔ ہوئے داخل اپنے دیار و مقام
لگے رہنے باہم بعیش و سرور ۔ ہوئے ہم مصیبت کے سب دلسے دور
ہوا جسطرح سے دن اُنکا بھلا ۔ یونہیں کل عالم کے ہوں بھلا

* داستان سہ جوان غریب *

سفر میں کہیں تین شخص ایک جا ۔ ہوئے راہ پیما بے رنج و عنا
پڑی آکے جنگل میں جب اُنکو شام ۔ نہ منزل کو طی کرنے پائے تمام
تھکے اور یکبارگی گر پڑے ۔ درختوں میں تک جا کیے بسترے
ہوئی رات غربتکی از بس دراز ۔ لگے کہنے باہم بسوز و گداز
کہ نوبت بنوبت ذرا ہر کوئی ۔ کہانی کہے اپنی بیتی ہوئی
اور اسمیں نہ کوئی اگر کہہ سکے ۔ تو پھر وہ گنہگاری اسکی یہ دے
کہ ہم دونوکو اپنے کاندھے پہ وہ ۔ چڑھا کر کے پہنچا دے اس شہر کو
قبول اسکو تینوں نے باہم کیا ۔ ہر اک سرگذشت اپنی کہنے لگا

* داستان جوان اول *

سنو داستان کو مری دوستان | جو بیتی ہی مجھ پر ہون کرتا بیان
کہ ہم کتنے اک آشنا تھے بہم | طریق رفاقت مین ثابت قدم
تجارت کا شایق ہوا ہر کوئی | خریدی پھر اجناس ہر طرح کی
جہاز ایک مال کر کرائے کیا | لیا رستہ مالک سراندیپ کا
کتنے کتنے دن تو آرام سے | تھے محفوظ گردش سے ایام کے
ولے آخر اک جا پہ ٹوٹا جہاز | بکھر گئے وہ سب دوست اور دلنواز
بہا مین بھی اک تختہ پر یکطرف | خطر تھا نہو جان شیرین تلف
رہا پانی مین سات دن سات رات | ولے بعد ازین پائی آخر نجات
لگا یک وہ تختہ کنارے لگا | کیا سجدۂ شکر مین نے ادا
کنارے سے خشکی پہ پھر آن کر | لگا دیکھنے بارے ادھر ادھر
جو دیکھون تو ہی ایک شہر عظیم | چلا اس طرف کو بحال سقیم
کیا شہر مین جاکے جب مین گذار | تو دیکھا عجب کچھ وہ شہر و دیار
کہ ہر آدمی کے ہین بازو مین پر | خطوط شعاعی سے ہین جلوہ گر
نرالا ہی پھر کچھ زبان و بیان | کہ ہرگز نہین فہم کا کام وہان
اس اشکال کو دیکھ حیرت ہوئی | نہایت ہی اک دل کو وحشت ہوئی
اسی خوف مین تھا کہ پھر اک عجیب | فلک پر سے غول اترا آکر قریب

پری زادین اُس مین نمایان ہوئین — زمین پر ہر اک سو خرامان ہوئین

کوئی توڑتی کھاتی جنگل کے پھل — کوئی کھیلتی پھرتی ہر اک محل

نہاتی کوئی جا کے تالاب مین — کوئی پیرتی خوش ہو گرداب مین

پھر اُنمین سے یکبارگی یک پری — فلک پر مجھے دفعتن لے اُڑی

اُتارا کسی باغ مین جا شتاب — لگی کہنے پھر مجھسے ہو بے حجاب

کہ ای آدمی زاد ای بیوفا — بس اب خوش ہو آیا مرادن بھلا

کہ مین گرچہ جنس پریزاد ہون — ہر اک نوع لذت سے آزاد ہون

ولے تجسے مجکو تعلق ہوا — کہ لائی مین اِس طرح تجکو اُٹھا

بس اب مجسے ہنس بول ہو بے حجاب — اُٹھا منہہ سے شرم و حیا کا نقاب

ہوئی بے تکلف پھر اکبارگی — گلے اِسطرح سے مرے لگ گئی

کہ ہرگز نہ باقی رہی مجھہ مین تاب — بخوبی ہوا دفعتہ بے حجاب

کہون آگے اور اسکے تفصیل کیا — جو عالم مین ہوتا ہی سب کچھ ہوا

خوشی سے لگی کتنے پھر ہمدگر — گذرتی تھی عشرت مین شام و سحر

ہوئے منقضی اِس مین کتنے برس — ہوئی بعد ازین پھر یہ دل کو ہوس

کہ اب آشناؤن سے جا کر ملون — کہون حال اپنا اور اُنکا سنون

کہا پھر مین اُس کے تئین ایکروز — کہ ای یار دلسوز و عالم فروز

خوش آتا نہین اب مجھے یہہ مکان   وطن دیکھنے کو ترپھتی ہی جان

اگر گھر کو رخصت کرے تو مجھے   تو گویا کہ اک سلطنت ہو مجھے

لگی کہنے سنکر کہ ای دلربا   اگر جی ترا گھر کو ہی چاہتا

تو مجکو بھی تیری خوشی ہی قبول   نرہ اپنے دلمین تو ہرگز ملول

بھلا صبح رخصت کرونگی تجھے   اور اک کل کا گھوڑا ابھی دونگی تجھے

کہ یکدم مین پہنچے کہین کا کہین   بھلا تو نہ ہرگز ہو اندوہگین

ہوئی جب سحر تب وہ گھوڑا بنا   سوار اُس پہ اکبار جاکو کیا

قد اُسکا عرا پا مثال شتر   ایال اُسکی جو رنجہ گردن اُپر

دو ہن شتر سا دانت مانند فیل   تن اُسکا سپید مثل دریاے نیل

بہ مشکل یکبارگی وہ اُڑا   کہون کیا مرا حال پھر کیا ہوا

سمجھتا تھا مین کہ کسطرف ہون   کہون کسطرح حال اور کیسے ستون

گھڑی چار کے بعد وہ دیو زاد   ہوا نازل اک کوہ پر شکل باد

لگا دوڑنے پھر ادھر اور ادھر   گرجنے لگا صورت شیر نر

نکلا اس مین پھر کوہ سے اژدہا   وہ گھوڑے کے آکر مقابل ہوا

اُسے دیکھ گھوڑا اُٹھا ہنہنا   بدن جھاڑنے اپنا پیہم لگا

گرا پیٹھ سے اُسکی مین ایکبار   بدن ہو گیا چور بے اختیار

پھر اکبار ہون اور کیا دیکھتا — وہ گھوڑا بنا صورت اژدہا
پھر اسوقت دونون مین کشتی ہوئی — ولیکن عجب کچھ طرح کی ہوئی
کہ اڑنے لگا ایک گرد و غبار — قیامت سی گویا ہوئی آشکار
اس احوال کو دیکھ اکبارگی — پھر اکطرف مین راہ جنگل کی لی
چلا پیادہ پا جب مین دو دن کی راہ — تو حالت ہوئی خستگی سے تباہ
پھر اس مین نظر آیا اک پیر مرد — کہ منہ پر جمی ہوئی ہی سب اسکے گرد
کیا اسکو مین نے جھکر سلام — لگا پوچھنے ڈر کے پھر اسکا نام
کہا مجھکو اک بارگی شور کر — کہ جیدھر سے آیا چلا جا ادھر
یہان دیو کے سب مکانات ہین — ہر اک گام سو سو بلیات ہین
مگر کچھ تو بیزار ہی جان سے — کہ جاتا نہین اس بیابان سے
یہ سنکر گرا اسکے مین پاؤن پر — کہ بھٹکا ہوا ہون مین جاؤن کدھر
اگر تم ہی کچھ ہو مرے رہنما — تو بچتا ہی ہر طرح سے جی مرا
وگرنہ خدا جانے کیا حال ہو — جدھر جاؤن اک مجھپہ جنجال ہو
کہا اسنے تب چل مرے ساتھ آ — دون مقصود کی راہ تجکو دکھا
یہ کہہ کر لیا ساتھ اپنے شتاب — اور آکر دکھائی وہ جائے خراب
کہ بس ڈر سے جاتا رہا میرا ہوش — ہوا وونہین حیرت کے مارے خموش

جو دیکھون تو ہی کچھ بشکل سرنگ   کہ منھہ پر ہی بھاری سا اک جسکے سنگ
وہ پتھر کو اک بار سرکا دیا   اور اُس مین مجھے بند جا کر کیا
جو دیکھون تو کئی آدمی ہین وہان   اور یکطرف کو ڈھیر ہین استخوان
کہا دیکھ اُنمین سے اک نے مجھے   کہ قسمت تری لائی کیون یہان تجھے
وہ آیا جو تھا پیر تجھکو نظر   سو وہ دیو ہی کچھ نہین ہی بشر
یہی کام رکھتا ہی وہ بے حیا   کہ روز ایک دو کے تئین ہاتھ لا
ہی کرتا یہان لا کے ہم سب مین بند   ہمیشہ یہی اُسکے ہین چھند و فند
ہی پھر طعمہ کرتا ہر اک کے تئین   یہی کام رکھتا ہی نت وہ لعین
سوا اِسکے کتنے بز و گوسفند   کنارے ہین وہ بھی یکطرف بند
اِسیطرح اُنکے تئین بھی سدا   کرے ہی سدا صرف ناشتا
کہا مینے بارے وہ ہینگے کدھر   رکھا ہی کدھر اُنکے تئین بند کر
کہا اُسکا شاگرد ہی اک لعین   چراتا ہی جنگل مین اُنکے تئین
گیا ہی چرانے کو لے صبح سے   کہ تا شام پھر اُنکو گھر لے پھرے
غرض جب گیا دن ہوئی رات جب   وہ شاگرد داخل ہوا آکے تب
بز و گوسفند اک طرف باندھ کر   لگا پھرنے وحشی سا ادھر اُدھر
پھر اتنے مین کئی آدمی کو شتاب   کیا سیخ پر رکھ کے اُسنے کباب

بخوبی مزا لیکے کھانے لگا ہر اک استخوان کو چبانے لگا
ہوا سیر جب کھاکے سبکو تمام پیا ایک اُوپر سے پانی کا جام
پھر یکطرف کو جا ہوا مست خواب یہہ سب دیکھ مجکو ہوا اضطراب
قضارا پھر اُس رات کو دیوزاد کہاتا تھا اُسکا جو وہ اُوستاد
پھرا اتفاقا نہ گھر کے تئین یہہ احوال معلوم کر مین وہین
جہان اُسکا شاگرد تھا مست خواب گیا دیکھنے اُسکو با اضطراب
جو دیکھا تو ہی نیند مین بے خبر نہایت ہی بیہوش و بے پا و سر
اُسی کے تئین مین غنیمت سمجھ غنیمت سمجھ عین فرصت سمجھ
اُٹھا اُسکی وہ دونو سیخ کباب دیا آگ پر خوب سا اُنکو تاب
ہوئین آگ مین خوب جسوقت لال چبھودین وہین آنکھونمین حال حال
اٹھا شور کرکے وہ اک بارگی مجھے دلمین سخت اُسکی دہشت ہوئی
وہین اپنے گوشے مین آکر پڑا وہ سر کو زمین پر پٹکنے لگا
ولیکن ہوا اُسکی آنکھون کا کام رہا نور کا اُن مین مطلق نہ نام
کٹی رات جون تون ہوئی جب سحر تو بیٹھا پھر آکے وہ دروازے پر
ہر اک بھیڑ بکری کو تئین اپنی کھول لگا کرنے باہر بخوبی ٹٹول
کہ تا آدمی کوئی جانے نپاے جو اُستاد کی اعتراضی نہ آے

بس اُس حال کو دیکھ میں نے وہیں   لپیٹ اپنے بکری کی یک پوستین
چلا شامل اُنکے اُسی حال سے   نہایت ہی زحمت سے جنجال سے
ہر اک طور اُس در سے باہر ہوا   ہوا باہر اور کر کے شکر خدا
کسی طرف کی راہ لی پھر شتاب   لگا چلنے ہر سو بحال خراب
پڑا آن کر پھر بیابان میں   عجب طرح کے دشت سنسان میں
کئی دن ہوئے یونہیں جب منقضی   تو امید کی صورت نظر اک پڑی
نمایاں ہوا طرفہ اک مرغزار   کہ تھی ہر پرندے کی اُس جا قطار
ہر اک طرف سبزہ لہکتا پڑا   ہر اک طرف پانی جھلکتا پڑا
درختوں میں ہر طرح کے جانور   ریاحین و گل ہر طرف جلوہ گر
نظر آئی اک بار جو یہ فضا   شعف سا طبیعت کو حاصل ہوا
لگا لینے اُس جا ہوا بیٹھ کے   کہ تفریح تک جس سے دل کو ملے
پھر یکبار کیا مجھکو آیا نظر   کہ ہے جا نور کا بنا کوئی گھر
اور اُسکے گھر میں ہیں سات انڈے دھرے   جو ہیں گے بزرگی میں تربوز سے
پھر اُس سات کا ہی جدا سات رنگ   ہوا قدرت حق کتئیں دیکھ دنگ
ز بس کتنے دن کا تھا بھوکا تمام   کیا میں نے ناچار ہو پھر یہ کام
کہ نا حرج اُنمیں سے اک اک اُٹھا   کیا سات دن سب کتئیں ناشتا

پس از ہفتہ جب آٹھوان دن ہوا — تو مونڈھون پر اپنے ہون کیا دیکھتا
کہ ظاہر ہوئے کچھ پر و بال سے — تعجب ہوا مجھکو اِس حال سے
پھر آخر کئی روز مین سر بسر — بدن پر نمایان ہوئے بال و پر
بنا آدمی سے مین شکل پرند — ہوئی میری حالت عجب دردمند
جو لگتی تھی جب آنکر مجھپہ دھوپ — تو تھا اُس پر و بال کا زور روپ
کہ پیہم جھمکتے تھے طاؤس وار — تھی ہر جز تن پر مرے اک بہار
پھر اکبار مجھ مین یہہ ندرت ہوئی — کہ ہر طرف اُڑنیکی قدرت ہوئی
ہوا یکبیک پھر تو مین پر فشان — زمین سے اُڑا جانب آسمان
جہان کے تئین سب نظارا کیا — ہر اک شہر مین جا گذارا کیا
اِسی مین کئی دن کے بعد ایکبار — کیا شہر مین اپنے آکر گذار
جدھر کو محلہ مین تھا میرا گھر — گیا وَ ڈھونڈھتا اُس لب بام پر
لگی دیکھنے وہان کے خلقت مجھے — لگے کرنے سب دیکھ حیرت مجھے
ہر اک کے تئین یہہ تیقن ہوا — کہ شاید یہہ ہی آسمانی بلا
ہوئے فکر مین تا کہ مارین تفنگ — سمجھکر مین اُسکے تئین بد رنگ
کوئی آشنا تھا لیا اُسکا نام — لگا کہنے روداد اپنی تمام
وہ سنتے ہی لوگون کو مانع ہوا — کہا یہہ فلانا ہی وہ آشنا

اُترنے دو دیوار سے آنے دو   نہیں ہے یہ بلا کچھ نہ وحشت کرو

ملا پھر گلے لگ کے اُس یار سے   تب اُس وقت اُترا مین دیوار سے

جو سنتا تھا حیرت عجب یہ اُسکو تھی   کہی سرگذشت اپنی بیتی ہوئی

لگے بھاگنے لڑکے بالے تمام   گیا گھر مین پھر اپنے ہو شادکام

سنا کرتی تھی میرا احال غمین   تحیر ہوا گھر کی بی بی کے تئین

تو جھڑنے لگے پھر مرے بال و پر   کئی سال اُسپر گئے جب گذر

رہا جب نہ اُنکا اثر کچھ ذرا   جھڑا کرتے تھے کتنے دن تک سدا

بدستور وو ہی ہوا آدمی   تو یکبارگی مین بنا آدمی

جو بیتی بہ ترتیب یہ نقل کی   تھی روداد یہ میری بیتی ہوئی

* داستان جوان دوم *

گیا تھا سفر کو مین شہر عراق   مجھے دوستو یون ہوا اتفاق

ہر ایک صبح تھا نو بنو دیکھتا   در و بام تعمیر حیرت فزا

نظر مجکو آتے رہے سو بسو   تماشے عجب طرح کے کو بکو

کہ آئی نظر کوئی رنگین دکان   مگر ایک دن کا کرون کیا بیان

دکھائی دیا زور اہل کمال   پھر اُس مین جوان ایک صاحب جمال

ہم اخلاق کے تھے ہویدا نشان   کہ وہ تھی وجاہت جبین پر عیان

کھنچا دل مرا اُس طرف جو تمام   کیا پاس جا اُسکے جھکر سلام
کی اُسنے پھر اخلاق کی گفتگو   ہوا اور مرہون مین مو بمو
محبت کا ربط ایک پیدا ہوا   ہراک صبح جا اُسکے ملنے لگا
نہ میرے بغیر اُسکو آرام تھا   نہ مجکو سوا اُسکے کچھ کام تھا
ہوا اتفاق ایکدن پھر عجیب   کہی نقل جسکی عجیب و غریب
دو یاں کوئی مجکو آئی نظر   کھڑا ہو لگا دیکھنے مین اُدھر
جھلک ایک مردوکی اُس مین پڑی   وہین آنکھ میری اُدھر جا لڑی
لگا دیکھنے اُسکو دیوانہ وار   کہا پھر یہہ اُسکے تئین ایکبار
کہ پیاسا ہون اک جام پانی پلا   ذرا تشنگی میرے دل کی بجھا
وہ فی الفور شربت کا بھر لائی جام   گلاب اور قند اُس مین دیگر تمام
برغبت پیا مین نے اُسکے تئین   کہا پھر یہہ شوخی سے اُسکے تئین
مگر قند لب تھا کچھ اِس مین دیا   کہ جسنے دیا مجکو اتنا مزا
لگی کہنے ہی آپکا یہہ گمان   وگرنہ یہان قند لب ہی کہان
یہہ رمز و کنکی باتین جو باہم ہوئین   اشاروں کی گھاتین جو باہم ہوئین
میسر ہوا پھر تو پورا وصال   ہوئی صحبت عیش باہم کمال
لگی کہنے یکبار اِس مین کنیز   کہ ہوشیار ہو اور رکھو کچھ تمیز

اہین وہ صاحب خانہ در پر کھڑے　　کوئی دم مین اندر وہین آتے چلے
پھر سنتے ہی مجکو ہوا اضطراب　　کہا پھر یہہ اُس ماہرو سے شتاب
کہ لو مجکو جلدی چھپاؤ کہین　　جگہہ کوئی ایسی بتاؤ کہین
کہا ماہرو نے بصد فکر و خوض　　کہ جا گہہ نہین کوئی اب غیر حوض
اسی مین کسیطرح جا بیٹھیے　　اور اپنے کو جون تون چھپا بیٹھیے
گیا حوض مین مین غنیمت سمجھ　　ہر اکطرح سے وقت فرصت سمجھ
پھر اک اُسمین چھلکا تھا تربوز کا　　سر اپنا اُسی سے لیا مین چھپا
گیا صاحب خانہ گھر کی طرف　　اُسی اپنی رشک قمر کی طرف
ہوا جا کے مصروف بوس و کنار　　نکل گھر سے پھر دفعۃً ایکبار
گیا بیٹھ آ اُس لب حوض پر　　لگا کہنے مہرو سے ای سیم بر
اُٹھا لاؤ گھر سے شراب و کباب　　پئینگے یہین حوض پر بے حجاب
لگا پھر تو چلنے بہم جام مے　　لگے مرتبے عیش کے ہونے طے
اسیمین نظر جو ہین اُسمرد کی　　جو چھلکے پہ تربوز کے پڑ گئی
لگا کہنے مہرو سے یکبارگی　　کہ دیکھو تو تنگ حالت اس پر سمگئی
نہین دیر سے جنبش اسکے تئین　　کھڑا ہی یہہ پانی مین کبسے یونہین
یہہ کہکر لگا مارنے کنکری　　پھر اس مین وہ مہرو یہہ کہنے لگی

کہ کیدھر گیا ہی تمھارا خیال   عجب تم بھی طفلانہ رکھتے ہو حال
ابس اب دو کہیں مجکو جام شراب   ادھر کو ہو مصروف حرف خطاب
یہہ کہکر کے بہلا لیا اُسکے تئین   نشے بیچ بھوندلا دیا اُسکے تئین
خیال اُسکا اودھر سے جاتا رہا   وہی اپنے پینا پلانا رہا
ہوا آن کر خوب جسدم نشا   لب حوض سے اُٹھکے گھر مین گیا
یہی مجکو بس فرصت ایکدم ملی   بس اتنی ہی مہلت غنیمت ہوئی
کہ اکبار مین گھر سے باہر ہوا   جدھر سے تھا آیا اودھر کو چلا
دوگانہ کیا شکر حق کا ادا   کہ فضل اُسنے اسطرح مجھپر کیا
کٹی رات جون تون ہوئی صبح جب   گیا پھر مین اُس آشنا پاس تب
بیان اُسسے کی اپنی سب واردات   کہ کل اسطرح کی ہوئی مجھپہ بات
وہ سنتے ہی یکبار حیران ہوا   پھر اتنے مین مجکو یہہ کہنے لگا
کہ کس جا ہوئی تم پہ یہہ واردات   دکھا دو تو اُس گھر کو ہو میرے ساتھ
یہہ کہکر دکان سے اُٹھا ایکبار   لیئے آیا مین اُسکو بے اختیار
اُسی گھر مین جس جا ہوئی تھی وہ بات   جہان مجھپہ گذری تھی وہ واردات
ولے پھر تو تحقیق آکر ہوا   کہ وہ تو حویلی اُسیکی ہی تھا
وہ مرد ہی عورت اُسی شخص کی   ہی ناموس و حرمت اُسی شخص کا

پس یکبار اُس حوض کے پاس جا بہیبت وہ مجھسے یہہ کہنے لگا
نہان کال اسے حوض اندر شتین ہوا تھا وہ معلوم یکسر حسین
نہان اب کرو ہمسے سارا بیان عیان کو نہین خوب کرنا نہان
ہوئی تب تو وحشت مجھے پھر تمام کہ یہہ کیسا مرنے کا آیا مقام
نہایت ہی دل مین ہراسان ہوا اُس اپنے کیے کا پشیمان ہوا
بہت غور کر دلمین تب اُسگھڑی یہی جلد حرفت کی تمہید کی
کہ جو کچھ کہا تھا وہی پھر کہا مگر اور اتنا کہا اُسسے سوا
کہ تھی خواب مین بہی صحبت رہی جو آنکھ اسمین یکبارگی کھل گئی
نہ پھر حوض آیا نظر نہ وہ گھر نہ وہ ماہ پارہ نہ رشک قمر
خدا جانے تعبیر اسکی ہی کیا اگر پا سکو تم تو دو کچھ بتا
جو ان نے کہا خواب مین تھا مگر تماشا یہہ تم پر عیان سربسر
کہا مینے اور آپ سمجھے ہین کیا یہہ گذرا ہے سب خواب مین ماجرا
وہ سنکر ہوا بارے اسکو خموش بجا آئے میرے بھی پھر عقل و ہوش
پھر اُسنے مجھے ہنسکے رخصت کیا دوگانہ ادا مین کیا دوسرا
خدا نے بلا سے بچایا مجھے نئے سر سے عالم دکھایا مجھے
کہانی یہہ تھی میری بیتی ہوئی جو خدمت مین احباب کے نقل کی

* نقل جوان سیوم *

جوان سیوم کی جو نوبت ہوئی — اُسے اپنے کہنے مین حیرت ہوئی

لگا کہنے کچھ یاد مجھکو نہین — نہ باتین ای کچھ بات مجھہ پر کہین

کرون نقل بے اصل کیونکر بیان — مجھے اسمین معذور رکھئے یہان

لگے کہنے تب دونو وہ آشنا — کہ خیر اب گنہگاری کیجے ادا

سوار اپنے کاندھے پہ ہم کو کرو — شتابی سے پہنچادو اُس شہر کو

وہ ہی روبرو منزل آتی نظر — کچھ اتنی بھی یہان سے نہین دور تر

ہوا تب وہ لاچار اور کچھ ملول — لگا کہنے اچھا کیا مین قبول

بٹھا دونو یارون کو تئین دوش پر — گیا نیک تھا روبرو جو نگر

قضارا وہان دختر شہریار — کہ تھا جسکے فرمان مین وہ دیار

جھروکھے پہ بیٹھی ہوئی تھی کہین — نظر دور سے کرکے اُن کو تئین

تعجب مین یکبارگی آ گئی — بلا کر پھر اُن سب سے کہنے لگی

کہان کسطرح کا ہی یہہ ماجرا — کہو مجھسے بھی بھید اِس بات کا

کہا تب وہ دونو نے یکسر بیان — کہ یہہ کچھ ہی ہم تینو کی داستان

ہنسی تب تو سنکر وہ یکبارگی — اور اُس تیسرے سے یہہ کہنے لگی

کہ حیف اِس ترے مرد ہونے کو تئین — جو کچھ آج تک تجھہ سے ہوئی نہین

کہ نہین سرگذشت اپنی کچھ تجھکو یاد ۔ جو کہنا اُسے کچھ نہ کچھ کم زیاد
مین ہون ذات عورت کی لیکن تمام ۔ ہی یاد اپنی روداد ما لا کلام
جوان سیوم نے دیا ست جواب ۔ کہ ای دختر شاہ والا جناب
مرے بدلے تم ہی کہو کوئی بات ۔ جو یاد اپنی کچھ تمکو ہو واردات
بھلا مین تمھارے ہی اشتیاق سے ۔ بچون آج اس محنت ساق سے
سماجت یہہ کی اُسنے جب ہوکے زار ۔ لگی کہنے تب دختر شہریار
کہ اچھا ترے بدلے مین ہی کوئی ۔ بیان کرتی ہون اپنی بیتی ہوئی

* حکایت دختر بادشاہ *

سنو ای عزیزو مری واردات ۔ جوانی مین گذری عجب مجھپہ بات
کہ اکروز تھی بام پر مین چڑھی ۔ تماشا خلایق کا تھا دیکھتی
نظر مجھکو آیا کوئی نوجوان ۔ نہایت طرحدار و سرو روان
گیا جی مرا اُسپہ بے اختیار ۔ دوانی ہوئی دیکھکر ایکبار
نکلنے لگی سینے سے آہ سرد ۔ لگا ہونے دل مین تعشق کا درد
ہوئی ایکدو دن مین ایسی نزار ۔ کہ چہرہ پہ غم ہو گیا آشکار
مری دائی مجھسے یہہ کہنے لگی ۔ کہ واری مین تیرے تصدق ہوئی
تیا کہانے ہی تو اتنی ملول ۔ جو کب سے ہی مرجھا رہی جیسے پھول

کئی درد دل کا ہین اُس سے بیان — کہ یون کچھ مرے غم کی ہی داستان
اگر اُسکو لا کر ملا دے مجھے — تو گویا سر نو جلا دے مجھے
وگرنہ خدا جانے کیا حال ہو — کوئی دن کو مردے کا سا حال ہو
کہا سنکے دائی نے امی ناز نین — نہو دلمین بس اپنے اندوہگین
سنبھال اپنے کو ہو نہ اتنی اُداس — مین لے آتی ہون اُسکو مین ترے پاس
یہ کہکر گئی فکر و تدبیر مین — کہ وہ فیل مست آوے زنجیر مین
کئی دن مین پھر کام کر ایکبار — یہ لا دی خوشی کی خبر ایکبار
کہ لے مین لگا لائی مطلوب کو — تری جان اور دل کے مرغوب کو
وہین پھر محل بیچ لائی بلا — مرے پاس مسند کے بٹھلا دیا
لگے ہونے پھر چرچے اور اختلاط — ہوا گرم بازار عیش و نشاط
ہوا جام گلگون کا پھر اس مین دور — بنا آکے مجلس کا کچھ اور طور
کہ اہل طرب کا بھی جلسہ بندھا — دف و چنگ و مردنگ بجنے لگا
پھر اسمین ہی یکبار پہنچی خبر — کہ آئے شہنشاہ دروازے پر
ہوئی سنکے فی الفور مین بے حواس — کہا اُس جوان کو جو تھا میرے پاس
کہ حجرے مین جا کر چھپو تم شتاب — مگر دلمین کرنا نہ کچھ اضطراب
شہنشاہ ہین یہ مرے قبلہ گاہ — یونہین دیکھنے آتے ہین گاہ گاہ

ابھی دیکھ کر دم میں اُٹھ جائینگے | زیادہ نہ تشریف فرمائینگے
کوئی دم میں لونگی میں تکو بلا | خبردار جی میں نہو نا خفا
چھپا جا کے حجرے میں وہ نوجوان | لگا قفل در پر پھر اُسکے وہان
نہیں آ بیٹھی مسند پر اپنی شتاب | پھر آئے شہنشاہ عالیجناب
کیا میں نے اُٹھکر ادب سے سلام | لگے کرنے شفقت کے کلمہ کلام
نظر کر کے مجلس کے سامان کو | لگے پوچھنے مجھ سے حیران ہو
کہ بابا یہ چاہی کسطرح کا | یہ گانا بجانا ہی کسطرح کا
کہا میں نے — ن | کہ میں بھی ذرا آج گانا سنون
لگے کہنے اچھا سنو میری جان | کسی طرح سے خوش رہے تیری جان
بھلا ہم بھی جی اپنا بہلائینگے | کہ شب کا بھی خاصہ یہیں کھائینگے
یہہ کہکر جو بیٹھے وہ عالی صفات | تو بیٹھے رہے سات دن سات رات
کسی کو نہ فرصت ملی اسقدر | جو لے اکل و شرب جوان کی خبر
گئے اُٹھ آٹھویں دن شہنشاہ جب | تو اُٹھکر میں گئی اُس جوان پاس تب
جو دیکھوں تو ہی وہ جوان مرگیا | تاسف کا ہی داغ دیکر گیا
لگا اُسکو چھاتی سے میں دیر تک | رہی روتی کہہ کہہ کے ہاے ڈنک
عوض تیرے مجکو نہ کیوں موت آئی | جو دی لاش تیری مجھے یوں دکھائی

مین کیا جانتی تھی یہہ ہوگا عذاب — ہوئی باعث اس مریکی مین ہی سب

پھر آخر ہوا دفن کرنا ضرور — کہ تا ہون نہ آگاہ اہل شعور

مگر تھی یہہ حیرت کہ کیونکر اُٹھاؤن — اور اس بات کو کسطرح سے چھپاؤن

پس اُسوقت دائی کو مین نے بلا — یہہ وردنہان اپنا اُس سے کہا

کہا اُسنے کون ایسا ہی رازدار — جو یہہ بات ہونے نہ دے آشکار

اور اُسکو بھی کردے کہین دفن جا — کہ جس مین نہ یہہ بات ہو برملا

مگر وہ ہی حبشی ترے باپ کا — جو ہی گا وگا [illegible] اون بلا

گر اُسکو تو فرمائیگی اپنا کام — [illegible] دن انصرام

لگی کہنے اچھا اُسے لو لے آ — وہ گئی اور جلدی سے لائی بلا

لگی کہنے مین اُس سے ہو ملتجی — کہ تجھسے ہی آج اِک حاجت مری

کسیطرح اس لاش کو دفن کر — نہ ظاہر ہو یار و اغیار پر

وہ بدبخت سنتے ہی بولا یہہ بات — کہ اچھا لگی آج تو میری گھات

ہکلاتی ہی کب سے مری تم پہ جان — کہ مجھپر کسی طرح ہو مہربان

ولے اپنی صورت سے معذور تھا — کہ محروم تھا اور مجبور تھا

نہ تنہا اپنا پاتا تھا مین اسقدر — جو کچھ حال دل کا کہون عرض کر

خدا نے دعا بارے میری سنی — کہ اس طرح ہم سے عرض آ بنی

بس اب آرزو ہوے میری قبول | تو مطلب یہ ہو آپ کا بھی حصول

وگرنہ چھپاؤنگا کب ایسی بات | کہونگا شہنشہ سے یہہ واردات

کہ آتے ہیں یون رات محل مین جوان | یہہ کچھ حال ہوتا ہی اُنکا نہان

مین رہ گئی وہ یہین سنکے یہہ بات دنگ | کہ حبشی نے کیسا نکالا یہہ رنگ

نہ معلوم تھا مجھکو یہہ ماجرا | کہ یہہ کچھ ہی کفر اسکے دلمین بھرا

لگے آگ اس شوخ رو شکل کو | جو عاشق مرا یہہ بھی بدبخت ہو

پھر آخر یہہ پڑھ مینے دلمین کہا | کہ سچ مر ہی نبچا برے دن کا

مقدر تھا نہ چاہا تھا کسی سے بزی | دکھاوے جو تقدیر وہ ہی سہی

کیا جان پر اُسکے پھر مین نے صبر | سہا جو کے سہنا تھا قسمت مین جبر

پتنگ کا ہوا فرش لوہو لہان | رہی غش مین تا دیر مین ناتوان

کیا اپنا منہہ کالا حبشی نے جب | جو اُنکی اُٹھالے گیا لاش تب

کیا دفن جا کر کہین اُسکے تین | مین غم مین رہی اُسکے چندے غمین

پھر اکثر وہ حبشی مجھے دیکھ کر | اشارے کیا کرتا شام و سحر

مجھے صورت اُسکی لگا کرتی زہر | ہوا کرتی دلمین سدا زہر و قہر

کہی اپنی دائی سے پھر مین یہہ بات | کہ مشکل ہوئی ہی مجھے اب حیات

کہان تک چھپے جاؤن اِسکے نکل | لگا جان کو میری کیسا خلل

ساتھ نکلے دائی نے منت ہو خفا ہون کرنی مین فکر اُس موے ذیو کا
ہوئی گھات مین پھر وہ اسکے مدام لگی رہنے قابو مین ہر صبح و شام
پھر یکدن وہ موذی جو چھت پر چڑھا سر بام جا کر ہوا اٹک کھڑا
کہا مجھ سے دائی نے قابو ہے آج کہ اب مجھسے جو ہو سکے کچھ علاج
دبے پاؤن مین وہین چھت پر گئی اور آہستہ پیچھے سے یکبارگی
ڈھکیلا زمین کو وہین دفعتن ہوا پاش اُسکا وہ سارا بدن
نکل گئی اسی چوٹ مین اُسکی جان فراغت ہوئی مجکو بیٹھے ندان
پھر اس مین اُٹھی میری شادی کی بات ملتان کے شاہزادے کے ساتھ
مجھے فکر سنکر پھر اسکا ہوا کہ اب پردہ کیونکر رہے گا مرا
امانت مین ہے جو خیانت ہوئی سو آفت ہوئی ہے قیامت ہوئی
وہ معلوم کر کیا کہے گا مجھے کہے گا خدا جانئے کیا مجھے
اسی غم مین جھرتی تھی شام و سحر نتھی حال سے اپنے مجکو خبر
پھر آخر کو آئی جو شادی کی رات تو گذری مری عقل مین یہی بات
کہ چنکر خواصون مین اک نازنین نہایت طرحدار اور مہ جبین
پنھایا اپنا جوڑا اُسے بیاہ کا جو تھا عطر اور ارگجون مین بسا
بہ حکمت ملایا اُسے اُسکے ساتھ رہی بیٹھی آپ یکطرف کرکے گھات

وہ دولھا نے از بسکہ پی تھی شراب　　نشے میں پڑا تھا بحال خراب
ہوئی کچھ نہ اُس وقت اُسکو تمیز　　کہ دلہن پلنگ پر ہی یا وہ کنیز
اُسی اپنی مے کے نشے میں وہ کام　　کیا اُسنے کرنا تھا جو کچھ تمام
اور از بسکہ ناسفتہ تھی وہ خواص　　لہو کا بھی ظاہر ہوا اختصاص
یہ سب کچھ کہ طی ہو چکا جس گھڑی　　اور ایکبار دولھا کو نیند آ گئی
تو اُٹھ گئی پھر آہستہ سے وہ کنیز　　نہ دولھا کو غفلت میں ہوئی کچھ تمیز
تب آہستہ سے میں پلنگ پر گئی　　مچاں کر رہی بارے یک موند کری
گئی رات اور پھر ہوئی صبح جب　　کھلی آنکھ اُس شاہزادے کی تب
گلے سے پھر اپنے وہ مجھکو لگا　　وہی اختلاط اپنے کرتا رہا
یہ لونڈی وہ جھاں مجھ سے کھانے لگی　　انائی کنائی سنانے لگی
جو پاوے چھری کو تو مجھکو بنائے　　کہوں کیا کہ جس جسطرح رشک کھائے
رہوئی ناخوش ہے اُسکے لاچار میں　　لگی رونے شام و سحر زار میں
اُٹھایا مرا اُسنے نہایت ہی جب　　کیا پھر میں لاچار یہ فکر تب
کہ یکدن کوئی پر کہیں تھی کھڑی　　میں آہستہ سے اُسکے پیچھے گئی
دھکیلا اُسے بھی اُسیطرح سے　　موئی وہ بھی حبشی ہی کی طرح سے
گرپڑنے میں وہ اِسطرح جب گر پڑی　　تو یکبارگی شور میں کر اُٹھی

کہی ہی گری میری خاص خواص　　جسے میری خدمت مین تھا اختصاص
بہر حال سر سے گیا وہ بھی شر　　رہا پھر نہ باقی مجھے کچھ خطر
گذرنے لگی عیش مین صبح و شام　　ہوا شور عشرت کا میری تمام
ہی تب سے مرا اپنا تک وہ سہاگ　　کہ آپس مین دونو دلونکی ہی لاگ
یہہ تھی سرگذشت اور مری واردات　　کہ ہی جسکی یکیک مجھے یاد بات
مگر حیف ہی تجھکو ای نوجوان　　جو گذری نہین تجھ پہ کچھ داستان
ولیکن ترا بھی نہین کچھ قصور　　کہ ہر ایک کا مختلف ہی شعور
نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد　　خدا پنج انگشت یکسان نکرد

* داستان کامگار شاہزادہ *

کوئی شاہزادہ تھا عالی وقار　　کہ نام اسکا مشہور تھا کامگار
شجاعت مین ایسا کہ اسفندیار　　سخاوت مین ایسا جو ابر بہار
ریاست کا جوہر تھا اسپر تمام　　بشادت کے عالم مین مالا کلام
ولی عہد تھا اپنے جائے پدر　　تھا فرمان روائی مین شام و سحر
پہنچتا تھا یکسر قوانین کو　　سمجھتا تھا ملکون کے آئین کو
وزیر اسکے آگے معطل رہا　　چراغ اسکا ہرگز نہ روشن ہوا
لگا کھانے دن رات اسکے حسد　　ہوئی اسکو منظور یہہ جد و کد

کہ شہزادے پر باندھ کچھ افترا   کرے باپ کے پاس سے وہ جدا
پس اِکروز جا کر کہا شاہ سے   نہایت ہی یک نالہ و آہ سے
کہ شہزادہ غالب پڑا آپ پر   مسلط ہوا ملک میں سر بسر
عجب کچھ نہیں قوت بخت سے   اُٹھا دیوے اب آپ کو تخت سے
سپاہ و رعایت ہیں پرزے میں سب   دل و جان سے متحد اُسکے اب
بُرے طور آتے ہیں مجھکو نظر   خدا جانئے کیا ہو شام و سحر
اگر آپ سے کیجیے اُسکو جدا   تو رہتے ہو کشور پہ فرمان روا
نہیں آج کی بات کیجے کا یاد   کہ ہوونگے کیا کیا عجایب فساد
شہنشاہ سنکر یہہ اُسکا کلام   ہوا شاہزادے سے بدظن تمام
غرض گو کے سمجھا نہ کہ سخن   کیا اُسکو فوراً جلائے وطن
نکل کر چلا شہر سے کامگار   کیا دشت غربت کتئیں اختیار
وزیر اپنی تدبیر سے خوش ہوا   کہ بارے عدو کو میں خارج کیا
مگر تھا خلف اُسکا جو نوجوان   تھی شہزادہ سے اُسکو الفت نہان
زبانوں پہ نام اُسکا تھا ہوشمند   کہ تھی عقل اور ہوش اُسکے بلند
وہ سنکر یہہ روداد یکبارگی   کہ شہزادے پر آئی آوارگی
رفاقت کو آ کر کیا اختیار   تجا اپنا فی الفور یار و دیار

یہ دونو چلے ہوکے جسدم بہم   بیابان غم مین قدم با قدم
پھر ایک تیسرا بھی کوئی آ ملا   جو سوداگری بیچ مشہور تھا
اور اُسکا بھی زرگر کوئی یار غار   قدیمی جو مدت کا تھا دوستدار
ہوا آن کروہ بھی اُن مین رفیق   غرض چارون ملکر ہوئے ہم طریق
لگے پھرنے ہر سو نگر در نگر   سفر مین لگے رہنے شام و سحر
یونہین پھرتے پھرتے جو یکبارگی   ہوئی آ کے تکلیف گذران کی
کیا بے زری نے نہایت غمین   ہوا دلمین شہزادہ اندوہگین
ملول اُسکے تئین دیکھ کروہ وزیر   جو ہر مصلحت مین تھا رہتا مشیر
لگا کہنے حضرت نہو جیے اُداس   نہ خاطر مین کچھ لاؤ یاس و ہراس
خدا پر نظر اپنی رکھئے سدا   ہی کرتا وہی سب کی حاجت روا
مرے پاس ہین چار لعل اسقدر   کہ جو اُنکے تئین دیکھے صاحب نظر
تو مول ایکدانہ کا اتنا وہ دے   کہ کچھ جسمین حاجت نہ باقی رہے
اِسی دن کی خاطر وہ تھے کبکے پاس   جو تکلیف سے ہم نہون بے حواس
مگر اب کوئی شہر ایسا ملے   کہ جسمین خریدار اُنہون کا ملے
کرین دانہ اُسمین سے تا کوئی جدا   جو اسباب پہنچے بہم قوت کا
سو نزدیک سنتے ہین شہر عظیم   وہین جاکے پہنچینگے تب ہم ...

ہوا اُسکے نقش اسکے تئین کا نگارہ — کیا دیر تک شکر پروردگار

گیا دن گذرا اور ہوئی جبکہ رات — تو یکبار ہوتی ہی کیا واردات

کہ چارون کی چوکی مقرر ہوئی — ہر اک نے وہ اک پہر کی بیدری

پہ زرگر کی نوبت جو آئی جسگھڑی — تو اُسنے خیانت وہ لعلونکی کی

چرائے وہ چارونکے پارون تمام — اور اُسپر کیا پھر یہ اک اور کام

کہ لعلونکی جا سنگ ریزے رکھے — جو تا اُنکی جاگہ نہ خالی رہے

گئی رات اور صبح جس دم ہوئی — تو پھر چارون نے راہ منزل کی لی

قریب آن کر پہنچے جب شہر کے — تو پھر بیٹھ آپس مین کہنے لگے

کہ اب فکر و تدبیر کچھ کیجیئے — سراغ خریدار کو لیجیئے

اسی مین پھر اکبارگی جو وزیر — لگا ڈھونڈھنے گوہر بے نظیر

تو لعلون کی جا کنکر آئے نظر — اچنبھا سا کچھ ہو گیا سر بسر

تب اُس شاہزادے سے کہنے لگا — کہ حضرت یہہ کیسا ہوا ماجرا

جہان لعل تھے سنگریزے ہین وہان — اور اُنکا رہا کچھ نہ باقی نشان

ہمین چار تھے رات کو چوکیدار — یہہ کیدھر سے چور آپڑا ایکبار

خیانت کا پھر کس پہ کیجے گمان — کسے سمجھئے چور آپس مین یہان

البتہ مری کیجئے اس گھڑی — کہ مجھ پر یہہ غیبی ہی آفت پڑی

ہوا اسنکی شہزادہ حیران سا　　وہ بے بہرہ مروت سے کہنے لگا
کہ جانے نہ دے اب اسکے تئین اے وزیر　　نہین ہوگا کچھ یہہ فواید پذیر
ہوا سو ہوا بس فراموش کر　　تو ہی ہوشمند عقل اور ہوشکر
کہ کچھ دوستی مین نہ آوے خلل　　نہین خوب یارون مین جنگ و جدل
وزیر اسکو سنکر یہہ کہنے لگا　　کہ خیر آپ نے ایسا بھی کہتے ہین کیا
مرا مال اس طرح سے مفت جاے　　اور ایسے مزا بھی نہ چور اسکی پاے
یہہ زنہار زنہار ہوگا نہین　　نہ جب تک کہ پکڑو نہین خاین کتئین
یہہ کہکر وزیر اور ہو بیحواس　　گیا شہر مین وہانکے حاکم کے پاس
اور اپنا وہ سارا کہا ماجرا　　کہ یون سانحہ ہم پہ وارد ہوا
لگا کہنے حاکم یہہ سنکر بیان　　کہ شاہد گواہ اسکے ہین کہان
نہین بن گواہی کے کچھ لگتی بات　　ہی آئین انصاف کی یہی بات
وزیر اسکو سنکر فسردہ ہوا　　بہ تشویش اندوہ گھر کو پھرا
ملا راہ مین اسکو اک پیر مرد　　تھی ذات اسکی علم فراست مین فرد
لگا دیکھکر کہنے اسکے تئین　　کہ کسواسطے ہی تو اندوہگین
وزیر اسنے کہنے لگا ماجرا　　کہ یون واقعہ مجھہ پہ طاری ہوا
کہا اسنے عورت ہی یہان اک ذہین　　تفرس مین کوئی اسکا ثانی نہ

خردمندی مین بھی وہ روشن تمام　　ہی مشہور گوہر پسر آس زن کا نام

تو اُس سے گر اپنا کہے ماجرا　　تو وہی کرے گی بہ حاجت روا

پکڑ دے گی دم مین زرے چور کو　　کہ کی جسنے چوری حقیقت مین ہو

وزیر اسکو سنکر گیا اُسکے پاس　　نہایت ہی مغموم اور بیحواس

کیا ماجرا اپنا سارا بیان　　نہان کو کیا اُسپہ یکسر عیان

کہا اُسنے تم چار دن مل وقت شام　　مرے پاس آنا مین کرونگی کام

کرونگی مین دریافت اسکے تئین　　جو ہووےگا خائن چھپےگا نہین

وہ لے چار دن یکپک پھر میرے پاس　　رہین تا ہون سبکی حقیقت شناس

گیا سب کو تئین شام کو لے وزیر　　تھی رہتی جہان وہ زن بے نظیر

لگی شاہزادون سے کہنے وہ زن　　کہ پہلے ہی تم سے ہی میرا سخن

سنو یک کہانی ہون کرتی بیان　　ترے روبرو مین ای شاہ جہان

* حکایت زن عاقلہ و برآمدن ہر چہار لعل *

تھے رہتے کسی شہر مین دو رفیق　　رفاقت مین باہم سدا ایک طریق

محبت کے عالم مین وہ طاق تھے　　وفا مین وہ مشہور آفاق تھے

یہ رسم تھی اُس شہر کی ظاہرا　　کہ ہوتا تھا جب روز نوروز کا

تو دریا پہ ہوتا خلق کا اژدحام　　رہا کرتا کئی دن تلک صبح و شام

تماشے کو آنے صغیر و کبیر   وضیع و شریف اور برنا و پیر
قضارا وہ دو نو جوان بھی کہین   گئیے مل کے وہان سیر کرنے کے تئین
جو دیکھین تو یک خلق کا ہی ہجوم   تماشونکی ہر طرف ہی ایک دھوم
ہزارون پری زاد اور نازنین   ہزارون پرجدار اور مہ جبین
ستارون سے ہین ہر طرف جلوہ گر   ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر
نہین ہی خبر ایک کو ایک کی   یہہ کثرت ہی کچھ خلق کی ہو رہی
اسی دھوم مین دونون وہ آشنا   ہوئے یک دگر سے ذرا وہان جدا
نہ اسکو رہی مطلق اسکی خبر   نہ اسنے یہہ جانا گیا وہ کدھر
اسی مین پھر ان دونو مین سے جو وہان   ہوا وارد یک جا کہین ناگہان
تو آیا میانہ یک اسکو نظر   کہ تھی جسمین محبوب رشک قمر
ہوا اسسے جو پردہ اٹھا ایکبار   تو قدرت خدا کی ہوئی آشکار
گرا پر وہ پھر آن کی آن مین   جوان کے ہوئی بیکلی جان مین
لگا تلملانے وہین متصل   لگا تھامنے ہاتھ رکھ رکھ کے دل
ہوا خلق کا آکے سر پر ہجوم   تماشائیون کی ہوئی ایک دھوم
اسی مین وہ بچھڑا ہوا آشنا   کہین آن پہنچا اسے ڈھونڈھتا
جو دیکھے تو یہہ کچھ ہی حال رفیق   ہوئی دیکھکر حالت اسکی رقیق

لیا دونہین سر اپنے زانو پہ دھر	لگا پونچھنے اُسکی مژگان تر
لگا کہنے اے دوست کیا حال ہی	یہہ کہو واسطے تیرا احوال ہی
ہوا دم کے دم مین تو کسکا شکار	گیا کون تیرے تئین تیر مار
ہوا کسکا زخمی بتا تو مجھے	کچھ اندوہ دل کا سنا تو مجھے
بتا کچھ تو اُسکا تو نام و نشان	کرون جا کے لے آؤن مین اُسکو یہان
جوان نے یہہ سنکر دلاسے تمام	کہا یار بتلاؤن کیا اُسکا نام
خدا جانے کیسا طلسمات تھا	جو یکدم پہ چھلاوا سا جاتا رہا
نہ نام اُسکا پایا نہ اُسکا نشان	نہ معلوم کچھ کرنے پایا مکان
مگر اُسکے چہرے کے سب خط و خال	جھنہین سے وہ رکھتا تھا زینت جمال
منقش وہ سب دل پہ ہین ہو رہے	اگر اُنکو پوچھے تو کہدون تجھے
رفیق اُنکے تئین بوجھ کر سر بسر	لگا کھینچنے ایک کاغذ اُپر
ہوئے جب وہ تیار تصویر سے	تو یکبار رگی ہاتھ مین اُسکے دے
وہ کرتے ہی اُس پر نظر ایکبار	لگا کہنے ہان سب یہہ نقش و نگار
بعینہ اُسی شکل کے ہین کھنچے	اسی شکل نے بیکلی دی مجھے
بس یکبار کاغذ کو وہ آشنا	لئے ہاتھ مین اُس سے رخصت ہوا
لگا ڈھونڈھنے ہر طرف اُسکے تئین	کہ پیدا کرے جا کر اُسکو کہین

پھرا ملک در ملک لیل و نہار ولیکن نپائی کہین زین نہار
ہوا تب تو حیران وہ آشنا بناچار اسی شہر کو پھر پھرا
ولے دلمین سخت اپنے محجوب تھا کہ منہہ آشنا کو دکھاؤن گا کیا
اسی سوچ مین اپنے گھر کنے تئین گیا حیرت آگین و اندوہ گین
ولے بسکہ مغموم تھا ہو رہا نہ گھر بیچ اپنے وہ ہرگز گیا
پڑا جا کسی گھر مین ہمسائے کے غم و درد و اندوہ اپنا لئے
سنی زن نے اُسکی یہہ جو ہین خبر بلا کر کہا دائی کو زود تر
کہ دائی یہہ دے جا کے اُن کو پیام کہ کیسا یہہ سنگین دل کا ہی کام
گئے بیاہ کر مجکو جس روز سے ہون مرتی تئین اندوہ جانسوز سے
نظر بھر کے بھی تمکو دیکھا نہین مرا کوئی ارمان نکلا نہین
پھرا سپر جو مدت مین آئے بھی ہو تو اسطرح باہر رہے ہو گے سو
بھلا یہہ بھی ہی کوئی محبت کی چال ذرا تو اسے دل مین کیجے خیال
گئی لیکے دائی یہہ زن کا پیام سنایا بخوبی اُسے جا تمام
جوان سنکے اسکے تئین چپ رہا جواب اسکا مطلق نہ اُسکو دیا
پھری دائی حسرت زدہ اور اُداس لگی آن کر کہنے بی بی کے پاس
کہ مینے تو پہنچا دیا سب پیام پہ کرتے نہین کچھ وہ کلمہ کلام

خدا جانئے اسکا باعث ہی کیا — سمجھتی نہین ہون مین اسکو ذرا
ہوئی سنکے بی بی کتئین بیکلی — نہایت ہی بیتاب و مضطر ہوئی
لیا منہہ پہ لاچار اپنے نقاب — چلی گھر سے کھاتی ہوئی پیچ و تاب
کیا جا کے شوہر کنئین پھر سلام — لگی کہنے بیتابی اپنی تمام
کہ بتلاؤ تو اسکا باعث مجھے — ہو کیون آن کر گھر کے باہر رہے
ہوئی مجھہ سے تقصیر ایسی وہ کیا — کہ دیتے ہو مجھکو یہہ جسکی سزا
مین کبتک تڑپتی رہون صبح و شام — رہون کب تلک جیتی لے لیکے نام
بھلا ہی اگر مار ڈالو مجھے — جدائی کا پر داغ مت دو مجھے
ہی اس جینے سے مجھکو مرنا بھلا — کہ اسطرح تم سے رہون نت جدا
وہ شوہر زبس غم مین بیہوش تھا — سنی زن کی آواز جو ہین ذرا
وہین کھول کر آنکھہ دیکھا اُسے — نظر جون پڑا اُسکا نقشا اُسے
موافق نظر آیا کاغذ کے سب — لگا دلمین کہنے یہہ خوش ہو کے تب
کہ بارے وہ مقصود حاصل ہوا — تجسس مین تھا جسکی مین جا بجا
پھرا واسطے جسکے مین در بدر — سو اپنے ہی گھر مین وہ آیا نظر
گیا اُٹھہ کے گھر مین شتابی وہین — لگا کہنے زن سے سن ای نازنین
حقیقت مین یون ہی میری واردات — بنی ہی اب اسطرح سے آگے بات

وہ ہی آشنا جان و دل سے مرا   سراپا مجسم بصدق و صفا
مجھے اُس سے ہی یاری و دوستی   جدائی نہین ہی کبھی بات کی
جو ہی جان پر اُسکے اب آ بنی   مصیبت سے ہی روز و شب آ بنی
نہین دیکھ سکتا مین اِس حال کو   یہہ زحمت کو اور اُسکے جنجال کو
خوشی میری گر تجھکو منظور ہی   نشے مین مرے گر تو مخمور ہی
تو کہتا ہون جو مین تجھسے اُسکو مان   چل اب اُسکے ہان تا بچے اُسکی جان
برا حال آتا ہی اُسکا نظر   خدا جانئے کیا ہو شام و سحر
مرا دوست اور یار جانی ہی وہ   مرا باعث زندگانی ہی وہ
بس یک عمر مین وہ ہی اک آشنا   زمانہ سے میرے نہین ہی ملا
کہان دوست ملتا ہی ایسا کہین   کہ دنیا مین بو دوستی کی نہین
اگر اُسکی خاطر نہ ہرگز رکھون   تو کب آشنائون مین محسوب ہون
سنا زن نے شوہر کا جون یہہ کلام   ہوئی اُسکو یکبار حیرت تمام
لگی کہنے کیا خوب یہہ تو کوئی   عجب طرح کی بات تمنے کہی
مگر کچھ دوانے ہوئے ہو گئے تم   کدھر کو تمھاری ہوئی عقل گم
لگے آگ اِس آشنائی کتئین   اور اِس طرح کی باوفائی کتئین
کدھر ننگ و غیرت تمھاری گئی   یہہ کسطرح کی عقل ماری گئی

جو ناموس کو اپنے غیرونکے پاس　　حوالے لگے کرنے ہو بے ہراس

کہا تمھین مرد ہی کیا ضرور　　ہوئے اسقدر جو حمیت سے دور

بس اب جو زبان پہ نئے آج سے　　بس اب اور رکھئے اور رکھئے آج سے

یہہ ہرگز ہوا ہی نہ ہوگا کبھی　　کہ تئین جا کے منہہ دیکھون اسکا کبھی

وہ ہی کون اور ہی کدھر کی بلا　　مجھے اسکے ملنے سے ہی کام کیا

سنین باتین زنکی یہہ شوہر نے جب　　لگا کہنے بس دیر مت کیجے اب

اگر زندگی ہو مری چاہئے　　وگر کچھہ خوشی ہو مری چاہئے

تو لو بس کہین جلد پہنو سنگار　　جہان تک کہ ہوتا ہی نقش و نگار

اور اٹھہ کر شتابی چلو میرے ساتھہ　　کہ بیگم ادون جا ہاتھہ مین اسکے ہاتھہ

محبت کے عالم مین ہون سرخرو　　کہاؤن نہ خام الفتون مین کبھو

سنا زن نے اصرار شوہر یہہ جب　　تو لاچار دلمین ہوئی اپنے تب

نہایت ہی مجبور و معذور ہو　　گئی اٹھہ کے گوشہ مین یکطرف کو

کیا سارا نکھہ سکھہ سے اپنا سنگار　　بنی آن کی آن مین نو بہار

ہوئی پاس شوہر کے آ کر کھڑی　　کہا روکے چل جیسی مرضی تری

کہ ہر طرح فرمان مین ہون ترے　　تو مختار ہی جسکے تئین چاہے دے

چلے گھر سے پھر ہو کے دونو بہم　　رضا جوئی مین بن کے ثابت قدم

پھر اتنے مین کیا اُنکو آیا نظر کہ ہین چور بیٹھے ہوئے راہ پر
ہوئے خوش اُنہین دیکھکر ایکبار کہ کیا مفت کا ہاتھ آیا شکار
وہین سب طرف سے لیا آکے گھیر لگے کہنے بس کیجئے اب نہ دیر
اُتار و زر و زیور اپنا تمام نہین دم مین دونو کا کرتے ہین کام
کہی زن نے تب اُنکو اتنی بات کہ دادا! لو ابھی تم نہ کچھ مجھہ پہ ہات
سنو پہلے قصہ مرا گوش کر کہ ہی ماجرا میرا کیا سر بسر
پھر اُنسے وہ اپنی حکایت تمام حکایت تمام اور حقیقت تمام
مفصل کہی کرکے اک اک ادا اور آخر کتئین پھر یہہ وعدہ کیا
کہ جسدم پھرونگی مین اُدھر سے ہو بجا لاکے شوہر کے احکام کو
تو زیور یہہ سب دونگی تمکو اُتار یہی مجھہ مین تم مین ہی قول و قرار
ہوئے چور خوش سنکے زن کا کلام لگے آفرین کہنے مل کر تمام
کہ رحمت خدا کی ہی اس زنکی تئین نہو دیگا کوئی ثانی اسکا کہین
جو شوہر کی ہو ایسی فرمان پذیر اطاعت مین سچ مچ ہی کوئی بے نظیر
ہی شوہر کو بھی اسکے پھر آفرین نہ اس سا بھی کوئی آشنا ہو کہین
کیا جسنے یون دوستی کا نباہ اسے کہتے ہین دوستی واہ واہ
لگے کہنے پھر زن سے تئین ملکے سب کہ جا بس تعرض نہین تجھسے اب

زن و شوہر یکبار ہو شادمان   ہوئے منزل دوست کے تئین روان
صبح اُٹھکر پھر جا کے دروازے پر   کی دستک سے آنے کی اپنے خبر
پھر یک جا کسی گھر مین زنکو بٹھا   خبر کے لئے آپ اندر گیا
جو دیکھے تو وہ دوست بیہوش ہی   بدستور ویسا ہی خاموش ہی
زمین پر پڑا ہی بحال حزین   بدن تک کی کچھ اُسے سُدھ نہین
رمق سی ہی یک جان باقی رہی   سو وہ بھی ہی کوئی آن باقی رہی
کر افسوس حالت پر اُسکی تمام   خبر اپنی کرنے لگا لیکے نام
پڑی کان مین جو نہین اُسکی صدا   وہین کھول کر آنکھ دیکھا ذرا
کہا اُسنے لے ہو بس اب ہوشیار   مین لایا اُسے جسکا تھا انتظار
چل اُٹھ اور شتابی سنبھال آپکو   زیادہ بس اتنے نہ مغموم ہو
یہ سنتے ہی مردہ سا وہ جی اُٹھا   لگا کرنے جان اور دل سے دعا
بلا لایا جا پھر یہ زن کے تئین   اُسی اپنی مرد و سمن کے تئین
بٹھا کر مقابل بس اُسکے شتاب   الگ ہو گیا تا ہو رفع حجاب
وہ بیہوش دیکھ اُسکو یکبارگی   لگا دل مین کہنے وہی ہی وہی
پھر اُسکے تئین اپنا سب ماجرا   جو گذرا تھا رو رو سنانے لگا
کہ یون مین جھلک کہ تری دیکھکر   ہوا آن کی آن مین بیخبر

تماشائی یون مجھ پہ رکھتے تھے دھوم   تھا اسطرح خلقت کا مجھ پر ہجوم
سلامت رہے یہ مرا آشنا   جو اُس وقت مین پہنچا مجھ پاس آ
اُس احوال مین لی خبر آن کر   گیا ڈھونڈنے پھر یہ جیدھر تدھر
بہت سعی کر کر بہت جستجو   کیا پیدا بارے تجھے ماہ رو
خدا اُسکو تئین خبر کی دے جزا   جو لی اسطرح جان میری بچا
بس اب تو مصیبت میری دیکھ تو   شتابی کہین مجھ سے ہون خندہ رو
پلا شربت عناب لب کا مجھے   کہ دل کی حرارت مری تک بجھے
کہین ہاتھ رکھ میرے دل پر شتاب   کہ دھڑکا تھمین اور تھمین اضطراب
غرض اپنی دکھ درد کی گفتگو   یونہین زن کے تھا کہہ رہا روبرو
ولے زن نہ زنہار گویا ہوئی   نہ مطلق کسیطرح سے وا ہوئی
بھوین تان کر اور بدل تیوری   کن انکھیون سے تہدید کرنے لگی
اور یکبار غصے سے منہہ کر کے لال   لگی دیکھنے ہو کے آشفتہ حال
اُس آثار کو دیکھ کر وہ حزین   لگا پوچھنے وجہ خفگی کے تئین
کہ کیون کھائے اتنی ہو بے مزا   سبب کیا کہو مجھ سے کچھ تو ذرا
کی وجہ اُسکی پھر زنانے رہ رہ بیان   مگر کی اشارون ہی سے سب عیان
بجز چشمک و جنبش سر ہوا   زبان سے نہ حرف اپنی کوئی کہا

ہوا دوست حیران سمجھ کر یہ حال | تھا یا عجب طرح کا انفعال
زیادہ ہتک اک ندامت زدہ | ندامت زدہ اور خجالت زدہ
پھر آخر کے تئیں آشنا کو بلا | بس یکبارگی پاؤں پر گر پڑا
کہ بخش اب دل و جان سے میری خطا | میں کیا جانتا تھا یہ کچھ ہوئے گا
خجالت رہی نہ گئی یک مجھے | کہ پھر آنکھ دیکھوں گا کیونکر تجھے
غلاموں کا تیرے ہوا میں غلام | میں کیا لے سکوں آشنائی کا نام
ادا جس قدر تو نے کی دوستی | جہاں میں رہی یہ حکایت بڑی
بہرحال اب سن لے میرا سخن | یہی دین و دنیا کی میری بہن
میں اسکی بھی عصمت کا ممنون ہوں | میں اسکی بھی غیرت کا مفتون ہوں
حقیقت میں کہئے انہیں کی بیان | انہیں سے ہی قائم زمین آسمان
کہ ہم حکم شوہر کا لائے بجا | ہم اپنے تئیں یوں اچھوتا رکھا
پس اب گھر کو دونوں سدھارو شتاب | ہی تاخیر میرے لئے یک عذاب
یہ کہہ سینکے دونوں کو رخصت کیا | بہت اپنا عذر خجالت کیا
پھر آئے گلے ملکے زن و شو بہم | خوشی سے وہ پھرتے ہوئے اپنے دم
ابھی میں ہوا آکے اسجا گذار | تھی جسجا وہ جوروں کی بستی قطار
وہ ہیں زن نے درخواست سے پیشتر | اتار اپنے زیور کئیں مرسم

کہا تو پھر جا کر اُنھوں کے حضور ۔   بعین رضا مندی و خدمت ور
وزیر اُسکا آپس مین کہنے لگا   کہ زن اسطرح جب ہو وعدہ وفا
تو پھر ہمسے مردون کو ہی انفعال   جو مال اُسکا آگے ہو ہم پر حلال
یہہ کہہ اور اپنے بھی کچھ پاس سے   ملا اُس مین زیور حوالے کئے
زن وشو گئے گھر کو مسرور و شاد   ملی جیسے نیت تھی اُنکی مراد
کہ عصمت نے بھی کچھ نپایا خلل   اور اخلاص مین بھی نہ آیا زلل
وہ گوہر کہانی یہہ جب کہہ چکی   تو پھر شاہزادے سے کہنے لگی
کہ فرمائیے بارے شاہ جہان   ہوا لطف کیا اسکا تم پر عیان
کہا شاہ نے رحمت اُس دوست پر   فدا دوست پر جو ہوا اسقدر
وہ عورت نے سن شاہ سے اتی بات   کہا بس تم اب جاؤ ہالی صفات
وزیر اپنے کو بھیج دو میرے پاس   کہ تا اُسکی بھی ہون حقیقت شناس
پھر آیا وزیر اور سن نے لگا   اسیطرح جب وہ بھی سب سن چکا
تو اُسسے بھی عورت نے پوچھا یونہین   لگا کہنے سنکے وزیر اسکے تئین
کہ کیا نیک طینت تھا وہ آشنا   جو زن کو بہن کہہ کے رخصت کیا
پھر آیا وہ سوداگر اس مین وہان   سنا اُسنے بھی سر بسر داستان
لگا کہنے خوش ہو کے وہ بھی یونہین   کہ رحمت ہی عورت کو اور آفرین

جو شوہر کے احوال پر کر نظر	ہوئی تاب حکم وہ اس قدر
پھر اُسکو بھی گوہر نے رخصت کیا	سزا اور تحسین کو مدحت کیا
گیا وہ زرگر کے تئین جست کرتی	اور اُسکے بھی آگے کہانی کہی
تو یکبار سُنکر وہ کہتا ہی کیا	کہی سخت یہ تو تعجب کی جا
جو چوروں نے ۔ ن چھوڑا اُنکے تئین	فقط سنکے اُسکے سخن کے باتین
اور اُسپر نہ زیور بھی اُنسے لیا	ہا وہ برہن آپ بھی کچھ دیا
سُنی جو ہیں عورت نے بس اتنی بات	تو یکبارگی اپنا پھیلا کے ہات
لگی کہنے بس لعل جلدی نکال	نہیں تو برا ہوئیگا دم میں حال
کوئی جلد اتنا بھی کہتا ہی بھید	نہیں اتنی جلدی کی تجھسے امید
بہت کام مین اپنے تو خام ہی	یہ خامی کا سارا ترا کام ہی
سُنا جب یہ زرگر نے سارا کلام	لگا کانپنے اور لرزنے تمام
کہا جسمین انکار کیا فایدہ	جو معلوم ہونا تھا سو ہو چکا
نکالا کمر مین سے یاروں کنئین	رکھا روبرو ہو کے بس شرمگین
اور آیا پھر اُسسے رخصت ہوا	گیا اُس جگہہ تھی جہان اُسکی جا
گئی رات روشن ہوئی صبح جب	بلا چاروں کو پاس گوہر نے تب
کہا میں نے ہر چند تفتیش کی	ہر اک طرف کی بات سب سے کہی

ملا پر نہ لعلوں کا ہرگز نشان　　خجالت ہوئی مجھکو تم سے ہزان
پس اپنے خزانے سے مین ویسے لعل　　تمھارے ہین کھوئے گئے جتنے لعل
ہون دیتا تمھین لو بس اب گھر کو جاؤ　　اور آگے نہ یہہ بات کچھ منھہ پہ لاؤ
وزیر اپنے لعلون کو پا خوش ہوا　　دعا دیکے گوہر کو بس گھر گیا
اُسی وقت پھر شہ سے ماذون ہو　　گیا بیچنے اُنکو بازار کو
گھرا تھا کہین راہ مین کوتوال　　سمجھ کر وہ بدبخت چوری کا مال
لیا دفعۃً آن کر دستگیر　　پڑا قید خانے مین جا کر وزیر
سحر کے تئین لے گیا شاہ پاس　　کہ تھا محکمہ وہ عدالت اساس
ہوا جا کھڑا ایکطرف کو وزیر　　تھے حاضر جہان سارے برنا و پیر
کہا شاہ نے عرض کر ماجرا　　ترے ہاتھہ یہہ مال کیونکر لگا
وزیر اپنی روداد کو سر بسر　　لگا کہنے دست ادب باندھکر
سنا شہ نے جب شاہزادے کا نام　　کہ ہے اُسکا رمعلی مقام
کہا جا بلا لا اُسے میرے پاس　　کہ تا سب حقیقت کرون مین قیاس
گیا لینے شہزادے کو پھر وزیر　　جو رخشندہ تھا شکل منیر
نظر کرتے ہی شہ نے شہزادے پر　　کہا بارے کہیے تم آئے کدھر
کہی شاہزادے نے پھر سرگذشت　　جو بیتی تھی تا شہر شہر اور دشت

وہ شاہ اُسکے تئین سنکے حیران ہوا | بکمال الطاف و شفقت سے خندان ہوا

حوالے کئے چارون لعل اُسکے تئین | کہا مال و زر لی یہ ہرگز نہین

سنو آگے اِسے تماشے کی بات | کہ ہوتی ہی اور آگے کیا واردات

گیا تھا وہ شہ پاس جب کامگار | جھروکے مین تھی دختر شہریار

نظر اُسکی ہوئی تئین تاب اُس پر پڑی | وہ عاشق ہوئی اُسکی یکبارگی

لگا عشق کا یکبیک دل مین تیر | ہوئی قید اُلفت مین فوراً اسیر

تڑپھنے لگی تلملانے لگی | دوادائیون کو رلانے لگی

لگی ہو کھنے دن بدن اس طرح | کہ شاخ خزان دیدہ ہو جسطرح

ہوئی رفتہ رفتہ خبر باپ کو | پڑی حرچے مین آن کر گفتگو

کہ یہ کچھ ہی اب شاہزادی کا حال | خدا جانئے ہووے کیا مآل

کیا شہ نے شہزادے کو تب پیام | کہ اسطرح منظور ہی تمسے کام

ہوا کامگار اِسکے تئین سنکے شاد | کہ الطاف غیبی نے بخشی مراد

کیا ہوکے خوش جان و دل سے قبول | غرض دون کہان تک اب آگے فضول

ہوئی ساز سن نہایت خوشی | تیاری کی وصلت کے انجام کی

معین پھر یک کر وقت سعید | کہ تھا میمنت مین جو مانند عید

کیا بیاہ با حشمت و عز و شان | کہ تفصیل ہی جسکی فوق البیان

اسی طرح گر اسکی یکسر قلم　　تو دفتر کے دفتر ہی ہووین رقم
غرض جب ملا اسطرح مدعا　　تو پھر رات دن اور صباح و مسا
لگا رہنے خوش وہ شہ کامگار　　تعیش میں گئے لگا روزگار
کیا سب رفیقون کو تئین پھر نہال　　تھے تکلیف میں اسکے خستہ حال
ملے مدعا سے سبکو فراغت ہوئی　　وہی تازہ پھر شان شوکت ہوئی
گئے بھول سب اپنا رنج و محن　　بجائے خزان ہوئی بہار چمن
ہوئے وا شدا اور دلے سب باغباغ　　مٹے جتنے سینون پہ تھے غمکے داغ
اٹھائی تھی آوارگی جسقدر　　مبدل وہ عشرت سے ہوئی سربسر
پھرے جسطرح یکبیک انکے دن　　ہمارے تمھارے پھرین ویسے دن

* اعادہ کردن جہاندار شاہ در باغ بہرور بانو *

غرض جب وہ طوطی یہہ قصے کئی　　جہاندار سے باغ مین کہہ چکی
تو فی الجملہ خاطر جہاندار کی　　تسلی و تسکین پاتی چلی
لگا دل مین کہنے یہہ امید لا　　کہ جیسے ہوا اُن سبھونکا بھلا
عجب کیا مرے دن بھی یونہین پھرین　　یہہ راتین الم کی [illegible] ہین
خدا سے مین کیون اپنی توڑون امید　　وہی سب کرے ہی سیاہ و سفید
یہہ کہہ کر اٹھا اُسطرف سوے باغ　　بجان حزین و دل داغ داغ

غرض بار ہی اس مین کیا دیکھنا | کہ کچھ شور و غل سا چمن مین آ سنا
ہر یک طرف ہی آبپاشی کی دھوم | صفا بام و در و شور چہلی کچھ ہجوم
اِدھر سے اُدھر تے پھرتے ہین باغبان | یہان سے وہان اور وہان سے یہان
نکالے ہین خوار سے جو صو نہین لا | نکالے چمن سے ہین سو بستہ رہا بجا
بناتے ہین یہ باغ کی کیاریان | لگاتے ہین دونون مین کچھ سبزیان
کہین جھاڑتے ہین چمن کی زمین | بناتے ہین سرو و سمن [illegible]
جہاندار حیرت کے عالم مین آ | کسی سے لگا پوچھنے جو ذرا
کہ بتلاؤ کیسی ہی یہ کھلبلی | یہ ہی کاہے کی دھوم اتنی مچی
تو بولا جواب اُن مین سے یون کوئی | کہ آمد ہی یہ بہرہ ور بانو کی
کہ جسکا ہی یہ مشہور باغ | یہ ہی جیسے سرسبز و معمور باغ
جسے کہتے ہین دختر شہریار | ہی فرمان مین جسکے سارا دیار
سو وہ آج گلگشت کو آئیگی | کوئی دم مین تشریف فرمائیگی
ہم اسکے لئے کرتے ہین دھوم دھام | کہ تا سب رکھین اپنا تیار کام
ملے سب کو تو انعام مین | وگرنہ ہون مغضوب الزام مین
جہاندار سنتے ہی یہ خوشخبر | خوشی سے [illegible] بسر
کہ بارے یہان تک تو پہنچا نصیب | پھر آگے بھی جو کچھ دکھاوے نصیب

یہہ کرتا ہی تھا اپنے دل سے کلام　　کہ آئے سواری کے بس خاص و عام
دکھائی دیا سب جلوس و تزک　　پھر اُسمین ہی کیا دیکھے ہی یکبیک
کہ پیدا ہوئی محافون کی قطار　　ہوئی اہتمامونکی ہر سو پکار
خواص اور خواجہ سرا ہر طرف　　پس و پیش ترتیب سے صف بصف
لئے نالکی بیچ مین زرنگار　　کئے آتے ہین مورچھل باوقار
جہاندار دیکھ اُس تجمل کو تئین　　لگا تھامنے اپنے دل کو وہین
عجب اور تماشا یکطرف کو　　کھڑا رہ گیا نقش دیوار ہو
کہ اتنے مین یک دایہ پیرزن　　نہایت شناسا و آگاہ فن
نظر کر کے سرتا پا اُسکے تئین　　لگی پوچھنے پاس آکر وہین
کہ کہہ تو مسافر ہی کس ملک کا　　یہان کسطرح تیرا آنا ہوا
پھر اتنا تو مغموم و محزون ہی کیون　　سراپا ترا اتنا مفتون ہی کیون
تجھے کیا مرض اور کیا درد ہی　　یہہ کیون رنگ رو سب ترا زرد ہی
کھڑا ہی تو ششدر سا کسو واسطے　　سبب کیا تو وحشی ہی جس واسطے
جہاندار نے تب دیا یہہ جواب　　کہ بتلاؤن کیا اپنا [illegible] ب
کہان دل ہی مجھکو کہان ہی دماغ　　کہ یکدل پہ ہی سے ہزارون ہین داغ
مجھے عشق کے سانپ نے ہی ڈسا　　ہون مدت سے اس دام مین مین پھنسا

نہ گھر کی خبر نہ وطن کی مجھے — نہ گل کی خبر نہ چمن کی مجھے
نہیں اس باغ میں کیسے دیوانہ وار — نجانوں یہ صحرا ہے یا لالہ زار
بس اس پیرزن نے یہ سن گفتگو — کہا وہ ہیں جا پہرہ دار بانو کو
کہ صدقے گئی یک عجب نوجوان — دکھائی دیا باغ میں ہی یہاں
کہ ہو مہر تابان بھی جسسے خجل — پری کا بھی جس پر نکل جائے دل
ہر یک بات کرتا ہے وہ دردناک — کہ ہوتا ہے سنکر جگر چاک چاک
خدا جانے آیا ہے کس طرف سے — نہیں خوب معلوم ہوتا مجھے
یہ سن پہرہ دار بانو دائی کی بات — وہیں جھانکنے کی لگی کرنے گھات
پھر آخر کو پردے کے کونے میں چھپ کر — نظر کی جو اندار پر سر بسر
ہوئی دیکھکر وہ وہیں بے اختیار — بہانے لگی اشک خون زار زار
پھر اتنے میں گھبرا کے یکبارگی — وہ تصویر جو پاس ہر وقت تھی
شتابی سے صندوقچہ سے اسکو نکال — مقابل لگی کرنے سب خط و خال
موافق پڑی سب طرح جب کہ وہ — تو یکبارگی پھر دوانی سی ہو
لگی کہنے دائی کہ سنتی ہے دائی — اسی نے مری ہے یہ حالت بنائی
اسی کے لئے ہے مرا سب یہ حال — اسی کے الم کی ہوں میں پایمال
اسی سوز پنہان نے دی ہے ایذا مجھے — اسی نے دیا ہے یہ سودا مجھے

بس اب میرے دلکا مالا مجھکو چور — دلے چور ہی یا عجب زور و شور

کہا تھا آسکا آنا ہی خیلے کٹھن — نہ جب تک کہ جھیلو نہین رنج و محن

ہوئی پھر جو بیتابی آشفتگی — تو کچھ باغ کی بھی نہ کی گشت کی

پھری دو قدم گھر کو وہ نہین شتاب — گری جا پلنگ پر بحال خراب

پھر اشک مصیبت بہانے لگی — بتر پیٹنے لگی نالہ بھرنے لگی

خوشی اور چواین گئی ساری بھول — لگی رات دن رہنے پیہم ملول

جو دن ہی تو یاد جہاندار ہی — جو شب ہی تو پھر بھی اذکار ہی

نہ کھانا نہ پینا نہ سونا کبھی — نہ باتون مین مشغول ہونا کبھی

وہی دیکھنا بیتھے تصویر کو — وہی کرنا پھر پھر کے تقریر کو

نظر کرکے دائی اس احوال کو — مصیبت کو اور اسکے جنجال کو

پشیمان کہنے سے اپنے ہوئی — کہ کیون مینے ایسی خبر آکے دی

مین کیا جانتی تھی یہہ ہوویگا حال — نہ تھا میرا ہرگز یہہ وہم و خیال

مین سمجھی بہتر ہے کیون اتنی بات — کہی یکبیک آجافت کے سات

جو یون پھول جیسی یہہ مرجھا گئی — قلق مین یکبارگی آگئی

پھر اتنے مین لاچار ہو باپ پاس — گئی ہو کے غمگین اور بے حواس

لگی کہنے گرجی کی پاؤن امان — تو کچھ بات دلکی کرون اب بیان

کئی دن سے نین شاہزادیکا حال　　براد یکھتی ہون محزون و ملال
غم و فکر سے بھی گئی اتنی سوکھ　　کہ جیسے خزان دیدہ ہو کوئی روکھ
گھلی جاتی ہی شمع سان دم بدم　　کبھی خشک لب ہی کبھی چشم نم
سنو جب نہ تب بھرتی ہی آہ سرد　　ہوا جاتا ہی دن بدن رنگ زرد
نہ پالا تھا سینے اُسے اِس لئے　　کہ پی پی کے یون خون دل وہ جیئے
ابھی اُسنے دنیا کا دیکھا ہی کیا　　ہوئی سی جان اُسکی یون مبتلا
نہین تمکو زنہار کچھ اُسکی فکر　　کبھی کچھ نہ شادی کیا کرتے ہو ذکر
کرون اور کیا آگے اِسکے بیان　　کہ سب وجہ غم کی ہی تم پر عیان
سنا شہ نے دائی کا جب یہہ کلام　　وہین پا گیا اپنے دلمین تمام
کہ تصویر کی بھی خبر تھی اُسے　　یہی چرچے آگے بھی تھے ہو رہے
بس اُس وقت یکبار ہو بے حواس　　ہوا زندگانی سے اپنی نراس
مشوش ہوا اور گھبرا گیا　　بلا کر وزیرون سے کہنے لگا
کہ یون شاہزادی کا احوال ہی　　یہہ کچھ اُسکے جی کا بنا حال ہی
بتاؤ کرون اِسکی تدبیر کیا　　خدا جانے ہی اُسکی تقدیر کیا
وزیرون نے سنکر کیا التماس　　کہ ای شاہ دانا ارسطو قیاس
ادب سے نہین عرض کر سکتے ہم　　جو کچھ اُسکا سنتے ہین درد والم

پهر حضرت نے گویا کرامات کی — کہ جاگہہ ملی ہم کو اُس بات کی
ہوا لاچار کرنا گذارش ہوا — کہ ہونا چلا اب سخن برملا
مناسب ہی وصلت کی تدبیر ہو — ولے جلد ہووے نہ تاخیر ہو
ور اُسکے ہو بھی جہاندار حاجت — کہ ہی غم مین اُسکے ہی ساری یہہ بات
اُسیکی ہی تصویر پر ہی یہہ حال — اُسیکا ہمیشہ ہی رہتا خیال
اور اُسکے بھی یکسر حسب اور نسب — محقق ہین ہم خانہ زادون پہ سب
کہ بیشک ہی وہ زادۂ شہریار — پدر بر پدر شاہ عالی وقار
وہی ایلچی جسکا تھا پھر گیا — وہی شہر سے جسکو باہر کیا
پس اُسسے یہہ گوہر ہو پیوند اگر — تو مسرور ہو مملکت سر بسر
تامل کا ہرگز نہین کچھ مقام — شتابی سے کر ہاتھ سے اب یہہ کام
شہنشہ نے سنکر یہہ اُنکے جواب — کہا واقعی ہی یہہ رائے صواب
ولے پہلے یک شخص روشن قیاس — مناسب ہی جاوے جہاندار پاس
کرے پھر بھی اوضاع سب اُسکے غور — لیاقت اور آداب کے سارے طور
فراست کرے اور آکر کہے — جو ہووے تسلی مجھہ د مجھے
گیا پھر وزیر یک جہاندار پاس — ذہین ذکی و قیافہ شناس
ہر یک علم و آداب کی گفتگو — فضیلت ہر یک طور کی موبمو

حکایت روایت مین دریافت کی ۔ یہی بات آخر محقق ہوئی
کہ ہی سب کمالات مین بے بدل ۔ حسب اور نسب مین بھی ہی بے خلل
کیا عرض آباد شہ سے تمام ۔ ہوا سنکے خوش شاہ والا مقام
کہا خیر بہتر ہی شادی کرو ۔ ولیکن شتابی سے انجام دو
گیا اُٹھکے دولت سرا مین وہین ۔ کہا بہرہ ور بانو کی مان کے تئین
کہ لو شاہزادی کی شادی کرو ۔ سرانجام وصل مرادی کرو
مبارک سلامت ہوئی ہر گہر ۔ نشاط و طرب ہو گئے سربسر
لگے پھرنے سب اہلے گہلے بہم ۔ فراموش ہو گئے سب اندوہ و غم
محل مین ہوئی چہل پہل ایکبار ۔ لگے قہقہے پڑنے بے اختیار
سنی بہرہ ور بانو نے پھر خبر ۔ شگفتہ ہوئی شکل گل سر بسر
بلائین لگی لینے دائی کی جا ۔ کہ جسکی زبان نے یہہ سب کچھ کہا
سنو آگے اب داستان بیاہ کا ۔ عروس اور داماد دلخواہ کا

* منعقد شدن مجلس عروسی و دامادی *
* جہاندار شاہ و بہرہ ور بانو *

پلا ساقیا بادۂ لعل گون ۔ سمان جشن شادیکا موزون کرون
اسی دنکی مدت سے تھی آرزو ۔ اسی کے لئے اتنی تھی گفتگو

وزیروں نے سامان شادی کا جب — کیا کتنے یکدن میں تیار سب
تو آکر کیا شاہ سے التماس — ہوئی شاہ کو فرحت بے قیاس
منگا زائچہ بہر در بانو کا — پھر یک روز شادی معین کیا
محل میں بھی احکام پہنچے شتاب — کہ شہزادی مایونمیں بیٹھے شتاب
معین ہوئے اہل خدمت تمام — کہ جاکر اسی باغ میں صبح و شام
جہاندار کے پاس حاضر رہیں — تیاری وہانکی بھی سب کچھ کریں
کریں فکر پوشاک و اسباب کی — زری کی تمامی کی کمخواب کی
لیجا دیں یہاں سے نزک اور جلوس — کہ ہوں جس میں نوبتکے کرنا و کوس
یہہ سب کچھ جب اس طرف کو جاچکا — تو آیا معین وہ دن بیاہ کا
چراغاں کا ٹھاٹھ باندھا گیا — لب نہر پر صحن میں جا بجا
ہوئے خیمے استادے پر عظم و شان — تمامی کے کھنچے گئے سائبان
بچھا فرش مخمل کا ایوان میں — زری کے بندھے پردے دالانمیں
لگی ایک مسند جواہر نگار — کہ شرمندہ ہو جسسے گلکی بہار
دھرے شمعدان بلوری تمام — کہ ہر ایک پر تھا مرصع کا کام
مرتب ہوئی بزم عیش و طرب — مغنی و مطرب ہوئے جمع سب
پھر ان کاموں ہی میں پڑتی جبکہ شام — تو ہوئی روشنی ایک باری تمام

امیرانِ اعظم کی آمد ہوئی — کہ محفل کرین گرم تا عیش کی
طوایف نے آکر دکھائی چمک — لگی تھاپ طبلون کی پھر یک بیک
بندھا راگ اور ناچ کا جو سمان — سو اُس لطف کا کب ہی ممکن بیان
ا سبھی مین ہوئی منقضی آدھی رات — اُٹھا پھر بیکبار شور برات
چلے آکے لینے امیر و وزیر — ہوا ایک ہجوم صغیر و کبیر
بصد تمکنت اور بصد عز و جاہ — ہوا آکے داخل جہاندار شاہ
رکھا مسند ناز پر آ قدم — باقبال و دولت بجاہ و حشم
لگی چھوٹنے گلریز اور ماہتاب — ہوا از سر نو طلوع آفتاب
عجب کوئی عالم تھا اُس رات کا — کہ عالم تھا گویا طلسمات کا
پڑھا جبکہ قاضی نے خطبے کتئین — لگے ہار اور پان بٹنے وہین
وہ شربت جو دولہ کے منہہ سے بچا — پلایا دلہن کو شتابی سے جا
بجھی پیاس دونو کی بارے وہین — کہ تھی تشنگی کبسے اُنکے تئین
بدھاوونکی پھر تو ہوئی دھوم دھام — مبارک مبارک کا تھا شور عام
محل مین گیا پھر جہاندار شاہ — کئے سہرے مین نیچی نیچی نگاہ
بٹھایا دلہن کے تئین لاکے پاس — بچھاور لگے ہونے پھر بے قیاس
وہ دھایون کا بکھرا ہوا رنگ رو — وہ بو تنون کی آتی ہوئی تن سے بو

وہ مہندی کی بو باس رغبت فزا وہ عطر و تن مین جو تھا مہکتا ہوا
بکھون کیا وہ پہلو جہاندار کا ہوا وقفہ رشک گلزار کا
ہوا آرسی مصحف اس مین عیان عیان ہو گیا تھا جو تا لب تک نہان
جہاندار جون اُسکا نگران ہوا تو اُس آرسی پر وہ حیران ہوا
یونہین تھی دلہن کو بھی حیرت تمام کہ حاصل ہوا کسطرح دل کا کام
وہ تکتا تھا اُسکو وہ تکتی اُسے حیا سے پہ کچھ کہہ نسکتی اُسے
نظیر سے نظر جون ملی ایکبار خوشی نے کیا دونکو بے اختیار
ہوئی دھوم جلوے کی یکبارگی لگے گانے ٹونے جلوسے سبھی
چھٹی پھر تو نوبت اس گھات سے کہ لذت ملے جسکی ہر بات سے
کھلانے کئی پان تو نے کے جب رہی دو گھڑی باقی جب اسمین شب
تو گودی مین لے بہرور بانو کو جہاندار اٹھا تخت سے خندہ رو
محل مین جلدی گیا لا سوار ہوا پھر تو رخصت کا شور ایکبار
دہیزون کے اسباب آئے تمام عماری و حوضے دکھائے تمام
کئی نالکی پالکی زرنگار کئی فیل اور اشترون کی قطار
صندوقچے جواہر کے بھی بے بہا اور اقسام خلعت بھی حیرت فزا
ہزاران غلام و ہزاران کنیز ہزاران گرانمایہ ہر ایک چیز

یہ سامان حشمت لیے سر بسر | چلا باغ کو اپنے وقت سحر
وہ ماہی مراتب وہ بان و نشان | وہ نوبت کے بجے کا صد عظم و شان
مفصل کہاں تک بیان ہو سکے | اگر فی المثل سو زبان ہو سکے
سخن مختصر اس تکلف کے ساتھ | جہاندار شہ اور سب اہل برات
ہوئے جا کے داخل اسی باغ میں | کہ تھے جیسے گل ہجر کے داغ میں
گئیے پھر وہ خلوت میں دولھا دلہن | ہوئے ایک جا عندلیب و چمن
ہوا دست خواہش پھر اسمین دراز | ہوا گرم بازار ناز و نیاز
لگی چلنے لات اور لگی ہونے بات | کئی کشمکش کی ہوئی وا وگھات
پھر آخر کتنیں صورت نیشتر | لگے چونچ بلبل کے گلبرگ پر
رگ گل سے یکبار نکلا لہو | محبت میں باہم ہوئے سرخرو
وہ چادر پلنگ کی سب افشان ہوئی | نمایان بشکل گلستان ہوئی
اٹھا بیچ سے جبکہ شرم و حجاب | بہم پھر لگے ہونے حرف و خطاب
لی نقل طوطی جہاندار نے | طلبگار نے اس گرفتار نے
کہ الفت کی ہی اسطرح ابتدا | مجھے اسطرح سے تعشق ہوا
کہا پھر وہ ربانو نے بھی تمام | کہ تصویر نے یون کیا میرا کام
دکھا گیا وہ نرا مرد پیر | بتا تا تھا نام اپنا جو بے نظیر

نہیں سے برا حال ایسا ہوا   کہون تجھسے کیا مین کہ کیسا ہوا
غرض کہہ کے دکھ سکھ یہ دونو بہم   بیان کر کے سب داستان الم
اُٹھے خواب گہہ سے بالطف و خوشی   کہ خواہش ہر یکدگر کی حاصل ہوئی
ہوئے رسم چوتھی کے بھی جب تمام   فراغت سے کہنے لگی پھر مدام
کسیطرح کا کچھ نتھا فکر و غم   جدائی بہ آپس مین تھی کوئی دم
کئی سال یونہیں ہوئے منقضی   وطن کی پھر آ کر تمنا ہوئی
دلہن سے جہاندار شہ نے کہا   کہ ای بہرہ ور بانوئے جان فزا
ہوئی مجکو ما باپ کی آرزو   چل اب جا ٹھہرئے تو اُس شہر کو
کہا اُسنے جو کچھ ہو مرضی تری   مین تابع ہون اور ہونگی لونڈی تری
بلا کر کسیکو دیا پھر پیام   بعجز و با آداب و حسن کلام
کہ حضرت سے جا کر کرو التماس   کہ ای شاہ جم جاہ والا اساس
بس اب مجکو خدمت سے رخصت کرو   بلا کر کے شہزادی کو بھی کہو
کہ ہمراہ میرے رفاقت کرے   اُسی گھر مین چل کر سکونت کرے
سنا باپ نے شاہزادی کی جب   کہ ہنگام رخصت ہی در پیش اب
بیہوش ہوا سنکے یکبارگی   کہا لیک آخر بلاچارگی
کہ جسطرح ہووے تمھاری خوشی   تمھاری خوشی ہی ہماری خوشی

کیا پھر مرخص جہاندار کو　اور اپنے بھی لخت دل زار کو

دلے وقت رخصت یہہ رقت ہوئی　کہ یاران کو بھی جسسے خجلت ہوئی

عروس اور داماد عالی نژاد　چلے چھوڑ کر شہر مینو سواد

پھر اپنے مقصد کی منزل کتئین　لگے کرنے طی دشت و جنگل کتئین

ہوا پہلی منزل مین جب آ مقام　تو یکبارگی طوطی نے کر کلام

کیا عرض شاہ جہاندار سے　بصد لطف و آداب گفتار سے

کہ اے ای جہاندار مقصد ترا　خدا نے تجھے اب عنایت کیا

کیا دل مین تھا مینے اپنے یہہ عہد　کہ مشکور جب ہو میری جد و جہد

تو خدمت سے تیری مین آزاد ہون　جدھر جی مرا چاہے اُڑتی پھرون

بس اب آج سے مجھکو آزاد کر　یہی مجھکو انعام امداد کر

جہاندار اُسکا یہہ سن التماس　فسردہ ہوا اور نہایت اُداس

ہوئی پھر دو زبانو بھی کچھ ملول　پہ لاچار درخواست کی وہ قبول

جواہر کی دو پانچی بے بہا　پنہا کر بخوبی مرخص کیا

اُڑی جھنجھناتی ہوئی بس وہین　وہ تا بین گئی دید شہ کے تئین

کیا کوچ پھر شاہ نے صبح گاہ　باسباب حشمت بسامان جاہ

لگا کرنے طی منزلون کتئین　بیابان کے مرحلون کتئین

مہینون کی جب راہ طی کر چکا | تو پھر یاد کر اُس طرف کو ہوا
تھے ور رستے پہ دو بھائی رہتے جہان | جنھون کی وہ تھین چارون چیزین ایان
تحقیق کر اُن دونو کی بود و باش | کیا اُنکو پیدا بسعی و تلاش
بہت معذرت اُنسے کر کر اوا | اُنہین چارون چیزین وہ دینے لگا
کیا دونو بھائیون نے تب التماس | کہ اے شاہ فرخندہ و حق شناس
نہین پھیرنا اب کچھ اُنکا ضرور | خوشی سے یہ کین ہم نے نذر حضور
یہ لایق سلاطین ہی کے ہین سب | ضرورت ہی چندان ہمے اُنکی کب
بھلا یہ ہماری نشانی رہے | ترے پاس تا زندگانی رہے
کیا عہد کے تئین جو تو نے وفا | سو لطف اُسکا ہم کو نہایت ملا
بس اس واسطے اور بھی ایک چیز | ہمین دیتے تجھے ہی جو ہے عزیز
کہ پرگھٹ کا فن ہمین سکھاتے تجھے | جتن اُسکے سب ہمین بتاتے تجھے
تو قالب مین جسکے ارادہ کرے | نکل اپنے قالب سے اُسمین رہے
یہ کہہ کر سکھائے شہنشہ کو تب | جو کچھ بھید پرگھٹ کے تھے یاد سب
اُنہین سیکھ کر شاہ رخصت ہوا | بدستور اپنے وطن کو پھرا
گیا وانسے پھر اُس طرف کو تئین | جدھر تھا وہ وزیر و مونس عزلت گزین
کرا بہت سے جسکے ہوا تھا یہ پیار | وہ آنکھون کے تئین بند کر اُنکا یار

ا گیا جانکے خدمت مین اُسکے سلام کہی سرگذشت اپنی اُسنے تمام
وہ نشت کیا باہر کئی دن وہان گیا باپ کے پاس قاصد روان
بتایا پھر سودا کے مرتبے نعے لکھے کہون اب قدم دیکھنا آ کے
بس اب کیجیے سو تو دست سب اضطرار ملاقات کے رہتے امیدوار

* مراجعت کردن جہاندار شاہ بدیار خود *

یہی اسد استاد کا پھر اب یون بیان کہ مقصد کئے جب ہوا شہ روان
وہ ہرمز کہ جسکا ہوا آگے ذکر یہ سنکر ہوئی اُسکو تشویش و فکر
کہ مطلوب پایا جہاندار نے کیا کام حرفت کا عیار نے
مگر جیسے تو اخفاے مطلب کیا اور آپ پہرہ در باتو کو لیجا
پس ایسا کرون جسسے ہون کامیاب اور اُسکو پھرا دون بحال خراب
غضب ہی جو یونہین رہون بے نصیب اوراسطرح یاری دین اُسکے نصیب
یہ دل مین حسد کے خیالات کر لگا ڈھونڈھنے شہ کو شام و سحر
پھر آخر بصد سعی اور جستجو پتا ہی اُٹھا کر بہت سو بسو
ملا آ کے جون تون جہاندار سے بصد حالت خستہ و زار سے
قدم پر گرا اور بمکر و نفاق لگا کہنے مدت سے تھا اشتیاق
کہ پھر یہ رفاقت مجھے ہو نصیب قدمبوسی سعادت مجھے ہو نصیب

ہوئین اس آسمانوں کا ہمت خوردہ تین   پھرون تا کی خوار و افسردہ تین

جہاندار نے سن یہہ طرز کلام   کی اُسپر نگاہ عنایت تمام

کہا خوب رہ آج سے میرے پاس   ہی ذی مرتبہ تو عشرت اساس

یہہ کہرا و رند و پر کرم بسر   لگا پاس رہنے وہ شام و سحر

* رفتن جہاندار شاہ بتعاقب آہو *

ہوا ناگہاں پھر یہہ کیا ایکبار   کہ نکلا جہاندار بہر شکار

کیا صید آہو کتئین ایک جا   وہین شہ سے ہرمز یہہ کہنے لگا

کہ اے شاہ ہی مجھکو یاد ایک فن   جو ہر یک کو آتا نہین وہ جتن

اور اُس فن مشکل کا پرگہت ہی نام   تکلف یہی ہیگا اُس مین تمام

کہ قالب مین جسکے ارادہ کرو   لگان اپنے پرگہت مین سے اُسمین ہو

جہاندار نے سنکے اُسکو کہا   کہ ہرمز یہہ مشکل ہی فن کونسا

مرے تئین بہی ہی یاد اُسکا جتن   ہی معلوم مجھکو بہی پرگہت کا فن

تکلف سے کیا تو ہی کہتا اُسے   کہہ اُسنے کہ آیا نہو وے جسے

لگا کہنے ہرمز یہہ سب ہی خلاف   غلط کہتے ہین آپ کیجے معاف

یہہ فن اسقدر سہل و آسان نہین   جو حاصل ہوا ہوگا حضرت کتئین

جہاندار سمجھا نہ اُسکا پیچ کو   لگا کہنے یکبارگی غصے ہو

اگر رو برو تیرے پر گھٹ کرون | تو پھر مین گنہ گاری کیا تجھسے لون
کہا خون تیرا نہی تمکو حلال | اگر مجکو دکھلاؤ ایسا کمال
کہا شہ نے پوچھا دکھاؤن تجھی | لے آ اپنی آنکھون سے سب دیکھ لے
گیا تھا اس آہو کنین جوش کا | اسی گھٹ مین جا مارا ایکبار
ہوا جبکہ قالب پھر اسکا تہی | تو ہرن کو بس یہی فرصت ملی
اور اسنے بھی سیکھا تھا از بس یہہ فن | وہین کرکے اس فن کے جارے جان
دیا چھوڑ بس اپنے گھٹ کے تئین | سمایا شہنشہ کے گھٹ مین وہین
جہاندار ادھر گھٹ مین آہو کے جا | لگا چگنے سبزہ بیابان کا
ادھر یہہ جہاندار کے گھٹ مین جا | بشکل جہاندار شہ بن گیا
چلا آیا خیمہ کے تئین ایکبار | جہان بہر دربار تھی انتظار
بخوبی وہان جا کے داخل ہوا | کہا دل مین مقصود حاصل ہوا
ولے اہل دربار کچھ دیکھ کر | گئی شبہہ و شک مین نظر بسر
لگی جی مین کہنے کہ اس پر نگاہ | کہ یہہ تو نہین وہ جہاندار شاہ
یہ صورت تو سب کچھ ہی اسکے مثال | پہ باتون مین ویسا نہین قیل و قال
خدا جانئے کیا مصیبت پڑی | جہاندار پر کیسی آفت پڑی
سمجھ کر یہی جی مین اپنے تمام | لگی رہنے اسسے جدا صبح و شام

کیا کرتا ہر چند یہہ فاجری ولے پاس اُسکے وہ آتی نتھی

غرض بعد چندین صباح و مسا جہاندار کے باپ سے آ ملا

جہاندار کو بسکہ مدت تمام ہوئی تھی وہ چھوڑے دیار و مقام

خلایق کو چندان نتھا کچھ خیال کہ اتنا کرین اسکا تفتیش حال

کسی نے بھی ہرگز نہ کی غور یہہ کہ یہہ وہ ہی یا ہی کوئی اور یہہ

غرض پھر کیا بعد کئی ماہ و سال جہاندار کے باپ نے انتقال

یہہ بدبخت اُسکا ہوا جانشین ہوا مالک ملک و تاج و نگین

اُدھر اب جہاندار کا سنیے حال کہ پھرنے لگا جب وہ آہو مثال

بسنگ و شجر کا سبب ڈر ہوا سمجھ کر یہی دل مین مضطر ہوا

کہ ایسا نہووے کسی دن کہین کرے آکے طعمہ کوئی میرے تئین

اسی وہم مین تھا اُسے اضطرار کہ ناگہہ ملا اُسکو اک سبزہ زار

نظر یکطرف گھاس پر جو گئی تو یک طوطی مردہ دیکھی پڑی

لگا دلمین تب اپنے کہنے یہہ لا کہ آہو سے طوطی ہی ہونا بھلا

پس آہو کے گھٹ سے نکل جان گی گیا گھٹ مین طوطی کے یکبارگی

لگا پھرنے صحرا بصحرا مدام کہین صبح کاٹی کہین کاٹی شام

کبھی خار و چمن مین ہوا یک گذار کبھی شاخ پر جا بیٹھا جا ایکبار

کیا پھر یہہ تقدیر نے اور کام ۔ کہ ناگہہ ہوا وہان گرفتار دام

پھنسا دام صیاد مین دفعتن ۔ نپایا ذرا دیکھنے بھی چمن

وہ صیاد اُسے لیکے گھر کو چلا ۔ پھر اک راہ مین بینوا کو دیا

ہوا خوش وہ درویش پاکر اُسے ۔ لگا رکھنے چھاتی لگا کر اُسے

اکیا کرتا طوطی کی ہر دم صدا ۔ ادا کرنا رہ رہ کے شکر خدا

یہہ سنکر وہ درویش حیران ہو ۔ بہت خوش ہوا اور شادان ہو

لگا کہنے ای طایر نیک خو ۔ نہایت ہی تو توکوئی نکتہ گو

یہہ حیرت ہی مجھکو ترے شکر پر ۔ کہ شاکر ہی کیون اتنی شام و سحر

کہ نعمت پہ ہی شکر کرنا روا ۔ تجھے کونسا خوان نعمت ملا

نہی جسپر تجھے اتنا شکر و سپاس ۔ ذرا مجھسے بھی کہہ تو ای حق شناس

دیا تب یہہ طوطی نے اُسکو جواب ۔ نہ کیونکر کرون شکر حق بےحساب

کہ صحبت ملی تجھسے درویش کی ۔ فراغت ہوئی سب کم و بیش کی

فقیر اُسکو سنکر ہوا اور خوش ۔ لگا رکھنے اُسکو بہر طور خوش

پھر اک روز اُسنے یہہ کہنے لگا ۔ کہ ای طایر نکتہ گو خوش نوا

نہایت تو کوئی خرد مند ہی ۔ کہ جو بات ہی تیری یک پند ہی

کچھ اسوقت ایسی حکایت کر ۔ کہ جس مین مرا [illegible]

کہا تب یہہ طوطی نے ای بینوا | مجھے ایک شاہ کی کہنی تھا ملا
کہے میںنے اُس سے یہہ کتنے سوال | کہ بتلا تو ای طائر خوش مقال
کہ ہی صبح کو رو تی کس لیے | سبب کیا ہو یا تو اسکے جس لئے
کہا اسلئے اُسکو تشنا ہی نور | کہ خالق نے اسکے تئین ظہور
کرے ہی یہ جو ازرق اپنا لباس | اسی سے ہی پہچانی سبھو نکی معاش
کیا اور میںنے پھر اُس سے سوال | کہ بتلا تو ای طائر خوش خصال
ہوا تنگدل غنچہ کس واسطے | وہ کیا ہی یہہ غمگین ہی جس واسطے
کہا جمع رکھتا ہی جو سیم و زر | ہی تنگئے دل اُس سے اے حیدر
کہا میںنے پھر گل ہی کیوں ارجمند | ہوا کہنے اُسکا و رتبہ بلند
کہا وہ جو ہر اک سے ہی خندہ رو | عزیز اسلئے ہو گیا سو بسو
کہا میںنے پھر خلق کو کیا شعار | ہی بہتر ہو خوش جسسے پروردگار
لگا کہنے ترک بدی ہی بھلا | کہ ہوتا ہی راضی اسی مین خدا
سنی جبکہ باتین یہہ درویش نے | خوش اسنے معنی اندیش نے
لگا کرنے طوطی کی تئین آفرین | لگا جی سے رکھنے عزیز اُسکے تئین
نہ اک لحظہ الگ آن کرتا جدا | تھا مانوس و مرغوب اُسکا صدا
گیا شہر مین ایکدن سیر کو | لئے ساتھ ہمراہ طائر خجستہ کو

پڑا اسپہ گرتا تھا ایدھر اودھر کہ یک جا ہجوم اسکو آیا نظر

کھڑے ہین ہزارون صغیر و کبیر اور اک شخص ہی انمین کوئی اسیر

کیا بانوا نے کسی سے سوال کہ تھا و کیسا ہی یہہ قیل و قال

جواب انمین سے ایک نے یون دیا کہ صادر ہوئی ہی کچھ اسسے خطا

خطا یہہ ہی زیر محل شاہ کے کھڑا تھا یہ مین جا یہہ آئینے لے

جھروکے مین تھی دختر شاہ وہان ہوا جلوہ اسکا عیان ناگہان

جب آئینہ مین عکس اسکا پڑا تو آئینہ کا اسنے بوسہ لیا

اسی جرم پر ہی یہہ رنج و تعب لئے جاتے ہین پاس قاضی کے سب

کہ فتوے مین جو اسکے قاضی کہے سزا اس گنہ کی وہی پھر ملے

سنا طوطی بینوا نے یہہ جب لگی کہنے حیران ہین کیون اتنے سب

ہین محتاج قاضی کے فتوے کے کیون ہین سب منتظر اسکے کہنے کے کیون

سزا تو نہایت ہی سرکی عیان تامل ہی درکار کیا اس مین یہان

کھڑا دھوپ مین یک گھڑی اسکو کر جڑو قمچیان اسکی پرچھائین پر

ایسے گنہ کی یہی ہی سزا زیادہ اسسے ہی آگے ظلم و جفا

سنتے ہی طوطی کا خلقت کلام تعجب تحیر مین آگئی تمام

دیکھو تو طوطی نے کسطرح کی سزا اسے پسندیدہ اسکی کہی

عجب کوئی عاقل ہی ہی بدرشت پر نہین ایسا دیکھا کوئی جانور
غرض شہر مین ہو ئی زیادہ یہہ بات کہ یون کہتی ہی طوطئی خوش صفات
یو نہین جو چرچے پاتی ہوئی پھر خبر گئی پھر وہ ربانو کو سر بسر
وہ سنتے ہی بکیبا رگی یہہ کلام سمجھ گئی حکایت کا مضمون تمام
لگی کہنے دل مین یہہ ہو نہو وہی ہی جہاندار سنجیدہ گو
لئے موتی مین کتنے لعل و نگین لیا بینوا سے وہ طوطی کہین
گیا جب محل مین جہاندار شاہ وہ قالب مین طوطی کے با اشک و آہ
تو سب درد و غم اسپہ بیتے تھے جو سنانے لگا پھر وہ ربانو کو
کہ یون پہلے آہو کے گھر مین گیا یون اسطرح سبزون کو چرتا پھرا
پھر آہو سے طوطی ہوا اسطرح نہ دام پھر آ گیا اسطرح
پھر اسطرح سے بینوا نے لیا پھر اسطرح آتیرا ہمدم ہوا
یہہ سنکر مصیبت کے اسکے کلام لگی پھر وہ ربانو رونے تمام
کہا تب جہاندار نے بس نہ رو نہ رو رو کے اتنا گھلا آپ کو
خدا کتنین یاد کر ہر محل وہی مشکلین ساری کرتا ہی حل
مگر ایک تدبیر کہتا ہون اب کہ ہمرزہ آوے ترے پاس جب
تو کہہ اسسے ای شاہ والا گہر نہین حال سے اپنے مجکو خبر

رہا کرتی اکثر ہون بیمار مین　　نہین کوئی رکھتی ہون غمخوار مین

کہ بہلاوے چت میرے دکھ کے تئین　　مجھے رہنے دیوے نہ [illegible] وہ کہین

نہ کچھ کھیل ہی اور نہ کوئی مشغلا　　کہ جس مین ذرا بھی لگے دل مرا

کسی طرح بہلا تو میرے تئین　　ذرا ہو یہہ مشغول جان حزین

مین سنتی ہون پر گھر ہی آتا تجھے　　تماشا [illegible] کہا [illegible]

[illegible] طرح تا [illegible] غلط ہو مرا　　کہان تک رہون مین اُداس [illegible]

وہ جب اپنے گھر سے نکل ایکبار　　کرے اور گھر بیچ جاکر قرار

مین طوطی کے گھر سے نکل اُس گھڑی　　سما جاونگا اپنے گھر مین سبھی

سنا شاہزادی نے جب یہہ کلام　　ہوئی وہ نہین مشغوف اور شادکام

غرض آیا ہر مرحلا بیچ جب　　کہی اُسنے یکسر یہہ تقریر سب

وہ سنتے ہی خوش ہو کے کہنے لگا　　کہ دشوار یہہ کام ہی کون سا

اسی مین تو [illegible] لکی گر ہی خوشی　　تو ہون یہہ تماشا دکھاتا ابھی

ترا جس مین جی بہلے وہ ہی ہی خوب　　وہی بازیو [illegible] بیچ بازی ہی خوب

یہہ کہکر منگا ایک آہو تئین　　گیا مار کر اُسکے گھر مین وہین

جہاندار کو بس یہہ فرصت ملی　　ملا اُسکو قالب جب اپنا تہی

گیا اپنے گھر مین شتابی سما　　وہ آہو کا آہو ہی بس رہ گیا

غرض اُن سبھوں کو اپنے کیے کی ملی کہ دنیا ہی جاگہہ مکافات کی

جہاں آرا اور زیبا و دلربا تو تب بدستور رہنے لگے روز و شب

گذرنے لگی عیش میں صبح و شام لگی کہنے عیش و خوشی میں مدام

وہی ملک و مال اور وہی سلطنت وہی تاج و تخت اور وہی تمکنت

[illegible] اُنکی مراد بر آوے ہماری تمھاری مراد

ا جس جگہ آئی یہ سب یہ تمام بطرز لطیف و بحسن کلام

بہشت نے وہیں فکر کر ایکبار کہی اسکی تاریخ باغ و بہار

* تمام شد *

** ** ** ** ** ** ** ** **

****

پوشیدہ نرہے

قصہ اول جب جہاندار شاہ اور بہرہ ور بانو کا
منشی عنایت اللہ نے اگلے زمانے مین الفاظ شیرین اور
عبارات رنگین سے زبان فارسی مین تصنیف کر کے بہار دانش
نام رکھا تھا کہ آدمی اس دیار کے سبب ... کے
اس قصے کے محروم رہتے تھے اسواسطے افصح الفصحا ابلغ البلغا مرزا
جان طپش مرحوم و مغفور نے بموجب فرمایش صاحبان عالیشان
و غیرہ کے سن بارہ سی سترہ ہجری مین خاص و عام کے
سمجھنے کے لئے زبان اردو مین ترجمہ کیا تھا مگر باعث عدم چھاپہ
ہونے کے شوقمند سب فائدے سے اس قصے کے مایوس رہتے تھے
اسواسطے حاجی مرزا شیر علی و محمد فیض اللہ نے اس
کتاب کو بہت سعی و کوشش سے بہم پہنچا صحیح کر کے
محمدی چھاپے خانے مین سن بارہ سی چھپن ہجری
مین چھپا پا کر دیا تا کہ ہر چھوٹے بڑے اس
قصے سے واقف ہو کر خاکسار کو
دعائے دلی دیا *

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۴	ہی	ہی
۹	۱۶	بھی	نالہ ہی
۸	۷	کبھریکی	کبھر ے کی
		کے	کی
	۳	اُسکو	نعام کیلے
ایضاً	۱۶	یہی	ہی بھی
۱۳	۱۳	ہوی	ہوے
۱۶	۶	کے	کی
۱۸	۱۳	بشر	بحر
ایضاً	۱۶	دیا جب	کیا جب
۲۰	۸	قضا	فضا
۲۱	۱۲	کی	کے
۲۳	۱۳	غس	قس
۲۴	۹	اُسکا	اُسکی
۲۵	۷	شمشیان	شیشیاں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸	۱۱	لبھی	کبھی
ایضا	۱۳	حتی	جتنے
۳۰	۱۱	میرکی	میری
۳۲	۱۶	اُسکی	اِسکی
۳۵	۱۵	لھ	کچھ
۳۶	۱۲	چھتی	چھتتی
۳۷	۱۶	اداکے	اداکی
۳۹	۶	بھی	تھی
۴۴	۱۲	بیابان اتی	بیابان مین اتی
۴۵	۱	میرا	میری
۴۷	۱۲	ہی	ہے
۵۰	۵	شتاب	شباب
۵۴	۵	فہم	فہیم
۵۶	۱۵	کرنگی	کرینگے
۶۱	۱	کی	کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۱	۴	لر	کر
۶۲	۱۶	ھگر	گھر
۶۳	۶	ترے	تری
ایضاً	۱۶	ہے	ہی
۶۷	۶	ہی	ہے
ایضاً	۱۲	اُسکی	اِسکی
ایضاً	۱۴	سی ہی	سی ہے
ایضاً	۱۵	ہی	ہے
۶۹	۷	اُسکے	اِسکے
۷۲	۲	میسر تھی	میسر تھے
۷۵	۴	مرے	مرے
۷۶	۹	اُدھر	اِدھر
۸۹	۹	لازمی	لازمے
۹۰	۲	ہی	ہے
۹۲	۴	اُسکو	اِسکو
ایضاً	۱	دیا	دیان آنکھین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۲	۱۶	لیازنسے	کھازنسے
ایضاً	۱۶	اُس	اِس
۱۰۰	۵	تری اُس	ترے اِس
ایضاً	۷	قرباس	قرباش
۱۰۳	۱۶	کے	کی
۱۰۴	۱	کی	کے
ایضاً	۷	اپنی	اپنے
ایضاً	۱۳	مرے	مری
۱۰۶	۱۱	ڈبکی	دبکی
۱۰۸	۱۶	کھاشہ نے بکسا	کھاشے نے بکتا
۱۱۴	۹	تھی	تھے
۱۱۵	۵	ہوتی	ہوتے
۱۱۶	۳	اپنی	اپنے
۱۱۹	۷	فنا نے	فانی
ایضاً	۹	اُسکے	اُسکی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۲	۲	سے	کی
۱۲۴	۲	مراہی	مراہی
ایضا	۱۲	جس	جسمین
۱۲۹	۱۲	کی	سے
۱۳۶	۱۵	اپنی	اپنے
۱۳۷	۱۶	اپنے	اپنی
۱۴۰	۱	گرے	کرے
۱۴۴	۱	بنا	سنا
۱۵۶	۱	سہ	سحر
۱۵۸	۱۲	اپنی	اپنے
ایضا	۱۳	لی	گئی
۱۶۰	۲	شادی کا	شادی کے
۱۶۵	۲	گئی	گئے
۱۶۶	۱۱	تری	ترے
۱۷۱	۴	سب یہہ	سب پہ

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱۷۴	۱۰	مخرفه	سمجھنه
۱۸۷	۱۶	ت	ٹیچ
۱۹۲	۱۲	سوال	سوا
۱۹۳	۱۰	لوہر	گوہر
۱۹۴	۱۶	لہا	کہا
۱۹۹	۱۲	لسی	کسی
۲۰۱	۱۶	عیش	عیش دلمین خیال
۲۰۲	۱۳	لیا	کیا
۲۰۳	۱۰	سـ	مر
۲۰۹	۱۰	اُسکے	اُسکا
۲۱۱	۷	نما	نمایان
۲۱۳	۱۱	ش	شہر
۲۱۹	۳	پھهاوا	چھپاو
	۱۰	یار	دیار
	۴	نست	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۹	۵	ساق	شاق
۲۲۸	۱۶	مقہ	مبقہم
۲۳۰	۶	را	مرا
۲۳۱	۱۶	پریک	پہ یک
۲۳۴	۷	کر	سر
۲۳۵	۴	کہ	کہ
۲۳۶	۶	اُسے فل	اسے مل
۲۳۸	۱	ہوت	مفت
۲۳۹	۲	ں	کی
ایضا	۲	جہ	جر
ایضا	ایضا	لیا	کیا
۲۴۶	۱	اعادہ کردن جہاندار شاہ در باغ بہرہ ور بانو	اعادہ واستار جہاندار شاہ
۲۶۰	۱۶	جسکے	
۲۶۱	۱	اُسکے	